اہم یہودی خفیہ تنظیمیں

اور

عالم اسلام پر ان کے اثرات

(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اسلامیات)

مقالہ نگار
کامل نواز
رول نمبر 9
ایم فل اسلامیات

رہنمائے تحقیق
پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت
ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

سیشن 2003 - 2005

شعبہ علوم اسلامیہ
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

خاکہ تحقیق

حلف نامہ

میں حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ یہ مقالہ میری ذاتی کاوشوں اور محنت کا نتیجہ ہے جہاں کہیں بھی کسی اہل علم کی تحریر سے استفادہ کیا گیا ہے اس کا مکمل حوالہ دیا ہے یہ مقالہ کسی دوسری جامعہ میں کسی ڈگری کے حصول کیلئے پیش نہیں کیا گیا ہے۔

دستخط طالبعلم:__________

تاریخ: 18 Sep 2005

اظہار تشکر

میں اپنے مقالہ کی تکمیل پر سب سے پہلے خداءِ بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ بار شکر ادا کرونگا جس نے انسان کو قلم کے ذریعے لکھنا سکھایا وہ رب جو رب السمٰوتِ والارض ہے جو رب العلمین ہے کہ جس نے میرے کمزور ارادوں کو تقویب بخشی اور میرا تحقیقی کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

لاکھوں درود و سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کہ جو انسانیت کے سب سے بڑے غم خوار اور معلم ہیں۔

میں ممنون و مشکور ہوں اپنے نگران پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت کا کہ جنہوں نے لحہ بہ لحہ میری رہنمائی فرمائی اور اپنی ذاتی لائبریری کی نایاب کتب سے استفادہ کا موقع فراہم کیا۔ مقالہ نگاری ایک نہایت ہی مشکل فن ہے اور اگر رہنمائی کرنے والا مخلص، محنتی اور قابلیت میں اپنی مثال آپ ہو تو تحقیقی مراحل میں ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے اور میں جب بھی اپنی ٹوٹی پھوٹی تحریر ان کے پاس لے کر گیا تو انہوں نے میرے بکھرے ہوئے خیالات کو مجتمع کیا اور کمال شفقت سے اس کی درستگی فرمائی۔

میں اس موقع پر اگر اپنے بڑے بھائی پروفیسر رب نواز ملک گورنمنٹ کالج بھکر کو بھول جاؤں تو سراسر زیادتی ہوگی کہ جن کی دعاؤں اور پرخلوص تعاون کی بدولت میرا کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

میں اپنے مقالہ کی تکمیل پر نہایت ہی محسن اور شفیق ہستی حبیب الرحمٰن ملک کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے لحہ بہ لحہ میری رہنمائی اور بے حد حوصلہ افزائی کی۔ اور الحاج حافظ محمد عبداللہ خان ڈھانڈلہ انکم ٹیکس آفیسر بھکر کا بھی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

میں نہایت ہی قابل احترام اور مہربان عبدالرشید ارشد (جوہر آباد) کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے رہنمائی کے ساتھ ساتھ مواد کی فراہمی میں میری معاونت کی۔

میں شکر گزار ہوں اسلامیہ یونیورسٹی کی سنٹرل لائبریری اور مسعود جھنڈیر ریسرچ لائبریری میلسی کے منتظمین

اور عملہ کا کہ جنہوں نے اپنی ذاتی لائبریری سے استفادہ ہونے کا بھرپور موقع فراہم کیا۔

میں اپنے حلقہ احباب میں محمد بشیر (آزاد کشمیر) ملک عمیر حیدر اعوان (تلہ گنگ) اور محمد علی بابر (مظفر گڑھ) کا ممنون ومشکور ہوں کہ جنہوں نے مقالہ کی تکمیل میں میرے ساتھ ہر ممکن تعاون کیا۔

خاکہ تحقیق

باب اول: یہودیت کا تاریخی پس منظر

1۔ یہود کی وجہ تسمیہ

(i) لغوی مفہوم

(ii) اصطلاحی مفہوم

2۔ اسرائیل کی وجہ تسمیہ

3۔ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے دو شاخیں

4۔ یہود بعہد موسیٰؑ

(i) بنی اسرائیل ارض مقدس میں

(ii) قاضیوں کا دور

5۔ یہود بعہدِ داؤدؑ

6۔ یہود بعہدِ سلیمانؑ

(i) سلطنتِ بنی اسرائیل کی تقسیم

(ii) سیاسی و جغرافیائی صورتحال

7۔ بنو نصر کلدانی کے یروشلم پر حملے

8۔ شاہِ فارس خورس دوم اور یہود

9۔ یہود یونانی دورِ اقتدار میں

(i) شاہِ انطیوکس اور یہود

(ii) مکابی تحریک

10۔ رومی دورِ اقتدار میں یہود

(i) رومیوں کے خلاف یہودی بغاوت

(ii) دیوار گریہ

باب دوم :۔ یہودیت کی عیسائیت و اسلام دشمنی

فصل اول :۔ عیسائیت کے خلاف یہودی سازشیں

فصل دوم :۔ اسلام کے خلاف یہودی سازشیں

فصل سوم: صیہونیت (Zionism)

باب چہارم:۔

اہم یہودی خفیہ تنظیمیں (حصہ دوم)

1۔ موساد

2۔ امریکہ میں یہودی خفیہ تنظیمیں

2۔ فلسطین میں یہودی آبادکاری

3۔ صیہونی ریاست کی تشکیل میں یورپی ممالک کا کردار

4۔ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ

5۔ اسرائیل کی ایٹمی تیاریاں

6۔ دنیا پر حکمرانی کے یہودی عزائم

7۔ یہودی چیلنجز و عالمِ اسلام

☆ خلاصہ بحث

☆ حوالہ جات

☆ کتابیاتی جائزہ

مقدمہ

عصر حاضر میں دنیا کی معاشی، معاشرتی اور سیاسی صورتحال دیکھ کر کوئی بھی ذی شعور انسان متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ آئے دن رونما ہونے والے لرزہ خیز واقعات انسانی ضمیر کو جھنجھوڑ کر مقدور بھر اصلاح احوال کی کوششوں کیلیئے مجبور کرتے ہیں۔

کائنات میں اللہ کی تخلیق کے شاہکار انوکھے لاڈلے انسان کو کس کی نظر لگ گئی ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ بیٹھا۔ انسانیت کی تذلیل کے ایسے ایسے روح فرسا طریقے تراشے کہ جن کے ذکر سے بھی گھن آتی ہے۔ اپنے مقاصد کی تکمیل کیلیئے ہر جائز اور ناجائز طریقے کو اختیار کرتے ہوئے انسانیت کی تباہی کا سامان فراہم کرتا چلا گیا۔

ماضی کے جھروکوں میں جھانکا جائے تو جس چیز نے انسانیت کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ نظریاتی بنیادوں پر اٹھائی جانے والی تحریکیں ہیں۔ خواہ یہ تحریکیں مذہبی، معاشی یا سیاسی تھیں۔ مذہبی تحریکوں کی جانب نظر اٹھائیں تو یہودیت، عیسائیت، اسلام، ہندومت اور بدھ مت جیسی تحریکیں نظر آتی ہیں۔ جنہوں نے واقعات عالم کا رخ تعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہندومت اور بدھ مت کی تحریکیں عالمگیریت اختیار نہ کر سکیں۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کا معاملہ ان سے مختلف ہے۔ ان کے بانی اللہ کے فرستادہ پیغمبر تھے۔ یہودیت ارض موعود کا نعرہ لے کر اٹھی۔ تو عیسائیت نے عالمگیریت کا نظریہ اپنایا اور اسلام نے اپنی عالمگیریت، جامعیت، کاملیت اور ابدیت کا سنہری پیغام لے کر انسانیت کی ہدایت کا رہنما اصول بنا۔

تاریخ، بنی اسرائیل کے علاوہ کسی ایک ایسے گھرانے، خاندان یا انسانی سلسلہ کی نشاندہی کرنے سے قاصر ہے۔ جس نے اپنی صلبی نسل، خاندانی وحدت اور قبائلی ذہنیت کو 4000 سال کے عبرت انگیز اور قیامت خیز انقلابات کے باوجود محفوظ رکھا ہوا ہے۔ دنیا کی کوئی قوم اس عظمت وحدت، یک جہتی اور پامردی کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتی جو بنی اسرائیل کو نصیب ہوئی۔ اور اس پستی، بدکرداری، تنگ نظری، تعصب اور ذلت کا بھی مظاہرہ نہ کر سکی جسے

اس قوم نے اپنا شعار بن کر بنی نوع انسان کے خون میں زہر کی طرح سے داخل کیا ہے اور یہ فخر اسی قوم کو ہی حاصل ہے کہ ان کے گھر سے دو عظیم مذہب یہودیت اور عیسائیت ظہور پذیر ہوئے لیکن اس قوم نے پیام ربانی کے ارتقائی سلسلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ باغیانہ روش اپنائی، انبیاءؑ کا ناحق خون کیا اور انسانیت کی تذلیل میں پیش پیش رہے۔

یہود نے اپنی بقا کے ہزار انتشار، ہزار مظالم کو گوارا کیا جسے کوئی بخت نصر، جنرل طیطس کا قتل عام اور ہٹلر کی نفرت بھی نہ کچل سکی وہ دنیا کے تمام مذاہب اور عقائد سے ٹکرائے لیکن جان کی بازی لگا کر اپنے تصورِ عظمت کو بچا کر لائے جو ان کا ایمان ہے۔ ان کا وہ عقیدہ کہ جس کی بقا کیلئے انہوں نے ہر ذلت، ہر مصیبت اور ہر عذاب کو قبول کیا وہ یہ کہ بنی اسرائیل کو "یہوا" نے تمام اقوام عالم سے برگزیدہ ٹھہرایا ہے وہ خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ لوگ ہیں۔ ("We are the chosen people of God") کا دعویٰ کرنے والی قوم (بنی اسرائیل) برگذیدگی اور افضل و برتر ہونے کے احساس میں اس طرح محفوظ ہوگئی کہ دنیا کے تمام شدائد بھی انہیں متزلزل نہ کر سکے۔

یہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت نے انہیں ایک خاص وقت کیلئے فضیلت بخشی کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی ارشادِ باری تعالیٰ ہے

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم و انی فضلتکم علی العلمین
(47:2)

"اے بنی اسرائیل ! میری ان نعمتوں کو یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کیں اور تم کو تمام جہانوں پر فضیلت بخشی ہے۔"

لیکن افسوس کہ اس قوم نے بجائے اس کے اللہ رب العزت کی ان نعمتوں اور فضیلتوں پر شکر گزار بنتی اور اپنے فرضِ منصبی کو ادا کرتی وہ اللہ کے اس نظامِ کائنات کو تباہ کرنے پر تل گئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی وفاداری بدل دی اور شیطان سے جا ہاتھ ملایا اور شیطان کے اس مشن

انظرنی الی یوم یبعثون (14:15)

کو سچ کر دکھانے میں جت گئے۔ یہود نے دوسرے مذاہب اور ان کے عقائد کو تباہ کرنے کا بیڑہ اٹھالیا کہ اقوام عالم خصوصاً عالم اسلام کو اخلاقی اقتصادی اور روحانی لحاظ سے زوال پذیر کیا جائے۔

یہود اپنی تاریخ کے آغاز سے مسیح کی آمد کے منتظر تھے کہ جن کی بشارت ان کو دی گئی تھی۔ حضرت عیسیٰؑ کو

اللہ رب العزت نے اس قوم میں مبعوث فرمایا۔ حضرت عیسیٰؑ کی آمد یہود کیلئے اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم تھا وہ سراپا حلم و محبت اور سراپا نور شخصیت تھے ان یہود پر جو صدیوں سے اپنے اعمال کی بدولت عذاب جھیلتے آرہے تھے وہ صدیوں سے پتھروں کو معبود بنائے ہوئے تھے اور سالہا سال سے بابل و نینوا کے بازاروں میں اپنی عورتوں اور اپنے بچوں کو کوڑیوں کے دام بکتا دیکھتے آرہے تھے وہ کسی مسیحا کے منتظر تھے اور جب حضرت عیسیٰؑ کو ان کی طرف مبعوث کیا گیا تو وہ بد بخت ان کی جان کے درپے ہو گئے۔

یہود وہ قوم تھی جو اقوام عالم کے ظلم و زیادتی کو برداشت کرتے ہوئے کہتے کہ عنقریب جزیرۃ العرب میں ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ اور ہم اس کے ساتھ مل کر اپنے تمام مظالم کا بدلہ لیں گے مگر جب ان کا ظہور ہوا تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی طرح ان کی جان کے بھی درپے ہو گئے انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور ان کی تعلیمات پر زہر اگلنا شروع کر دیا وہ آپ کی محفل میں بیٹھ کر گستاخانہ رویہ اپناتے۔ خلفائے راشدین کے دور میں بھی ان کی مخالف اسلام سرگرمیاں جاری رہیں۔ اور عالمِ اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کیلئے سازشوں کے جال بنتے رہے۔

اس کے بعد یہود دنیا کے مختلف کونوں میں بکھر گئے اور جس حال میں بھی رہے اپنی عظمت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہے۔ یہودیوں کو ان کی عظمت کے زعم نے دوسری اقوام میں گڈ مڈ نہ ہونے دیا وہ دنیا کے جس ملک میں بھی جا کر آباد ہوئے ان کی معاشرت، معیشت اور سیاست پر اثر انداز ہوئے۔ تاریخ عالم میں اٹھنے والے تمام فتنوں کی آماجگاہ یہودی اذہان ہی رہے ہیں کیونکہ یہود بنیادی طور پر ایک سازشی قوم ہے یورپ میں جس قدر بھی تحریکیں اٹھیں ان کے پیچھے یہودی ذہن ہی کار فرما تھے۔ سیکولرازم، لبرل ازم، کیمونزم، اور سوشلزم جیسی تحریکوں کی منصوبہ بندی انہی یہودیوں کے ذہن کی اختراع تھی۔

جرمنی نے یہود کو اپنے ملک میں پناہ دی ان کو وطنیت کا حق دیا۔ تجارت اور کاروبار میں اختیارات سونپے تو یہودیوں نے اپنے محسن جرمنی کے ساتھ وہ غداری کی کہ جرمنی 15 برس تک سر نہ اٹھا سکا۔

روم نے انہیں پناہ دی تو انہوں نے اس عظیم سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے سپین میں ان کو خوشحالی ہوئی تو سپین سے اسلام کو برطرف کر کے مسلمانوں کا قتل عام کروایا۔ الغرض! جس ملک نے بھی ان کو پناہ دی وہ ان کی ہوس کی بھینٹ چڑھے۔ اور ان کی معیشت و معاشرت پر بری طرح سے اثر انداز ہوئے۔

یہود نے وعدہ خداوندی کو چھوڑ کر شیطان سے ہاتھ ملایا تو کائنات کے ہر نظام کے دشمن بن بیٹھے پرامن

ماحول نے ہمیشہ یہودیوں کو شیطانیت پر اکسایا، جہاں بادشاہت کا نظام رائج تھا یہ لوگ جمہوریت کے دعویدار بن کر اٹھے جہاں کہیں جمہوریت تھی وہاں اشتراکیت کی دعوت دینا شروع کر دی اور جہاں اشتراکیت رائج تھی وہاں سائنٹیفک کیمونزم کے داعی بن گئے۔

قوم یہود کو ان کے اعمال اور سازشی ذہن ہونے کی وجہ سے اقوام عالم اپنے ملک کے تحفظ اور سلامتی کے پیش نظر ملک بدر کر دیتے۔ مسلسل پریشانی بے بسی اور جلاوطنی نے یہود کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ یہودی اکابرین سر جوڑ کر بیٹھے کہ کس طرح سے ارض فلسطین میں اپنی حکومت قائم کر کے حکمرانی کا خواب پورا کیا جائے۔ چنانچہ یہودی اکابرین نے چند دستاویزات تحریر کیں جس میں تسخیر کائنات کے منصوبے درج تھے۔

یہودیوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے ہر جائز و ناجائز حربہ استعمال کیا۔ ارض موعود میں واپس لوٹنے کیلئے انسانوں کے خون کی ندیاں بہادیں اقوام عالم میں جتنے بھی بڑے واقعات اور حادثات رونما ہوئے ہیں ان کے پیچھے یہودی ذہن کار فرما نظر آتا ہے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم، سلطنتِ عثمانیہ کا خاتمہ، عربوں میں نیشنلزم کا زہر، فلسطین میں صیہونی ریاست کی تشکیل مسلمانوں کی مرکزیت کا خاتمہ اور دورِ حاضر میں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی افغانستان اور عراق پر امریکی جارحیت کے پس پردہ یہودی ذہن ہی کار فرما ملتا ہے۔

تسخیر کائنات کے صیہونی منصوبے کی تکمیل کیلئے یہودی یورپ کی معاشی منڈیوں پر قابض ہوئے مقاصد کی تکمیل کیلئے صیہونیت، فری میسنری، موساد، روٹری کلب، NGOs اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو متعارف کرایا گیا جو زیر زمین سرگرمیوں میں ملوث ہو کر اقوام عالم کی معیشت، معاشرت اور سیاست پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ یہ لوگ ہر ملک میں اجنبیوں کی طرح سے رہتے ہیں۔ اور اندرونِ خانہ اپنی الگ ریاست قائم کر لیتے ہیں۔ اور جب ان کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی جاتی ہے تو معاشی طور پر اس قوم کا گلا گھونٹ دیتے ہیں۔

موضوعِ تحقیق کی ضرورت واہمیت

عصرِ حاضر میں یہودیت مکمل طور پر منظّم ہو چکی ہے اور اپنے تصورِ عظمت کو بچانے کیلئے اور دنیا پر حکمرانی کے خواب کو پورا کرنے کیلئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیے ہوئے ہے۔

(Chosen people of God) کا دعویٰ کرنے والی قوم (یہود) نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ دنیا پر حکمرانی کا حق اور صرف خدا کی محبوب، برگزیدہ و پسندیدہ قوم کو حاصل ہے۔ چنانچہ ایک باقاعدہ منصوبہ بندی، زیر زمین سرگرمیوں اور سازشوں سے ایک ایسی نظریاتی سلطنت وجود میں لائیں جو ان کی حکمرانی کا پایہ تخت ہو صیہونیوں نے اپنے ان عزائم کو مکمل طور پر خفیہ رکھا۔

دنیا پر صیہونی تسلط قائم کرنے کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی۔ چنانچہ عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کے قیام کیلئے ارض فلسطین کا چناؤ کیا گیا جو کہ دنیا کے 3 بڑے براعظموں افریقہ، ایشیا، اور یورپ کے سنگم پر واقع ہے۔ یہ خطہ مغربی ممالک کیلئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس خطہ میں موجود بحرِ احمر بین الاقوامی بحری تجارت کی واحد گزرگاہ ہے۔ اپنے عزائم کی تکمیل کیلئے 17 ویں صدی عیسوی میں صیہونی تحریک کا منظّم طور پر آغاز کیا گیا۔ تحریک کا مقصد سرزمین فلسطین میں یہودی آبادکاری تھا۔ صیہونی تحریک نے نعرہ لگایا ''صیہون کو واپس جاؤ'' ("Back To Zion")

1908ء میں ایک یہودی سازش منظر عام پر آئی جس کے انکشاف سے پوری دنیا میں تہلکہ مچ گیا خفیہ دستاویزات جس میں یہودی منصوبے درج تھے۔ کہ کس طرح سے دنیا پر اپنا تسلط قائم کیا جائے۔

یہودی خفیہ تنظیم فری میسنری دنیا اور خصوصاً عالمِ اسلام کی سیاست پر اثر انداز ہونے کیلئے لاجوں اور ٹمپلوں کے پیچھے دنیا کے سیاسی مدبرین اور مفکرین کو اپنے دامِ فریب میں پھنسانے کیلئے مصروف عمل ہے تو دوسری طرف خفیہ انٹیلی جینس تنظیم موساد (Mosad) مسلم ممالک میں تخریب کاری اور دہشت گردی میں ملوث ہے۔ یہ تنظیم عالمِ اسلام کے لیے شکست و ریخت کا باعث بنی ہوئی ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں اور NGOs کے پس پردہ یہودی دنیا کی معیشت و معاشرت پر بری طرح سے اثر انداز ہو رہے ہیں۔

صیہونی تحریک نے عالمی امن اور نسل انسانی کے مستقبل کو غیر محفوظ کر دیا ہے۔ موضوع تحقیق اس لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے کہ یہودیوں کے گھناؤنے عزائم کو منظرِ عام پر لایا جائے اور دنیا کو مزید شکست و ریخت سے بچایا جائے۔ یہودی خفیہ تنظیموں کا سب سے بڑا مقصد اسلام کے مجموعی نظام حیات کو پامال کرنا ہے۔ موضوعِ تحقیق کا مقصد عالم اسلام کو یہود کی خفیہ تنظیموں اور ان کے مقاصد سے آگاہ کرنا ہے۔ کہ کس طرح سے یہ تنظیمیں اپنی زیر زمین سرگرمیوں سے مسلم ممالک کے تباہی کا جال پھیلاتی ہیں ان سے ایک عام آدمی کم ہی واقف ہوتا ہے۔

دورِ حاضر میں جب صیہونی ریاست کی تشکیل ہو چکی ہے گریٹر اسرائیل کی کوششیں، اسرائیل کی ایٹمی تیاریاں اور مغربی ممالک کی اسرائیلی حمایت منظر عام پر آ چکی ہے چنانچہ موضوعِ کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے کہ صیہونی عزائم سے عالم اسلام کو آگاہ کیا جائے اور بیداری کا جذبہ فراہم کیا جائے۔

میں نے اپنے مقالہ بعنوان ''اہم یہودی خفیہ تنظمیں اور عالم اسلام پر ان کے اثرات'' میں صیہونی عزائم کو کسی حد تک بے نقاب کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان خفیہ تنظیموں کی وجہ سے عالم اسلام کی معاشرت، معیشت اور سیاست پر کیا برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اور اس تناظر میں اب عالم اسلام کو کیا عملی اقدامات کرنے چاہیں۔

اہم یہودی خفیہ تنظیمیں اور عالم اسلام پر ان کے اثرات

میرا تحقیقی مقالہ بعنوان ''اہم یہودی خفیہ تنظمیں اور عالم اسلام پر ان کے اثرات'' 5 ابواب پر مشتمل ہے جو درج ذیل ہیں۔

باب اول:۔ ''یہودیت کا تاریخی پس منظر''

اس باب (Chapter) میں یہودیت کے تاریخی پس منظر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس باب میں بنی اسرائیل کے انبیاءؑ کے دور میں یہود کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس باب میں اس بات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے کہ جب بنی اسرائیل نے احکامات الٰہی کو پس پشت ڈال کر معاشرتی برائیوں کو اپنا شعار بنا لیا تو اللہ رب العزت نے ان پر ان کے اعمال کی وجہ سے عذاب اور ذلت کو مسلط کر دیا۔

باب دوم:۔ ''یہودیت کی عیسائیت و اسلام دشمنی''

اس باب (Chapter) میں یہود کی عیسائیت اور اسلام دشمنی کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ کس طرح سے

یہود نے حضرت عیسیٰ اور ان کی قدسی تعلیمات کے خلاف خفیہ سازشیں اور تحریکیں چلائیں۔دوسری فصل میں یہودیوں کی نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ابدی وسنہری تعلیمات کے خلاف سازشوں اور تحریکوں کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اس باب میں دراصل یہودیوں کی عیسائیت اور اسلام کے خلاف سازشوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

باب سوم:۔ ''اہم یہودی خفیہ تنظیمیں (حصہ اول)''

اس باب (Chapter) میں تسخیر کائنات کے یہودی منصوبہ کی تکمیل کیلئے تحریر کی جانے والی خفیہ دستاویزات پر تبصرہ کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ یہودیوں کی خفیہ تنظیموں صیہونیت (Zionism) اور فری میسنری (Free masonry) کے مقاصد ان کا طریقہ کار اور عالم اسلام پر ان کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

باب چہارم:۔ ''اہم یہودی خفیہ تنظیمیں (حصہ دوم)''

اس باب (Chapter) میں یہودیوں کی ان خفیہ تنظیموں پر بحث کی گئی ہے۔کہ جو فلاحی کاموں کی آڑ میں اقوام عالم اور خصوصاً عالم اسلام کی معاشرت و معیشت پر بری طرح سے اثر انداز ہو رہی ہے۔ان تنظیموں میں موساد، امریکی یہودی تنظیمیں، NGOs، ملٹی نیشنل کمپنیاں اور صیہونی میڈیا قابل ذکر ہیں۔

باب پنجم:۔ ''صیہونی ریاست کی تشکیل وصیہونی عزائم''

اس باب (Chapter) میں ارض فلسطین کی تاریخی وقعت، فلسطین میں یہودی آباد کاری، گریٹر اسرائیل کے قیام کی کوششیں اور اسرائیل کے ایٹمی قوت کے حصول کی کوششوں اور دنیا پر صیہونی تسلط کی منصوبہ بندی کا تذکرہ کیا گیا ہے اسی باب کے آخر میں عالم اسلام کیلئے عملی اقدامات کی سفارش کی گئی ہے جس کی روشنی میں وہ اپنا لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں۔

و ماتوفیقی الا باللہ

1-یہود کی وجہ تسمیہ

(i) لغوی مفہوم:-

لفظ ''یہود'' دراصل عبرانی زبان کا لفظ ہے اہل لغت کے نزدیک اس کا مادہ (ہ،و،د) ہے۔جس کے متعدد معانی ہیں۔مثلاً توبہ کرنا، رجوع کرنا، اور اس سے لفظ ''تہود'' بھی استعمال ہوتا ہے جس کے معنی ہیں یہودی بن جانا جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ان الذین امنو اوالذین ھادوا (62:2)

''بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو یہودی بن گئے''

ھود ایک جلیل القدر پیغمبر کا بھی نام ہے یعنی حضرت ہودؑ ان کے نام پر قرآن مجید میں ایک مکمل سورت ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

و الیٰ عادٍ اخاھم ھودا (50:11)

''اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ھود کو مبعوث کیا''

ابنِ کثیر نے لکھا ہے کہ

''لفظ یہود ''ھوادۃ'' سے ماخوذ ہے۔جس کے معانی مودت ودوستی کے ہیں یا یہ **تھود** سے ماخوذ ہے جس کے معنی توبہ کے ہیں۔جیسا کہ تفسیر ابنِ کثیر میں ہے کہ

انا ھُدنا الیك

''اے اللہ ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں'' (1)

بعض علماء کرام کے خیال میں ''یہودہ'' فلسطین کے ایک حصے کا نام ہے جو حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد فلسطین کے تقسیم ہونے کی صورت میں وجود میں آیا جس میں حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہودا کی اولاد آباد ہوئی۔

القالوس المحیط میں ہے کہ

''یہود، الھود سے ماخوذ ہے اور اس کا معانی ہے توبہ اور رجوع الی الحق۔(2)

لسان العرب میں ہے کہ

الھود۔ ھاد، یہود، ھودا سے ہے جس کے معانی ہیں حق کی طرف پلٹنا اور رجوع کرنے والے کو ھائد کہتے ہیں۔ اور عقل مند ہونے کو بھی ھاد کہتے ہیں جبکہ یہودا اس سے ایک قبیلے کا نام ہے"۔(3)

(ii) اصطلاحی مفہوم:۔

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"Jews are the descendant of an ancient people called the hebrews. During the bibical times, the Hebrews who came to be called Israelites lived in what is now Israel" (4)

"یہود قدیم عبرانی لوگوں کی نسل سے ہیں۔ اہل بابل کے دور میں عبرانی جو اسرائیلی کہلواتے تھے موجودہ اسرائیل میں آ کر آباد ہوئے۔"

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے کہ

"یہود کی اصطلاح یا تو قدیم سلطنتِ یہودہ کے باشندوں یا یہودا بن یعقوبؑ کی اولاد یا مذہب یہود پر عامل شخص کیلئے مخصوص ہوتی ہے"(5)

شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ "اصطلاح میں یہودہ سبز رنگ کے ایک کپڑے کو کہتے ہیں جس کو یہودی بوجہ امتیاز و افتخار اپنے کپڑوں پر سی لیا کرتے تھے"(6)

چونکہ حضرت یعقوبؑ کے 12 بیٹے تھے اور ان میں ایک ایک بیٹے کا نام "یہودہ" تھا کہ جس کی طرف منسوب ہو کر بنی اسرائیل یہود کہلوائے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی 1979ء لکھتے ہیں کہ

"حضرت موسیٰؑ ان سے پہلے اور بعد کے تمام پیغمبروں کا دین اسلام تھا ان انبیاءؑ میں سے کوئی بھی یہودی نہ تھا یہ مذہب اس نام کے ساتھ بعد کی پیداوار ہے۔ یہ اصل میں اس خاندان کی طرف منسوب ہے جو حضرت یعقوبؑ کے چوتھے بیٹے "یہودا" کی نسل سے تھے۔ اس نسل کے اندر کاہنوں، راہبوں اور احبار نے اپنے اپنے خیالات کے مطابق عقائد و رسومات کا جو ڈھانچہ تشکیل دیا اس کا نام یہودیت ہے"۔(7)

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے ان کے ایک بیٹے کا نام "یہودا" تھا۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد

جب ان کی جمعیت کا شیرازہ بکھرا تو بنی اسرائیل کے مختلف قبائل منتشر ہو کر دو علیحدہ علیحدہ سلطنتوں میں قیام پذیر ہوئے ایک سلطنت یہودہ کے نام سے وجود میں آئی کہ جس میں یہودا ابن یعقوب کی نسل آباد ہوئی جو بعد میں ''یہود'' کہلوانے لگے۔ لفظ ''یہود'' حضرت یعقوبؑ کے بعد کے زمانہ کی اختراع ہے۔ قرآن مجید نے ان کو بنی اسرائیل کے لقب سے پکارا ہے۔ بنی اسرائیل کے تمام پیغمبروں کا مذہب اسلام ہی تھا ان میں سے کوئی یہودی نہ تھا۔

2۔ اسرائیل:۔ (ISRAEL)

وجہ تسمیہ:۔

اسرائیل 2 الفاظ کا مجموعہ ہے اسرا اور ایل۔ اسراء کے معنی ہیں عبد یا برگزیدہ اور ایل جو کہ عبرانی میں اسماء باری تعالیٰ میں سے ایک ہے۔ اس لحاظ سے اسرائیل کے معنی ہیں ''عبداللہ'' یا بندہ خدا

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں کہ

حضرت یعقوب کا نام عبرانی میں اسرائیل ہے۔ یہ اسرا (عبد، اور ایل (اللہ) کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے اور عربی میں اس کا ترجمہ عبداللہ کیا جاتا ہے۔ (8)

اسرائیل دراصل حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ

''اسرائیل کے معنی ہیں عبداللہ یا بندہ خدا یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جو ان کو خدا کی طرف سے عطا ہوا وہ حضرت اسحٰقؑ کے بیٹے اور حضرت ابراہیم کے پوتے تھے انہی کی نسل کو بنی اسرائیل کہتے ہیں'' (9)

Collier انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"A name variously applied in the old testament meaning " God Striver" (or who one strives the God) It was acquired by jacob after the prevailed in his struggle with an angle of God" (10)

''یہ نام عہد نامہ قدیم میں متعدد جگہ پر آیا ہے اس کا مطلب ہے ''خدا سے کشتی لڑنے والا۔ یہ لقب حضرت یعقوب کو خدا کے فرشتہ سے کشتی میں غلبہ حاصل کرنے پر دیا گیا''

بائیبل میں ہے

''اور خداوند نے کہا کہ تمھارا نام یعقوب ہے تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائے بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا'' (پیدائش (10-11:13)

اسرائیل حضرت یعقوبؑ کا لقب ہے جو ان کو اللہ رب العزت کیطرف سے عطا کیا گیا تھا۔ حضرت یعقوب سے جو نسل چلی اسے بنی اسرائیل کہا گیا۔

3۔ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے دو شاخیں

حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے دو شاخیں نکلتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

1۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی نسل جو جزیرہ العرب میں رہی قریش اور عرب قبائل کا تعلق اسی شاخ سے ہے البتہ بعض قبائل ایسے بھی تھے جو نسلاً حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد نہ تھے مگر چونکہ وہ بھی حضرت اسمٰعیلؑ کے پھیلائے ہوئے مذہب سے متاثر تھے اسی لیے وہ اپنے آپ کو ان کا پیروکار کہتے تھے اور انہی سے اپنا سلسلہ نسب جوڑتے ہیں۔

2۔ دوسری نسل حضرت اسحٰقؑ کی اولاد ہے یہ نسل بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی کیونکہ حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل تھا حضرت یعقوبؑ کے بیٹے یہودا سے جو نسل آگے بڑھی انہوں نے اپنے آپ کو یہودی کہلوایا ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے۔

''یہودا اپنے آپ کو حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کہ 1800 ق م سے 1500 ق م کے درمیان جنوب مشرقی بغداد میں رہتے تھے اللہ تعالی نے انہیں کنعان میں قیام پذیر ہونے کو کہا جو کہ موجودہ اسرائیل ہے وہاں پر انہوں نے عبرانیوں کو پایا حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ جن کا نام اسرائیل تھا یہودی لوگوں کے جد ہیں''۔ (11)

4۔ یہودیت بعہدِ موسیٰؑ

بنی اسرائیل مصر میں غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے یہ قوم سالہا سال سے مصر کے جابر بادشاہوں اور مصری قوم کے ہاتھوں غلام چلی آ رہی تھی۔ بنی اسرائیل اس وجہ سے غالب قوم کے سخت مصائب و مظالم کا شکار تھی کہ اس قوم میں آفتاب کی چمک اور بجلی کی کڑک کی طرح سے ایک برگزیدہ ہستی سامنے آئی کہ جس سے ایوان ظلم و کفر میں بھونچال آ جاتا ہے وہ ہستی حضرت موسیٰؑ تھے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز کیا اور بنی اسرائیل اور بنی

اسرائیل کو مصریوں کے ظلم وستم سے نجات دلانے کیلئے مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو وہاں پہنچانے کا ارادہ فرمایا کہ جہاں حضرت ابراہیمؑ نے معبد خانہ تعمیر کیا اس سرزمین کو اس دور میں ارض اریحا کا نام دیا جاتا تھا جس پر کنعانیوں کا قبضہ تھا۔

اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو اریحا (جبارین کے شہر) کی طرف لے جائے جو کہ ارض مقدس ہے"(12)

حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو فرعون مصر کی غلامی سے نجات دلا کر مصر سے روانہ ہوتے ہیں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ

وکانوا بنی اسرائیل لماساروامن مصرستمائته الف وعشرین الفا(13)

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لیکر ارض مقدس کیطرف آتے ہیں کہ جس پر کنعانیوں کا قبضہ تھا یہ لوگ بنی اسرائیل کو سخت نظر آئے ان کا ظلم وستم اتنا بڑھ گیا تھا کہ قرآن مجید نے انہیں قوم جبارین کے نام سے یاد کیا بنی اسرائیل ان سے مقابلہ کرنے سے ڈر گئے۔ حضرت موسیٰ نے جب بنی اسرائیل کو اس بستی میں داخل ہونے کیلئے کہا تو انہوں نے اس کی نافرمانی کی وہ حضرت موسیٰؑ سے اس انداز میں مخاطب ہوئے۔

"قالوا یموسیٰ انا لن ندخلها ابدا مادا موفیها فاذهب انت و ربك فقاتلا انا هھنا قٰعدون (24:5)

"وہ کہنے لگے اے موسیٰ! ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہونگے کہ جب تک وہ لوگ اس میں ہے پس تو اور تیرا رب جاؤ اور لڑو بے شک ہم یہیں پر بیٹھے ہیں۔"

یہ بنی اسرائیل کی پہلی نافرمانی تھی کہ اللہ رب العزت نے انہیں مصریوں کی غلامی سے نجات دلائی۔ بجائے اس کے وہ اس نعمتِ خداوندی پر سربسجود ہوتے انہوں نے باغیانہ روش اختیار کی اور حکم الٰہی کو ماننے سے انکار کر دیا۔

اس کی نافرمانی کی پاداش میں وہ 40 سال صحرائے سینا میں بھٹکتے رہے آخر کار 40 سال کی صحرانوردی کے بعد موسیٰؑ کو ارضِ موعود کی ایک جھلک نظر آتی ہے کہ ساتھ ہی "فرشتہ اجل نے آکر پیام مرگ دیا کہ "اجب ربک" اپنے رب کی طرف سے پیغام اجل کو قبول فرمایئے آپؑ نے داعی اجل کو لبیک کیا"۔(14)

(i) بنی اسرائیل ارضِ مقدس میں:۔

"اریحا" میں قوم عمالقہ آباد تھی جو بڑی زور آور اور جنگ آزما قوم تھی اور یہ قوم بنی اسرائیل کی پرانی حریف

تھی۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کے مقرر کردہ جنرل یوشع کی سرکردگی میں بنی اسرائیل کنعانیوں پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا کنعانیوں سے سخت مقابلہ ہوتا ہے۔ اور یہیں سے بنی اسرائیل کی سیاسی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ

''یوشعؑ شہر اریحا کی جانب سے بڑھے اور شہر میں داخل ہو کر جبارین کی ایک کثیر تعداد کو قتل کیا'' **(15)**

قصص القرآن میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں کہ

''حضرت یوشعؑ نے بنی اسرائیل کو خدا کا پیغام سنایا وہ سب دشتِ سینا سے نکل کر ارضِ کنعان کے سب سے بڑے شہر اریحا کی جانب بڑھے اور دشمنوں کو للکارا دشمنوں نے بھی باہر نکل کر سخت مقابلہ کیا آخر کار شکست کھا کر وہیں کھیت رہے اور بنی اسرائیل کو زبردست فتح حاصل ہوئی اور اس طرح بنی اسرائیل لڑتے لڑتے تمام ارض مقدس پر قابض ہو گئے اور ایک مرتبہ پھر اپنے آبائی وطن کے مالک کہلائے۔'' **(16)**

اب بنی اسرائیل مقہور و مظلوم قوم نہ رہے بلکہ وہ ایک جنگجو اور سپہ گر قوم بن چکے تھے اور اپنے آبائی وطن میں مقیم پذیر ہو چکے۔

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"Moses died before his people entered Canaan, but his successor Joshua led them into their old home." (17)

''اپنی قوم کے کنعان میں داخل ہونے سے قبل حضرت موسیٰؑ وفات پا گئے اس کے بعد ان کے نائب جنرل یوشع ان کو ان کے قدیم وطن میں لے گئے۔''

(ii) قاضیوں کا دور:۔

اس دور میں بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ یا حکمران نہ تھا چنانچہ ان پر قاضیوں کو متعین کیا گیا جو کہ سیاسی اور فوجی سربراہ ہوتے تھے۔ جو منتشر یہودیوں کو مجتمع کرتے تھے ہر علاقے کا ایک قاضی ہوتا تھا جو بین القبائلی جھگڑوں کا فیصلہ کرتا تھا۔ اسرائیلی ان قاضیوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ان قاضیوں کے فیصلے ان کیلئے مذہبی وقعت رکھتے تھے ان کی نافرمانی کو گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ یہودیوں کا یہ دور قاضیوں کا دور کہلاتا ہے۔ جب حکومت کا سارا نظم ونسق ان قاضیوں کے ہاتھ میں ہوتا تھا بائبل کی کتاب قضاۃ انہی کے کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ یہودیوں کی تاریخ

کے اس دوراہے پر تھے جب ان کا کوئی حکمران نہ تھا تو قوم عمالقہ ان پر چڑھ دوڑتے تو کبھی فلسطینی اور آرامی ان پر حملہ آور ہوتے۔

بائبل میں ہے۔

''اس عرصہ میں بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ اور حکمران نہ تھا اس لیے ہمسایہ قومیں ان پر حملہ کرتی تھیں اور بنی اسرائیل ان کا نشانہ بنتے رہتے تھے۔'' (قضاۃ 2: 7-6)

حضرت یوشعؑ کے بعد مصر اور فلسطین کے درمیان بحرِ روم پر آباد عمالقہ قوم میں سے جالوت نامی جابر حکمران نے بنی اسرائیل کو مغلوب کرنے کی کوشش کی اور ان علاقوں اور آبادیوں پر قبضہ کر لیا۔ اور ان کے بہت سے سرداروں اور قبیلہ کے معزز لوگوں کو گرفتار کر لیا۔

حضرت یوشعؑ کے بعد جب شموئیل آئے تو انہوں نے بنی اسرائیل میں اتفاق کو ترقی دی اور ان کو ایک جگہ پر مجتمع کیا اور بنیامن کی نسل میں سے طالوت نامی شخص کو ان کا بادشاہ مقرر کیا جو نہایت وجیہ و شکیل اور قوی ہیکل تھا۔ طالوت نے بنی اسرائیل کو نفیر عام دیا کہ وہ دشمنوں کے مقابلے کیلئے نکلیں تو بنی اسرائیل ان کی سرکردگی میں نکلے لشکر طالوت میں شجاعت و بہادری کے حامل داؤدؑ بھی تھے جنہوں نے جالوت سے مقابلہ کیا۔ ''حضرت داؤدؑ نے جالوت کی طرف پہلا پتھر ''باسم ابی ابراہیم'' پڑھ کر پھینکا پھر دوسرا پتھر ''باسم ابی اسحٰق'' پڑھ کر پھینکا اور تیسرا پتھر ''باسم ابی اسرائیل'' پڑھ کر مارا۔ طالوت کا سر پھٹ گیا اور یوں وہ حضرت داؤد کے ہاتھوں قتل ہوا'' (18)

جالوت کے قتل کے بعد جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور طاغوتی طاقتوں کو شکست ہوئی اور بنی اسرائیل کامیاب و کامران واپس لوٹے۔

5۔ یہود بعہدِ داؤدؑ

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کو بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے

یا دائود انا جعلنك خليفته فى الارض فاحكم بين الناس بالحق (26:38)

''اے داؤد بے شک ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ پس لوگوں کے درمیان حق سے فیصلہ کیا کرو''۔

حضرت داؤد کے دور میں بنی اسرائیل کو بے پناہ فتح حاصل ہوئی اس دور میں فلسطینی تمام فلسطین پر قابض

حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی سلطنت

حماۃ
تدمر
ذوبہ
دمشق
عمون
ادوم
شمال

ہو جاتے ہیں یہ حضرت داؤدؑ کا پیمبرانہ وصف تھا کہ اول سے آخر تک ان کے قدم کو لغزش نہ آئی آپؑ نے ایک عظیم فوجی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ

''حضرت داؤدؑ نے شہر مقدس پر 33 سال حکومت کی اس تمام عرصہ میں اسرائیلی فوجوں کو بہت کم سکون ملا البتہ ان جنگوں کا نتیجہ بنی اسرائیل کے حق میں اس کیلئے زیادہ مفید رہا کہ بنی اسرائیل جو قبائلی عصبیت کا شکار تھے مختلف قبیلوں میں بٹے ہوئے تھے۔ایک قوم بن گئے''۔(19)

اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے حکومت کا نیا دارالسلطنت مقرر کرنے کا ارادہ فرمایا آخر کار کنعانیوں کا قدیم ''جیوس'' بنی اسرائیل کا مرجع و ماویٰ قرار پایا یہ شہر نہایت ہی محفوظ مقام پر واقع تھا حضرت داؤدؑ نے اسے اپنا دارالسلطنت مقرر کر کے اس کا نام یروشلم رکھا۔

''یہ زمانہ بنی اسرائیل کی ترقی کا زمانہ کہلاتا ہے حضرت داؤدؑ نے پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کر کے حملہ آوروں کو مغلوب کیا۔اس تھوڑے سے عرصہ میں شام، عراق، فلسطین اور مشرقِ اردن کے تمام علاقوں پر ان کا حکم نافذ تھا۔ایلہ سے فرات تک کے تمام علاقوں اور دمشق تک کے تمام علاقے ان کے زیر نگیں تھے''۔ (20)

6۔ یہود بعہد سلیمانؑ:۔

مورخین لکھتے ہیں کہ جب حضرت سلیمانؑ سن رشد کو پہنچ چکے تھے تو حضرت داؤدؑ کا انتقال ہوا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمانؑ نبوت و حکمت دونوں میں حضرت داؤدؑ کا جانشین بنایا قرآن مجید نے اس جانشینی کو وراثت داؤدِ سے تعبیر کیا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَوَرِثَ سلیمن دائود (16:27)

''اور ہم نے سلیمانؑ کو داؤدؑ کا وارث بنایا''۔

حضرت سلیمانؑ جب برسرِ اقتدار آئے تو انہوں نے سلطنتِ داؤدؑ کو مزید استحکام بخشا حضرت سلیمانؑ کے دور میں اسرائیلی سلطنت شرقاً غرباً صحرائے شام سے لے کر بحیرہ روم تک اور شمالاً جنوباً کوہِ ہیر مون سے صحرائے عرب تک پھیلی ہوئی تھی۔

حضرت سلیمانؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیت المقدس کی تعمیر کا کام شروع کیا کوہِ موریا پر جہاں حضرت

داؤدؑ نے اپنا مختصر معبد خانہ تعمیر کیا تھا اس جگہ کو بیت المقدس کی تعمیر کیلئے تجویز کیا گیا۔اس شاندار عبادت گاہ کو ہیکل سلیمانی (Solomon's Temple) کہا جاتا ہے۔ورلڈ انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ

"Solomon built a magnificient palace of worship in Jerusalem, the temple khnown today as the first temple, served as the center of religious life" (21)

"یروشلم میں حضرت سلیمانؑ نے عبادت کیلئے ایک شاندار ہیکل تعمیر کیا۔اس ہیکل کو پہلے ہیکل سے موسوم کیا جاتا ہے۔جو ان کی مذہبی زندگی میں مذہبی مرکز کے طور پر خدمات سرانجام دیتا رہا ہے"۔

(i) سلطنتِ بنی اسرائیل کی تقسیم:۔

حضرت سلیمانؑ کے بعد ان کا بیٹا رجبعم تخت نشین ہوا تو صرف بیت المقدس والوں نے اسے تسلیم کیا جہاں بن یامین اور یہودہ کی نسل آباد تھی باقی قبائل نے علیحدگی اختیار کرلی اور یوں بنی اسرائیل کے قبائل منتشر ہو گئے۔اور ان کی جمعیت کا شیرازہ بکھر گیا۔

"جنوبی سلطنت کو اسرائیل کا نام دیا گیا جس کا دارالحکومت سامریہ قرار پایا جبکہ شمالی سلطنت والوں نے اپنی سلطنت کا نام یہودہ رہنے دیا اور اس کا دارالحکومت یروشلم کو ہی رکھا" (22)

یوں وہ عظیم سلطنت جس کی بنیاد حضرت داؤدؑ نے رکھی تھی اور حضرت سلیمانؑ نے اس کو وسعت دے کر اس کو استحکام بخشا بنی اسرائیل کی قبائلی عصبیت کا شکار ہوگئی اور دو حصوں میں بٹ گئی۔

(ii) سیاسی وجغرافیائی صورتحال:۔

حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد سلطنت بنی اسرائیل کے قبائل منتشر ہو چکے تھے اس عرصہ میں مشرق میں ایک نئی طاقت ابھر رہی تھی۔اور وہ تھی فراعنہ مصر کی سلطنت۔

دوسری طرف بنی اسرائیل کے شمال مشرق میں اسیریا والوں کی ایک نئی سلطنت قائم ہوئی جس کا دارالسلطنت قدیم شہر نینوا تھا اور نینوا کے ساتھ ہی مشرق میں ایک اور طاقت ابھر رہی تھی یعنی کہ اہل کلدانیہ کی حکومت یروشلم کا شہر نینوا اور مصر کی سرحدوں کے درمیان میں واقع تھا۔اور جغرافیائی اعتبار سے اس کی ایک خاص اہمیت تھی۔کیونکہ یہ شہر اس وقت کی دو بڑی طاقتوں کے درمیان اونچی جگہ پر واقع تھا اور اس کی ایک مضبوط اور طاقتور حیثیت تھی۔

سلطنت اسرائیل اور یہودا

تاریخ کا یہ وہ دور تھا کہ جب بنی اسرائیل شمال مشرق میں موجود سلطنتِ اسیریا کو ٹیکس ادا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ ان اسیریا والوں سے لڑ کر اپنے ٹیکس معاف کرالیں چنانچہ بنی اسرائیل نے ان پر حملہ کر دیا تو جواب میں اسیریا والوں کا ایک عظیم لشکر اٹھا اور بنی اسرائیل کی شمالی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ ورلڈ انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ

" In 722 or 721 B.C the empire of Assyria conquered the nothern kingdom. the people of Israel were exiled and scattered" (23)

''722 یا 721 ق م میں اسیریا کے بادشاہ نے شمالی سلطنت کو فتح کر لیا اسرائیل کے رہنے والوں کو منتشر اور جلا وطن کر دیا گیا۔''

7۔ بنو نصر کلدانی کے یروشلم پر حملے:۔

یہود کے یہ تاریخ کا وہ نازک دور اہا تھا کہ جب ان کی جمعیت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل نے اخلاقی پستی جھوٹ، فریب، ظلم و سرکشی اور فساد و فتنہ انگیزی کو اپنا شعار بنالیا تھا۔ یہاں تک کہ شرک اور بت پرستی کی لعنت میں گرفتار ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے احکام الٰہی کو پس پشت ڈال کر گمراہی کو اپنا امام بنالیا اللہ رب العزت نے ان کو مہلت دینا چاہی اور اپنے انبیاؑ کو ان کی طرف ہدایت کیلئے مبعوث فرمایا تو ان بدبختوں نے خدا کے معصوم پیغمبروں کو ناحق قتل کرنا شروع کر دیا۔

قانون قدرت کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ جب کوئی قوم راہِ حق کو چھوڑ دیتی ہے بداخلاقی فتنہ وفساد اور خون ریزی پر اتر آتی ہے اور جب وہ اولیاء الرحمٰن کے بجائے اولیاء الشیطن بن جاتے ہیں تو اللہ رب العزت ان پر عذاب مسلط کر دیتا ہے۔

بنی اسرائیل جب معاشرتی برائیوں میں غرق ہو چکے تھے تو ان کی اس باغیانہ روش کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو ایک سخت عذاب سے دوچار کر دیا۔

یہ وہ وقت تھا کہ جب اہل کلدانیہ ایک بہت بڑی طاقت بن چکے تھے۔ بنی اسرائیل نے مصر والوں سے مل کر اہل کلدانیہ کے خلاف سازشوں کے جال بننا شروع کر دیئے بابل پر اس وقت ایک زبردست جری وظالم بادشاہ آیا جس کا نام بنوکدرنذر یا بنوکذر اتھا۔ اور عرب اسے بخت نصر کہتے تھے۔

بخت نصر کو جب بنی اسرائیل کی سازشوں کا پتہ چلا تو وہ ایک عظیم الشان لشکر لے کر بیت المقدس پر حملہ آور

ہوا۔ بنی اسرائیل پر ان کے اعمال کی وجہ سے وہ بخت نصر کی صورت میں وہ عذاب آیا کہ جس کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔

''شہر کے پھاٹک توڑ دیئے گئے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے خون سے خانہ خدا کی زمین رنگ دی گئی لوگوں کا قتل عام ہوا ہیکل سلیمانی کو منہدم کر کے اس کے تمام خزانے لوٹ لیے گئے'' ۔(24)

بنی اسرائیل پر بخت نصر کا حملہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عبرت کا نشان بن گیا شہر میں قحط پڑ گیا اور انسانی ذلت و تباہی کی ایسی ایسی صورتیں نظر آئیں کہ جن کا اظہار ممکن نہیں۔

ابن کثیر اپنی کتاب ''البدایہ والنھایہ'' میں لکھتے ہیں کہ

''بنی اسرائیل کی مستورات کو سر عام بازاروں میں پھرا کر ذلیل کیا گیا بیت المقدس میں گھوڑے باندھے گئے، سور ذبح کیے گئے اور طرح طرح کی دوسری ناگفتہ وقبیح حرکات اپنے اوپر اور اپنی فوج کیلئے جائز قرار دلوائیں اس نے نہ صرف بنی اسرائیل کے تمام قلعے بلکہ مساجد تک کو مسمار کیے بغیر نہ چھوڑا'' (25)

قتل وغارت سے فارغ ہو کر بخت نصر نے بنی اسرائیل کے لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو قید کیا اوان کو اپنے ساتھ بابل لے گیا۔ بنی اسرائیل نے اس جلاوطنی میں 70 سال گزارے۔ نسلیں بدل گئیں جو لوگ یروشلم سے قید ہو کر آئے تھے وہ سب کے سب پیوندِ خاک ہو گئے اور نئی نسل جو بابل میں پیدا ہوئی باپ دادوں کی کہانیوں کو سن سن کر تمناؤں پر اپنے اصل وطن کی مشتاق تھیں۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کہتے ہیں کہ

''یہود اب ایک مسیحا کے منتظر تھے جو ان کو غلامی سے نجات دلاتا پرمیاہؑ نے ان کو پیش گوئی کی تھی کہ یہود بابل میں 70 برس تک غلام رہیں گے اور 70 سال گزرنے کے بعد فارس سے ایک بادشاہ کا ظہور ہوگا جو خدا کا مسیح اور اس کا چرواہا کہلائے گا وہ یہود اور یروشلم کا نجات دہندہ ہوگا'' (26)

8۔ شاہِ فارس خورس دوم اور یہود:۔

تاریخ کا وہ دور تھا کہ جب ایران (فارس) کی حکومت طاقت پکڑ چکی تھی اور ان کا حکمران سائرس تھا جسے عبرانی میں خورس اور عربی میں کیخسرو کہتے تھے۔ ایرانی شاہ نے جب بابل سے شام جا کر اس کی ویرانی کو دیکھا تو اس کے کھنڈرات میں درندوں نے بسیرا کر رکھا تھا اور سرزمین فلسطین کی بھی یہی حالت تھی۔

دوسرا اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بنی اسرائیل نے اپنی ثقافت اور روحانی تقدس کو نہ چھوڑا بلکہ وہ شدت سے اس کے ساتھ چمٹے رہے۔

جب ایرانی شاہ سائرس نے 539ق،م، میں بابل کو فتح کیا تو اس کو تورات کی وہ پیش گوئیاں دکھائی گئیں جو حضرت یرمیاہؑ نے یہود کو غلامی سے نجات دلانے والی ہستی کے بارے میں کی تھیں۔خورس ان کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوا اس نے اعلان کر دیا کہ تمام یہود آزاد ہیں کہ وہ اپنے ملک کو واپس چلے جائیں اور وہاں جا کر خدا کے مقدس گھر یروشلم اور اس کے ہیکل کو تعمیر کریں اس نے بیت المقدس کے وہ تمام خزانے ان کو واپس لوٹا دیئے جو بخت نصر نے لوٹے تھے۔

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"In 539 B.C. King cyrus of Persia conquered the babylonian, the next year cyrus allowed the jews exiled to return to Judah. May Jews returned and rebuilt the temple" (27)

"539ق م میں فارس کے بادشاہ سائرش نے بابل کو فتح کر لیا۔اگلے سال سائرس نے جلاوطن یہود کو اجازت دی کہ وہ یہودہ کو واپس لوٹ جائیں۔کئی یہودی واپس آئے اور انہوں نے ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرایا۔"

بنی اسرائیل کو شاہِ ایران سائرس کی صورت میں ایک نجات دہندہ مل چکا تھا اور بنی اسرائیل کی جلاوطنی کا عرصہ ختم ہو چکا تھا اور انہوں نے اپنی تمام تر توانائیاں ہیکل کی تعمیر پر صرف کر دیں۔

بیت المقدس میں آباد ہونے اور ہیکل کی تعمیر کے بعد ان کو تورات کے حصول کی فکر لاحق ہوئی کیونکہ بخت نصر نے ان کے تمام مقدس صحائف کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔تو حضرت عزیرؑ کہ جن کا حافظہ بہت قوی تھا انہوں نے ان سب کو جمع کیا اور ان کے سامنے تورات کو پڑھا۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں کہ

"جب وہ بیت المقدس میں آ کر آباد ہوئے تو ان کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ خدا کی کتاب توارہ کو کس طرح سے حاصل کریں تب حضرت عزیرؑ (عزراہ) نبی نے سب اسرائیلوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تورات کو اول سے آخر تک پڑھا اور تحریر کرایا"۔(28)

بنی اسرائیل کی جلاوطنی کے بعد جب شاہِ فارس نے ان کو ان کے آباؤ اجداد کی سرزمین میں جانے کی

اجازت دے دی تو ان کی از سر نو بحالی، ہیکل کی تعمیر اور تورات کی کتابت میں حضرت یرمیاہؑ اور حضرت عزیزؑ (عزراہ) نے اہم کردار ادا کیا تھا۔

Collier انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ

" In the babylonian the Hebrews, encounter aged by such prophets as jermiah and ezekiel retained not only their coherion but also their confidence" (29)

''اہل بابل کے دور میں ان کی عبرانیوں کے ساتھ مڈ بھیڑ / مقابلہ رہا اور پھر حضرت یرمیاہؑ اور حضرت عزیزؑ نے نہ صرف ان کو متحد کیا بلکہ ان کو اتحاد بھی دیا''۔

9۔ یہود یونانی دورِ اقتدار میں:۔

شاہِ ایران خورس اپنے دور اقتدار میں مصر پر حملہ نہ کر سکا اس کے بعد اس کے جانشین یونانیوں سے جنگوں میں الجھ گئے جب یونانی اسکندریہ اور انطوکیہ پر چھا گئے تو یہود ان کی بساط پر مہرہ بن کر رہ گئے شام بھی یونان کی ایک چھاؤنی کی حیثیت رکھتا تھا۔

331ق م میں مقدونیہ سے 20 سالہ نوجوان سکندرِ اعظم دنیا پر قبضہ کیلئے اٹھا اس نے سپارٹا سے ہندوستان تک ہر ملک کو یونانی رنگ میں رنگ دیا۔

جب بیت المقدس والوں کو سکندرِ اعظم کی خبر ملی کہ وہ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بیت المقدس کی طرف رواں دواں ہے تو شہر میں تہلکہ مچ گیا کیونکہ وہ اس سے قبل اہل سیریا اور اہل کلدانیہ کے مظالم کو دیکھ چکے تھے کوئی تدبیر کسی کے بنائے نہ بنتی تھی آخر کار شہر کے پھاٹک یونانی حملہ آوروں کیلئے کھول دیئے گئے سکندرِ اعظم نے بیت المقدس والوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا انہیں خراج سے مستثنیٰ قرار دیا یہود کی طرف سے اس کے دل میں عزت بنی کہ وہ ایک لاکھ اسرائیلوں کو لے کر اپنے شہر سکندریہ میں آیا اور وہاں ان کو وہی حقوق دیئے جو خاص مقدونیہ والوں کے تھے۔

ورلڈ انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ

"Alexander the Great of Macedonia Conquered the persian in 331 B.C. and Judah Came under his control. " (30)

"331ق م میں مقدونیہ کے سکندر اعظم نے فارس کو فتح کرلیا اور یہودہ اس کے کنٹرول میں آگیا"۔

سکندر اعظم کی وفات کے بعد اس کی وسیع سلطنت کئی سپہ سالاروں میں بٹ گئی مصر اور یہودیہ پر بطلیموس اور تھریس سے ہندوستان تک کا علاقہ سلیوکس کے تصرف میں تھا جس سے سلیوسی حکومت کی بنیاد ڈالی جس کا دارالحکومت انطوکیہ میں تھا۔

بطلیموس سے کوئی 100 سال بعد سلیوسی سلطنت نے مصر پر قبضہ کر کے اپنی جغرافیائی سرحدیں وسیع کرلیں اور یوں یہودیہ کے یونانی حکمران تبدیل ہوگئے انہوں نے شروع شروع میں یہود پر اپنا ہاتھ رکھنے کیلئے انہیں مذہبی آزادی دی کہ وہ جس جگہ چاہیں ہیکل تعمیر کر سکتے ہیں۔

(i) شاہِ انطیوکس اور یہود:۔

168ق م میں مصر کے بطلیموس اور دمشق کے انطی گونوس کے درمیان لڑائیاں شروع ہوئیں جو ایک لمبے عرصہ تک جاری رہیں اور بالآخر شاہ انطیوکس نے مصر کو فتح کرلیا۔

اسی عرصہ میں رومیوں نے طاقت پکڑنا شروع کردی ان کی پالیسی یہ تھی کہ وہ آس پاس کی چھوٹی ریاستوں کو بھڑکا کر اپنے مخالف کے سامنے لاکر کھڑا کردیتے اور پھر ان کو زبردست فوجی طاقت فراہم کرتے شاہِ انطیوکس کو جب رومیوں کی اس پالیسی کا پتہ چلا تو اس کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اسرائیلی رومیوں کے بھڑکانے میں نہ آجائیں اور بغاوت کا علم بلند کردیں اس وہم میں آکر اس نے یہودیوں کے خلاف ایک بہت بڑی کاروائی کا فیصلہ کیا۔

خاص یوم السبت کے دن کہ جب یہودی عبادت میں مصروف تھے شاہِ انطیوکس نے ان پر حملہ کردیا۔ خانہ خدا کی سرزمین خون سے رنگ دی گئی۔ عورتیں لونڈیاں بنائی گئیں۔ یونانی حاکم نے شہر کو تباہ و برباد کردیا۔ عمارتیں مسمار کردی گئیں۔ بیت المقدس میں جبری بت پرست کرائی گئی۔ یہاں تک کہ یہودیوں سے یونانی دیوتاؤں کی مورتیاں اٹھوا کر پھرایا جاتا تھا۔

Colier انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"When in 168 B.C Intiochus IV Epphanes undertook to obliterate the Jewish religion and actually pofaned the temple in Jerusalem and halted the customary sacrifices, he encountered a stubborn resistance". (31)

’’168ق م میں شاہِ انطیوکس چہارم نے یہودی مذہب کو نیست ونابود کرنا چاہا اور یروشلم میں ہیکل کی بے حرمتی کی اور ہیکل میں حسبِ معمول ہونے والی قربانیوں /عبادات کو روک دیا۔ تو اسے ایک سرکش گروہ کا مقابلہ کرنا پڑا‘‘۔

(ii) مکابی تحریک (Moccabbi Movement)

یہودیوں کی یہ حالت زار تھی کہ ایسا لگ رہا تھا قوم یہود صفحہ ہستی سے مکمل طور پر مٹ جائے گی مگر خدائے ذوالجلال نے یہودیوں میں ایک جانباز کھڑا کر دیا جس نے اپنی بہادری اور شجاعت کے ساتھ یونانیوں کی تلواریں کند کر دیں۔

یہودہ کے ایک گمنام شہر ’’مودین‘‘ میں ایک متاتھیاس نامی اسرائیلی تھا۔ جس کے 5 بیٹے تھے۔ یوحانان، شمعون، یہودا مکابی، الیسر اور یوناثان۔ یہی خاندان بعد میں مکابی کے لقبوں سے مشہور ہوا۔ پس منظر کچھ اس طرح سے ہے کہ یونانیوں کا ایک مقرر کردہ نمائندہ جب یونانی مذہب کی تبلیغ اور پرچار کیلئے مودین میں متاتھیاس کے پاس پہنچا اور لالچ و دھمکی سے یونانی مذہب لاگو کرنا چاہا تو اس نے صاف انکار کر دیا تو یونانی نمائندوں نے اس پر ظلم وستم شروع کر دیا تو وہ وہاں سے بھاگ کر ایک اسرائیلی گھاٹی میں متمکن ہوئے قوت پکڑنے کے بعد جب کبھی ان کو موقع ملتا تو یہ لوگ گھاٹی سے باہر آ کر یونانی معبد خانوں اور ان کی مورتیوں کو توڑ آتے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بہت بڑی جماعت اکھٹی ہوگئی اس عرصہ میں جب متاتھیاس نے سفر آخرت اختیار کیا تو اس کا بیٹا یہودا، مکابی، باپ کا جانشین بنا مکابی کے معنی ہیں گرززن‘‘ (32)

اس نے مکابی تحریک کا جھنڈا بلند کیا اور میدان میں آئے شاہ انطیوکس نے جب یہ حالت دیکھی تو ایک عظیم لشکر کے ہمراہ مشرق کی راہ لی مکابی تحریک نے بھی تقویت پکڑ لی تھی۔ جب دونوں مدمقابل ہوئے تو یونانیوں کے کئی جرنیل مارے گئے اور یونانیوں کو شکست ہوئی۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا میں ہے کہ

"Desceration of the temple by Antitochus IV led to a revolt by Judas Maccabues that by 141 B.C. brought undependence to isreal" (33)

’’شاہ انطیوکس چہارم کی ہیکل سے روگردانی کی وجہ سے اسے 141 ق م میں یہودا مکابی کی طرف سے ایک بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔ جس بغاوت نے اسرائیلوں کو آزادی فراہم کی‘‘

بنی اسرائیل ہر طرف سے مطمئن ہو کر تباہ شدہ ہیکل میں آئے وہ عمارت جواب کھنڈرات میں تبدیل ہو چکی تھی اس کو دوبارہ تعمیر کرنے کے انتظامات کیے گے اور تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔

10۔ رومی دورِ اقتدار میں یہود:۔

اس عرصہ میں کہ جب بنی اسرائیل اور یونانی آپس میں الجھے ہوئے تھے تو رومی سلطنت ایک نئی طاقت بن کر ابھر رہی تھی رومی لشکر اب اتنی طاقت سے اٹھے کہ کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ اس سیلاب کو روکتے رومی فوجیں یکا یک ہر طرف پھیل گیں رومیوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کرلیا۔ محاصرہ نے جب طوالت پکڑی تو مقدس شہر میں قحط پیدا ہوگیا۔ چند دنوں میں یہ صورتحال پیدا ہوگئی کہ شہر کے تمام گھر عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی لاشوں سے بھر ئے ہوئے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ اڑھائی ماہ میں ایک لاکھ پندرہ ہزار چھ سو اسی ایسی لاشیں ملیں جنھیں کوئی دفن کرنے والا نہ تھا دیگر مورخین کے نزدیک تقریباً 6 لاکھ اسرائیلی اس قحط کا شکار ہوئے"۔ (34)

رومیوں نے شہر کو فتح کرلیا رومی منجنیقیں ہیکل سلیمانی کے سامنے لاکھڑی کردی گئیں شدید سنگ باری ہوئی رومی چاروں طرف سے شہر کو روندتے ہوئے حرم میں گھس گئے رومی ایک ہاتھ سے قتل وغارت اور دوسرے ہاتھ سے لوٹ رہے تھے۔

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"Roman rule was generally harsh. The most famous ruler of Judah during this time, Herod the Great is known for both his ruthlessness and his building activities" (35)

"رومی دورِ اقتدار نہایت ہی سفاکانہ تھا۔ یہودہ کا مشہور حکمران ہیروڈ اپنی ظالمانہ اور تعمیری دونوں سرگرمیوں کی وجہ سے جانا جاتا تھا۔"

اور اس کے بعد رومیوں نے یہودیوں کو نیم خودمختاری دے دی۔

(i) یہودی بغاوت:۔

66ء میں یہودیوں نے رومیوں کی نیم سیاسی خودمختاری سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہا اور آزاد یہودی ریاست بنانے کی کوشش کی۔ یہودیوں کی اس بغاوت کو کچلنے کیلئے رومی حکمران نے جنرل طیطس (Titus) کو مقرر کیا۔ اس نے 70ء میں یہودیوں پر زبردست حملہ کیا۔ یہودیوں کو بڑی بے رحمی سے قتل کیا گیا اور ہیکل کو مکمل

طور پر تباہ کر دیا گیا زندہ بچ جانے والے یہودیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ جلاوطن ہو جائیں۔ ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"In 70 the Roman General Titus conquered Jerusalem, destroyed the temple and took many Jews Capiteus to Rome. " (36)

''70 عیسوی میں رومی جنرل ٹائیٹس (طیطس) نے یروشلم کو فتح کر کے اسے تباہ کر دیا اور کئی یہودیوں کو قید کر کے روم لے گیا۔''

رومی سلطنت کا بنی اسرائیل پر یہ حملہ تاریخ میں یہودیوں پر دوسرا بڑا عذاب تھا کہ جس میں تمام عمارتوں کو منہدم کر دیا گیا ہیکل سلیمانی کو تباہ و برباد کر دیا گیا مرد و عورت اور بوڑھوں اور بچوں کو بلا امتیاز بے دریغ قتل کیا گیا۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی لکھتے ہیں کہ

''بیت المقدس پر سخت حملہ کیا گیا شہر پناہ منہدم ہو گئی۔ ہیکل کی دیواریں شکستہ ہو گئیں محاصرہ کی طوالت سے ہزاروں یہودی بھوک سے مر گئے اور ہزاروں فرار ہو کر بے وطن ہو گئے''۔ (37)

(ii) دیوارِ گریہ (WAILING WALL)

رومی جنرل طیطس (Titus) نے بیت المقدس پر حملہ کر کے اس کو مکمل طور پر منہدم کر دیا ہیکل کھنڈرات میں تبدیل ہو گیا صرف ایک دیوار بچی جسے رومیوں نے صحیح سالم چھوڑا۔ یہ دیوار مغرب کی طرف چار دیواری کا ایک حصہ تھی۔

انسائیکلوپیڈیا آف بریٹینکا میں ہے کہ

" Its westren wailing wall is the most sacred of jewish shrines" (38)

''اس کی مغربی دیوار، دیوار گریہ یہودی تبرکات میں سب سے زیادہ متبرک ہے''

یہودی اس دیوار کو ہیکل کی باقیات میں سے سمجھتے ہیں اور یہیں پر آ کر گریہ وزاری کرتے ہیں۔

شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

''حرم شریف کی مغربی دیوار میں ایک ٹکڑا جو پچاس فٹ لمبا ہے۔ دیوار گریہ کہلاتا ہے یہودیوں کا اس کے بارے میں یہ دعویٰ ہے کہ یہ ہیکل سلیمانی کی باقیات میں سے ہے۔ وہ یہاں آ کر گریہ وزاری کرتے ہیں مسلمان اسے البراق کا نام دیتے ہیں کیونکہ معراج کی رات آپ ﷺ اسی جگہ براق سے اترے اور یہیں براق کو باندھا تھا۔'' (39)

11۔ یہود مسلمانوں کے زیرِ سایہ:۔

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ مسلمانوں نے جس علاقے کو بھی فتح کیا وہاں کی غیر مسلم رعایا کے ساتھ نہایت اچھے سلوک سے پیش آئے انہیں مذہبی رسومات ادا کرنے کی مکمل اجازت تھی۔ یہود کیساتھ بھی مسلمانوں کا رویہ کچھ اسی طرح کا رہا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ میں پہنچے تو وہاں یہودیوں کی متعدد بستیاں تھیں آپؐ نے یہود کے ساتھ دوستانہ پالیسی اپنائی آپؐ یہود کو اہلِ کتاب سمجھتے تھے۔ اور اسی بنا پر ان کا احترام کرتے تھے کیونکہ آپ کو ان سے اہل کتاب ہونے کے ناطے خیر سگالی اور تعاون کی توقع تھی جب بھی وہ آپؐ کے پاس آتے آپؐ ان سے خندہ پیشانی سے پیش آتے۔

جب آپؐ نے یہود کی منافقانہ روش کو دیکھا تو ان کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ پردازیوں کی وجہ سے اپنی پالیسی تبدیل کر لی کیونکہ اس چیز میں کوئی شک وشبہ نہ رہا کہ یہود اسلامی ریاست اور اس کے بانی کو ختم کرنے کے درپے ہیں اور اسلامی دارالحکومت میں ان کا وجود خطرناک ہے۔ چنانچہ اب مسئلہ اسلامی ریاست کے تحفظ اور بقا تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ یا تو یہودیوں کو مدینہ رہنے کی اجازت دی جاتی اور ہر اس تباہی کا انتظار کیا جاتا جس کیلئے آپؐ اور صحابہ کرامؓ نے اپنے گھر مال اولاد اور سب کچھ قربان کر دیا تھا یا تو پھر ان کو مدینہ سے نکال کر مدینہ کی حدود میں مستقل امن وامان قائم کیا جاتا۔

چنانچہ یہود کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے مدینہ النبیؐ سے نکلنا ناگزیر ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں تک اسلامی ریاست پھیلتی گئی وہ بھی آگے بڑھتے رہے۔ جب وہ مصر فلسطین اور شام میں آباد ہوئے تو ان کو بے دخل نہ کیا گیا بلکہ اہل کتاب اور ذمی ہونے کی وجہ سے ان سے اچھا سلوک روا رکھا گیا وہ بے خوف ہو کر کھیتی باڑی اور تجارت میں مشغول رہے۔

638ء میں جب مسلمانوں نے بیت المقدس کو فتح کیا تو اس وقت یہود کی حالت زار قابل ترس تھی رومیوں نے ان پر طرح طرح کے مظالم روا رکھے ہوئے تھے بیت المقدس میں حرم کے احاطہ میں گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور جب امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ شہر کی چابی لینے مدینہ النبیؐ سے یروشلم تشریف لائے تو یہودیوں کو اہل

کتاب ہونے کی وجہ سے مذہبی رسومات کی اجازت بھی مل گئی اوران کے ساتھ دوستانہ سلوک روا رکھا گیا۔

باوجود اس کے کہ مسلمانوں نے ان سے اچھا سلوک روا رکھا ان کو مذہبی آزادی تھی وہ تجارت پیشہ تھے مگر ان کے چالاک اور مکار ذہن نے مسلمانوں کے خلاف بالکل اسی طرح سے سازشیں تیار کرنا شروع کر دیں جیسے انہوں نے اسیریا والوں، اہل بابل یا رومیوں کے خلاف تیار کی تھیں انہوں نے عالم اسلام کی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنے کی ہر ممکن کوشش کی یہود نے بنوامیہ اور بنو ہاشم میں نفاق کا بیج بو کر عالمِ اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا دوسری طرف یہودی مستشرقین نے عقائد اسلامی کے خلاف اپنی کوششوں کو تیز کر دیا۔

710ء میں جب طارق بن زیاد نے اندلس کو فتح کیا تو وہاں پر بھی مسلمانوں نے انہیں باعزت زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا حالانکہ اندلس میں اسلام سے قبل ہسپانوی حکمرانوں نے انہیں کچل کر کے رکھ دیا تھا۔ مسلمانوں نے انہیں فوج میں بھرتی کیا اور ان کو باعزت روزگار فراہم کیا وہ تاجر بھی تھے۔ زمیندار بھی تھے اور صنعت کار بھی، مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ وہ ادب، موسیقی، ریاضی، نجوم اور طب کو بھی پڑھتے رہے اس عرصہ میں ان کو کافی عروج حاصل ہوا۔

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"900ء سے 1100ء تک کا دور یہود کیلئے سنہری دور تھا یہودیوں نے میڈیکل، سائنس، کامرس اور دوسرے علوم میں خاصی دلچسپی لی اور حکومت میں کافی اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا" (40)

سپین میں مسلمانوں نے ان کو ہر طرح کی سہولتیں فراہم کیں مگر وہ ان سہولتوں کے در پردہ اپنے آپ کو منظم کرتے رہے ان کا سازشی ذہن سپین کے مسلمانوں کیلئے تباہی کا جال بنتا رہا بالآخر انہوں نے مسلمانوں کے احسانات کا بدلہ اس طرح سے چکایا کہ سپین سے اسلام کو خارج کر دیا اور مسلمانوں کا قتل عام کروایا۔

12 اکتوبر 1187ء کو جب صلاح الدین ایوبی نے یروشلم کو فتح کیا تو اس عظیم مسلم جرنیل نے 1099ء کی تاریخ کو نہ دھرایا کہ جب بیت المقدس میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا جب یروشلم کی گلیاں مسلمانوں کی لاشوں سے بھری ہوئی تھیں بلکہ اس عظیم جرنیل کے سامنے سیرت محمدی تھی کہ فتح کی صورت میں عورتوں بوڑھوں اور بچوں پر تلوار تو دور کی بات نظر بھی نہ اٹھا کر دیکھا گیا۔ یروشلم کے تمام لوگوں سے اچھا سلوک روا رکھا گیا۔

اس کے برعکس یہود عیسائی سلطنتوں میں مقہور و مظلوم بن کر رہے ان کو لاکھوں کی تعداد میں قتل کیا گیا ان کے مذہبی عبادت گاہوں (Synagouge) میں جانے کی اجازت نہ تھی۔

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

''عیسائیت کے مذہبی اور سیاسی رہنماؤں نے یہودیوں کیلئے خصوصی لباس تیار کروائے تھے تاکہ وہ آسانی سے جانے پہچانے جاسکیں کہ وہ یہودی ہیں اور بعض شہروں میں ان کو علیحدہ کالونیوں میں رہنے کیلئے مجبور کیا جاتا تھا''(41)

یہودی جب عیسائی دنیا سے دھتکارے جاتے تو وہ اسلامی ممالک کا رخ کرتے کیونکہ ان کو مسلم ممالک میں سکون میسر آتا اور وہ اپنے آپ کو معاشی ومعاشرتی لحاظ سے مضبوط کر لیتے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے کہ

''یورپ کے تمام ممالک میں روس سے انگلستان تک بشمول فرانس، ہسپانیہ، جرمنی اور اٹلی سے ان پر بارہا مظالم ڈھائے جاتے جب کبھی ایسا خون خرابہ ہوتا تو انہیں اسلامی ممالک میں کھلے دل سے پناہ دی جاتی تھی''۔ (42)

سپین، پرتگال اور جرمنی سے جب ان یہودیوں کو ان کی منافقانہ روش کی وجہ سے دھتکارا گیا تو انہوں نے سر چھپانے اور باعزت زندگی گزارنے کیلئے اسلامی ممالک کا رخ کیا اور یہودیوں کی ایک بہت بڑی سلطنتِ عثمانیہ میں آکر آباد ہوئی۔ یہاں ان کو سکون میسر آیا تو اس کے درپردہ خلافتِ عثمانیہ کے خاتمہ کیلئے کوشاں ہوگئے اور سازشیوں کے وسیع جال بننا شروع کر دیئے۔

وہ ارض فلسطین میں مقہور ومظلوم بن کر وارد ہوئے مگر انہوں نے عربوں کے ساتھ وہی کچھ کیا جو کچھ وہ اپنے پہلے محسنوں کے ساتھ کرتے چلے آرہے تھے۔ الغرض! یہود جب بھی دنیا کے کسی کونے سے دھتکارے جاتے تو وہ مقہور ومظلوم بن کر اسلامی ممالک کا رخ کرتے اہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان سے اچھا سلوک روا رکھا جاتا مگر ان احسان فراموشوں نے تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام دشمنی کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

12۔ یہود عصرِ حاضر میں:۔

تاریخ یہود پر نظر دوڑائیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ انکی فتنہ پردازیوں کی وجہ انہیں مختلف قوموں کے طرح طرح کے مظالم برداشت کرنے پڑے ان کے سامنے ان کے بیٹوں کو ذبح کیا گیا لیکن ان کی آنکھوں سے آنسوں نہ نکلے بخت نصر نے ان کو جلاوطن کیا وہ بابل پہنچ کر اپنی عظمت کے ڈھنڈورے پیٹتے رہے ایران کے شاہ

خورس نے یہودیوں کی نفسیات کو دیکھا کہ وہ جلاوطنی اور غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بابل میں ان کو عرصہ دراز ہوگیا ہے مگر وہ اپنی ثقافت اور اپنے عقائد سے شدومد چمٹے ہوئے ہیں تو اس نے یہود کو دوبارہ بیت المقدس میں آباد ہونے کی اجازت دے دی۔

وہ اسی ارض موعود کو اپنا نظریہ بنا کر بابل ونینوا کا عذاب سہ رہے تھے وہ جدھر بھی گئے اور دنیا کے جس کونے میں رہے انکی زبان پر یہی الفاظ رہے کہ (we are chosen people of God)انہوں نے ارض فلسطین کو اپنے خیالات ونظریات کا محور بنایا اور ارض موعود جہاں ان کے آباؤ اجداد قیام پذیر رہے تھے اس میں واپسی ان کا اولین مقصد ٹھہراتا کہ سلطنت داؤدؑ کو بحال کر کے دنیا پر حکمران کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا جاسکے

تاریخ نے یہودیوں پر واضح کر دیا وہ کہیں بھی بطور یہودی پنپ نہیں سکتے انہیں مختلف تحریکوں اور نظریاتی فلسفیوں میں پناہ لینا ہوگی تاجر اور صنعت کار بن کر روزی کمانا ہوگی ہر ملک کے بڑے طبقہ میں انہیں اپنے لیے جگہ بنانا ہوگی اسی طرح سے سائنس اور ٹیکنالوجی میں ایسے ایسے کارنامے سرانجام دینا ہونگے کہ وہ اقوام عالم کی ضرورت بن جائیں۔ چنانچہ یہودی اکابرین نے مختلف اجلاسوں (Meetings) میں تسخیر کائنات کا منصوبہ بنایا کہ کس طرح وہ اقوامِ عالم کی معشیت معاشرت اور سیاست کو اپنے قبضہ میں لے سکتے ہیں اور کس دنیا پر حکمرانی کیلئے سپر گورنمٹ کو تشکیل دے سکتے ہیں۔

جب یہود نے اقوامِ عالم پر نظر دوڑائی تو اسے دو بڑے حریف نظر آئے عیسائیت اور اسلام چنانچہ انہوں نے حکمت عملی اختیار کی کہ ان کو آپس میں لڑا کر ان کو معاشی اور دفاعی لحاظ سے کمزور کر دیا جائے اور پھر خفیہ سازشوں اور تحریکوں کی مدد سے ان پر کاری ضرب لگائی جائے۔ یہودی سازشوں کا اگر بنظرِ غائر مطالعہ کریں تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہودی اپنی سازشوں کے پس منظر میں کوئی نشان نہیں چھوڑتے اور پس پردہ رہ کر مقاصد کو حاصل کرتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری سے صلیب تک لے جانے میں یہودی سازش ہی کارفرما تھی مگر تمام تر الزام رومی سلطنت پر عائد کیا گیا۔ مدینہ کی اسلامی ریاست کو ختم کرنے کیلئے قریش مکہ کو مدمقابل لاکھڑا کر دیا۔ خلفاء راشدین کے دور میں بھی پس پردہ رہ کر اسلامی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ عصرِ حاضر میں یہودیت نے بالکل ماضی کی طرح سے سازشوں کے جال پھیلائے ہوئے ہیں۔ یہود نے دنیا کے مقتدر ممالک برطانیہ، روس اور امریکہ کی سیاست اور معاشرت میں اثر ورسوخ پیدا کیا ان کی معاشی منڈیوں میں اجارہ داری قائم کی اور پھر ان ممالک کو اپنے مقاصد کے حصول کیلئے استعمال کیا یہود نے موجودہ عالمی حالات میں (Man behind the

(gun) کا اصول اپنایا ہوا ہے۔ امریکہ نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی کے بعد دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان شروع کیا اور عالم اسلام اس کا خصوصی ہدف ٹھہرا۔ افغانستان اور عراق کے مسلم ممالک پر دہشت گردی کی آڑ میں شدید بمباری کر کے شہروں کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور اب امریکہ نے شام اور ایران کے خلاف بیانات دینا شروع کر دیئے ہیں۔ امریکہ کی ان تمام مخالف اسلام سرگرمیوں کے پس پردہ یہودی ذہن کارفرما ہے۔ یہودی مقاصد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلم ممالک ہیں اور یہود اس رکاوٹ کو دور کرنے کیلئے امریکہ کے کندھوں پر بندوق رکھ کر مسلم ممالک کو جارحیت کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

یہودی اکابرین نے ارض موعود میں یہودی آبادکاری اور صیہونی ریاست کی تشکیل کیلئے مختلف تحریکوں کو جنم دیا جن کا مقصد دنیا کی سیاست، معشیت اور معاشرت پر صیہونی تسلط تھا۔

دنیا کی سیاست اور حکومت میں اپنا طبقہ پیدا کرنے کیلئے 1717ء میں فری میسزی کی بنیاد رکھی اس تنظیم کی خفیہ منصوبہ بندی سے انہوں نے دولت و شہرت کے بھوکے عناصر کی معاونت کی اور ان کی مدد سے مرضی کی حکومت قائم کی۔

فلسطین میں یہودی آبادکاری کیلئے 1897ء میں صیہونیت (Zionism) کی بنیاد رکھی گئی برطانیہ امریکہ اور روس کی پشت پناہی پر ارض مقدس میں صیہونی آبادکاری جاری رہی۔

دنیا کی معیشت پر قبضہ کرنے کیلئے NGOs اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کو متعارف کرایا گیا۔ جنہوں نے اقوام عالم کی معاشرت میں طرح طرح کی معاشرتی برائیوں کو بھی جنم دیا۔

یہودیوں نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے 3 عالمی جنگوں کی منصوبہ بندی کی تھی۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں اپنے مقاصد حاصل کرنے کیلئے انسانوں کے خون کی ندیاں بہادی گئیں اور عالمی امن کا نعرہ لگا کر UNO کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے ذیلی ادارے آئی ایم ایف، ورلڈ بینک، یونیسکو، یونیسف، WHO اور FAO کسی نہ کسی طرح سے یہودی مقاصد کی تکمیل کیلئے سرگرم ہیں۔

الغرض!

عصرِ حاضر میں یہودیت مکمل طور پر منظم ہو چکی ہے اور اقوام عالم کے ہر شعبہ زندگی میں اپنا اثر و رسوخ پیدا کر چکے ہیں صیہونی ریاست کی تشکیل ہو چکی ہے اور اب عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کے قیام کے لیے کوشاں ہے۔

خلاصہ بحث (CONCLUSION)

یہودی تاریخ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہودی بنیادی طور پر ایک سازشی اور باغی قوم ہیں کہ جنہوں نے احکامات خداوندی اور قانون الٰہی سے بغاوت کی اور خالق کائنات کے نظام کو تباہ کرنے کیلئے سازشوں میں مصروف رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس قوم (بنی اسرائیل) کو ایک زمانہ میں فضیلت عطا کی تھی اور طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ اس فضیلت اور انعامات خداوندی پر سر بسجود ہو کر شکر بجالاتے وہ اللہ اور اس کے رسولوں کے نافرمان بن گئے ان کی ناشکری اور باغیانہ روش کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مصریوں کے ظلم اور ان کی غلامی سے نجات دلائی صحرا میں ان کیلئے پانی کے چشموں کو رواں کر دیا، ان پر من و سلویٰ اتارا اور ان پر بادلوں کا سایہ کیا اور جب ارضِ مقدس میں داخل ہونے کا حکم دیا تو وہ رب العزت کی قدرتِ کاملہ کو بھول گئے انعامات خداوندی ان کو یاد نہ رہے انہوں نے حضرت موسیٰ کو جواب دیا۔

فاذهب انت و ربك فقاتلا انا ههنا قعدون ۔ (24:5)

"اے موسیٰ تو اور تیرا خدا جاؤ اور (کنعانیوں سے) لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں"۔

یہود کا یہ جواب بارگاہ الوہیت میں گستاخی تھی اللہ اور اس کے معصوم پیغمبر کی نافرمانی تھی۔

حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے بعد یہود معاشرتی برائیوں میں غرق ہو گئے احکامات الٰہی کو پس پشت ڈال دیا اور خدائے واحد کی عبادت کے بجائے بت پرستی میں مشغول ہو گئے اللہ رب العزت نے ان پر بخت نصر اور پھر رومیوں کی شکل میں عذاب نازل کیا۔

یہودی تاریخ میں یہودیوں پر دو مرتبہ شدید عذاب آیا کہ جب بخت نصر اور پھر رومیوں نے تہ تیغ کیا لاکھوں یہودی بھوک اور قحط سے ہلاک ہوئے اور لاکھوں کی تعداد میں جلاوطن کیے گئے یہودیوں پر یہ عذاب ان کے اعمال کی بابت آیا کہ جب وہ اولیاء الرحمٰن کے بجائے یا اولیاء الشیطن بن گئے اور شیطانی مشن کی تکمیل میں

مصروف عمل ہوئے۔

اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو آگاہ کیا تھا کہ تم دو دفعہ زمین میں فساد پھیلاؤ گے جس کی پاداش میں دونوں دفعہ تمہیں ذلت و ہلاکت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ قرآن مجید میں ہے

و قضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب لتفسدن فی الارض مرتین و لتعلن علوا کبیراً۔ (4:17)

"ہم نے بنی اسرائیل کو اس بات کی خبر دی تھی کہ تم ضرور ملک میں 2 مرتبہ شر اور فساد کو پھیلاؤ گے اور بہت سخت درجہ کی سرکشی کرو گے"

یہودی صرف اپنے مکارانہ اور عیارانہ ذہن کی سازشوں کی وجہ سے اقوام عالم کے مظالم کا شکار رہے ہیں وہ کبھی سیریا (Syria) والوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتے تو کبھی رومیوں کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیتے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ اپنے سازشی ذہن کی وجہ سے وہ عیسائی دنیا سے دھتکارے گئے تو وہ مقہور و مظلوم بن کر اسلامی ممالک کا رخ کرتے جہاں عیسائی دنیا کی بدولت انہیں سکون میسر آیا کیونکہ مسلم ممالک نے ان کے اہل کتاب ہونے کی وجہ سے ان سے اچھا سلوک روا رکھا اور ان کو اسلامی ممالک میں سکون میسر ہوا۔ سازشی ذہن اس سکون کے در پردہ اپنے محسنوں کے خلاف سازشوں کے جال بنتے رہے اور عصرِ حاضر میں یہودیت مکمل طور پر منظم ہو کر عالم اسلام کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔

حوالہ جات

(156:07 قرآنی آیت)

1۔ ابنِ کثیر، عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر، تفسیر ابن کثیر، ج 1، ص 123

2۔ الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب الفیروز آبادی، القاموس المحیط، ج 1، ص 362

3۔ ابن منظور، ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی، لسان العرب، ج 3، ص 439

4۔ World Book Encyclopedia, 2000, Vol.II, P.120

5۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1989ء، ج 23، ص 350

6۔ سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص 1442

7۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ص 23

8۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، ج 3، ص 279

9۔ مودودی، تفہیم القرآن، ج 1، ص 70

10۔ Collier,s Encyclopedia, 1993, Vol. 13, P.348

11۔ World Book Encyclopedia, 2000, Vol. II, P.120

12۔ ابن اثیر، ابی الحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی، الکامل فی التاریخ، ج 1، ص 140

13۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج 1، ص 136

14۔ ابن جریر طبری، امام ابی جعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الامم والملوک، ج 1، ص 305

15۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج 1، ص 144

16۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، ج 4، ص 13

17۔ World Book Encyclopedia, 2000, vol. II, P.123

18۔ ابن جریر طبری، تاریخ طبری، ج 1، ص، 234

19۔ سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص، 410

20۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، ج 1، ص 60

21- World Book Encyclopedia, 2000, Vol. II, P.121

22۔ ابنِ خلدون، علامہ عبدالرحمٰن محمد بن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ج2، ص101

23- World Book encyclopedia, 2000, Vol. II, P.121

24۔ ابن جریر طبری، تاریخ طبری، ج1، ص382-383

25۔ ابن کثیر، عماد الدین ابوالفداء البدایہ النھایہ، ج1، ص382

26۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، ج3، ص101

27- World Book Encyclopeida, 2000, Vol. II, P.121

28۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، ج2، ص244-245

29- Collier's Encyclopedia, 1993, Vol. 13, P.575

30- World Book Encyclopeida, 2000, Vol.II, P.121

31- Collier's Encyclopedia, 1993, Vol.13 P.543

32۔ مولانا عبدالحلیم شرر، تاریخ یہود، ص97

33- The New Encyclopeida of Britanica, 1997, Vol.6 , P.423

34۔ مولانا عبدالحلیم شرر، تاریخ یہود، ص230

35- World Book Encyclopeida, 2000, Vol. II, P.121

36- World Book Encyclopeida 2000, Vol.II, P.122

37۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن، ج3، ص112

38- The New Encyclopeida of Britanica, 1997, Vol.9, P.538

39۔ سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص411

40- World Book Encyclopedia, 2000, Vol. II, P.122

41- World Book Encyclopedia 2000, Vol.II, P.123

42۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، 1989، ج23، ص361

باب دوم

یہودیت کی عیسائیت واسلام کے خلاف سازشیں

فصل اول:۔عیسائیت کے خلاف یہودی سازشیں

فصل دوم:۔اسلام کے خلاف یہودی سازشیں

فصل اول:۔ یہودیت کی عیسائیت کے خلاف سازشیں

حضرت عیسیٰؑ ملک شام کے علاقہ ارضِ گلیل میں ایک قصبہ ناصرہ نامی سے تھے ولادت بیت المقدس کے ایک کونے میں ہوئی۔شام اس وقت رومی مملکت کا ایک نیم خود مختار صوبہ تھا اس وقت والی شام ہیروڈ (Herod) تھا۔ہیروڈ کے نام پر اس کو عموماً ہیرودی ریاست کہتے تھے۔جو سلطنت روم کی تابع وفرمان تھی۔

1۔یہود کی معاشی و معاشرتی حالت:

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت تک یہود نیم سیاسی خودمختاری میں رہتے ہوئے اس قابل ہو گئے تھے کہ وہ اپنی معاشی حالت کو بہتر کرلیں۔یہودیہ کی کھجوریں، انگور، زیتون، شراب اور تیل کی مانگ بحیرہ قلزم کے ساحلی علاقوں تک تھی۔دستکاری ان کا موروثی فن تھا۔

معاشی طور پر تو یہود خوشحال ہو چکے تھے مگر وہ معاشرتی و مذہبی لحاظ سے انحطاط کا شکار تھے احبار و راہبوں نے یہودیت کا چہرہ بری طرح سے مسخ کر کے رکھ دیا تھا وہ ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے انفرادی اور اجتماعی نقائص کا کوئی ایسا پہلو نہ تھا جو ان سے بچ رہا ہو وہ اعتقاد و اعمال دونوں قسم کی گمراہیوں کا محور و مرکز بن گئے تھے۔حتیٰ کہ اپنی ہی قوم کے ھادی اور پیغمبروں کے قتل پر آمادہ ہو گئے وہ مشرکانہ عقائد و رسوم کو اپنے عقائد کا حصہ بنا چکے تھے۔جھوٹ، فریب، بغض و حسد کو اخلاق حسنہ کی حیثیت دے رکھی تھی وہ ان پر شرمسار ہونے کے بجائے فخر کا اظہار کرتے تھے اور قانون الٰہی کا تمسخر اڑاتے تھے۔جب بنی اسرائیل مکمل طور پر معاشرتی برائیوں میں گھر چکے تھے تب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کیلئے بھیجا انجیل متی میں ہے۔

''ان کو یسوع نے بھیجا اور حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا'' (متی 10:7-5)

2۔ مسیحؑ کا انتظار:۔

یہودی دنیا میں جہاں کہیں بھی گئے اپنی عظمت کے ڈھنڈورے پیٹتے رہے ان کے خیالات اور نظریات

کے مطابق یہوا نے انہیں دنیا میں حکمرانی کیلئے بھیجا ہے اسی لیے ان کی آرزو تھی کہ خداوند حضرت داؤدؑ کی اولاد میں سے ایک مسیحا بھیجے جو بنی اسرائیل کے 12 قبائل کو پھر مجتمع کرے جو انہیں محکومی کی ذلت اور زوال سلطنت سے نکالے اور دشمنانِ دین کا قلع وقمع کر کے بیت المقدس کو از سرِ نو تعمیر کرے۔

"یہود نے اس عقیدہ کی روشنی میں اپنی تمناؤں کو زندہ رکھا کہ ان کے نبیوں نے ان کو بشارت دی ہے کہ یہوا ایک مسیحا نازل کرے گا اس کے آنے سے داؤدؑ کی سلطنت بحال ہو جائے گی اور یروشلم دنیا میں خدا کا دارالحکومت بنے گا" (یرمیاہ 5:12)

اسی انتظار میں یہود نے اقوامِ عالم کے ہر ظلم کو سہا کیونکہ انہیں ایک نئی زندگی کے مل جانے کا یقین تھا کہ نجات دہندہ آئے گا اور وہ انہیں ساری دنیا کا حکمران بنائے گا۔

شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"وہ خدا کی جانب سے ایک نجات دہندہ کے منتظر تھے ان لوگوں کی نظریں زیادہ تر بیت المقدس اور اس کے گرد ونواح کی طرف تھیں جہاں حضرت داؤدؑ کی نسل آباد تھی۔ اسی انتظار نے بہت سے جعلی مسیح جنم دیئے۔ لوگ ان کی زیرِ قیادت رومیوں سے الجھ پڑتے اور ان جعلی مسیحوں کی موت کے بعد نئے مسیح کا انتظار کرتے"۔ (1)

رومی سلطنت کے دورِ حکومت میں جب شام کو نیم سیاسی خود مختاری حاصل تھی تو اس عرصہ میں یہود نے اپنی معاشی صورتحال کو مضبوط کر لیا تھا۔ مگر وہ مذہبی اور معاشرتی لحاظ سے انحطاط پذیر تھے۔ وہ ایک نجات دہندہ کے منتظر تھے جو ان کو رومی سلطنت کے تسلط اور محکومی سے نجات دلاتا اس بات کا ان کو یقین تھا کہ ایک مسیحا آئے گا یہی وجہ ہے کہ جب کوئی جعلی مسیحا منظر عام پر آتا تو وہ رومیوں کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیتے تھے اور پھر شکست خوردہ ہو کر بیٹھ جاتے اور دوسرے مسیحا کے منتظر ہوتے۔

3۔ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت

یہودی مسیحؑ کے منتظر تھے اور ہیکل کو دوبارہ تعمیر کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے اسی صورتحال میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنا فضل اور احسان کیا کہ ان میں حضرت عیسیٰؑ کو مبعوث فرمایا۔

حضرت مریمؑ گوشہ تنہائی میں بیٹھی تھیں کہ فرشتہ جبرائیل انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ حضرت مریمؑ نے جب اپنے سامنے ایک اجنبی شخص کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور فرمانے لگیں۔

''اگر تجھ کو کچھ بھی خدا کا خوف ہے تو میں خدائے رحمان کا واسطہ دے کر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں! فرشتے نے کہا: مریم! خوف نہ کھا میں انسان نہیں بلکہ خدا کا فرستادہ فرشتہ ہوں اور تجھ کو بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں'' (2)

حضرت مریمؑ نے جب یہ سنا تو تعجب سے فرمانے لگیں کہ میرے ہاں کیسے لڑکا ہوسکتا ہے جب کہ مجھ کو آج تک کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اس لیے کہ نہ تو میں نے نکاح کیا ہے اور نہ ہی میں باغی عورت ہوں حضرت مریمؑ کے اس جواب پر فرشتہ نے عرض کی کہ ! تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ ایسا ہی ہوگا یہ میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے۔

واذ قالت الملئكة يمريم ان الله يبشرك بكلمة منه اسمهٔ المسيح عيسىٰ ابن مريم وجيها في الدنيا و الاخرة و من المقربين (45:3)

''جب فرشتے نے مریمؑ سے کہا ! اے مریمؑ ! اللہ تجھ کو اپنے کلمہ کی بشارت دیتا ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ ہوگا وہ دنیا و آخرت میں صاحبِ وجاہت اور ہمارے مقربین میں سے ہوگا۔''

حضرت عیسیٰؑ سراپا حلم و محبت اور سراپا نور شخصیت تھے وہ یہود پر اللہ کا احسان تھے وہ یہود جو پتھروں کو خدا مانتے چلے آرہے تھے جو اقوام عالم کے ظلم و ستم کا شکار تھے اور محکومی و ذلت کی زندگی سے نجات کیلئے مسیحؑ کے منتظر تھے تو اللہ رب العزت نے ان کو سیدھی راہ پر لانے کیلئے حضرت عیسیٰؑ کو مبعوث فرمایا۔

4۔ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات:۔

حضرت عیسیٰؑ نے جب یہود کو معاشرتی برائیوں میں گھرا ہوا پایا تو ان کو راہِ راست پر لانے کیلئے اپنی تعلیمات کا آغاز کیا۔ ایک دن جب یہودی ہیکل کے مقدس ماحول میں بیٹھے سکے کھنکھنا رہے تھے اور حرم کے احاطہ میں عبادت کے بجائے خرید و فروخت میں مشغول تھے اسی حالت میں عید فصح کے دن ایک خوبصورت نوجوان خوبصورت آنکھوں میں حیرت انگیز چمک لیے کندھوں پر زلفیں پھیلائے حرم کے احاطے میں داخل ہوا وہ اس منظر کو دیکھ کر کانپ اٹھا اور سارے بازار اور منڈی کا تختہ الٹ دیا۔

انجیل یوحنا میں ہے۔

''یہودیوں کی عید فصح نزدیک تھی اور یسوع یروشلم کو گیا اس نے ہیکل میں بیل بھیڑ اور کبوتر بیچنے والوں کو اور صرافوں کو بیٹھے پایا اور رسیوں کا کوڑا بنا کر سب کو یعنی بھیڑوں اور بیلوں کو ہیکل سے نکال دیا اور صرافوں کو نقدی

بکھیر دی اور ان کے تختے الٹ دیے کبوتر فروشوں سے کہا ان کو لے جاؤ میرے باپ کے گھر کو تجارت کا گھر نہ بناؤ‘‘۔(یوحنا 2:17-13)

آپؑ نے احبار اور راہبوں کی ملمع سازی کا پول کھول کر ان کی صدق نیت اور خلوصِ باطن کی تعلیم دی۔ ان کو خدائے واحد کی طرف دعوت دی کہ جس کے احکامات کو ان یہودیوں نے پس پشت ڈال رکھا تھا آپؑ نے کہا

’’اے ریا کارو! تم پر افسوس کہ آسمان کو بادشاہت لوگوں کیلئے بند کرتے ہو نہ آپ داخل ہوتے ہو اور نہ ہی داخل ہونے والوں کو داخل ہونے دیتے ہو۔ اے ریا کار فقیہو اور فریسو! تم پر افسوس کہ ایک مرید کریدنے کیلئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور وہ جب مرید ہو چکتا ہے تو اسے اپنے سے دوگنا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔ اے اندھے راہ بتانے والوں تم مچھر کو تو چھانتے ہو اور اونٹ کو نگل جاتے ہو!

اے ریا کارو فقیہو اور فریسو! تم پر افسوس تم سفیدی پھری ہوئی قبروں کی مانند ہو جو اوپر سے تو خوبصورت دکھائی دیتی ہیں مگر اندر مردوں کی ہڈیوں اور ہر طرح کی نجاست سے بھری ہیں اس طرح تم ظاہر میں تو لوگوں کو خوب صورت دکھائی دیتے ہو مگر باطن میں ریا کاری اور بے دینی سے بھرے ہوئے ہو‘‘۔(متی 23:28-2)

یہود کو یہ تعلیمات دینے والا خدا کا پیغمبر حضرت عیسیؑ تھا۔ جو تجدید دین موسیٰؑ کے لیے یروشلم میں وارد ہوئے لیکن یہود نے ان کی تعلیمات کا یکسر انکار کر دیا کیونکہ یہودیوں نے اپنے ذہن کے اندر ایک ایسے مسیح کا تصور بنایا ہوا تھا کہ جس کی آمد سے وہ دنیا کے حکمران بن جائیں گے وہ اقوام عالم سے اپنے ظلموں کا بدلہ لیں گے تو کوئی ان سے پوچھنے والا نہ ہوگا۔ ان کے پاس دنیا و جہان کی دولت اور ہیرے جواہرات ہوں گے۔ دوسری اقوام کے مرد و عورت ان کے غلام اور باندیاں ہوں گی۔ یہ مسیح تو وہ مسیح ہے کہ جس نے اخلاقیات کی تعلیم دینا شروع کر دی ہے۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کو ماننے سے یکسر انکار کر دیا وہ یہود جو برسوں سے ایک مسیحا کے منتظر تھے جو محکومی و غلامی کی زندگی سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے وہی لوگ آپؑ کے مخالف بن گئے وہ یہود جو جھوٹے مسیحاؤں کا تو ساتھ دے کر رومیوں پر چڑھ دوڑے مگر جب سچا مسیحا آیا تو اس کی تعلیمات کو ماننے سے یکسر انکار کر دیا۔ قرآن مجید میں ہے

ان اللہ ھو ربی و ربکم فاعبدوا فاتقوا اللہ و اطیعون۔ ھذا صراط مستیقم فاختلف الاحزاب من بینھم فویل للذین ظلموٗ من عذاب یوم الیم۔(43:65-64)

’’پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی عبادت کرو۔

یہی سیدھی راہ ہے پھر وہ آپس میں گروہ بندی کرنے لگے۔ سو ان لوگوں کیلئے دردناک عذاب کے ذریعہ ہلاکت اور خرابی ہے۔"

یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی قدسی تعلیمات کو نہ صرف ماننے سے انکار کردیا بلکہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو تکذیب وتحقیر شروع کردی اور حضرت عیسیٰؑ کے مشن کو ناکام بنانے کیلئے اپنے مکار ذہن میں طرح طرح کی سازشوں کے جال بننا شروع کردیئے اور حتی الامکان اس بات کی کوشش کی کہ ان کی تعلیمات کا خاتمہ کردیا جائے یہودی علماء اور مفکرین جو ہمیشہ سے اپنے پیغمبروں کو مجذوب اور جنونی بنا کر پیش کرتے آرہے تھے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تقدیس وطہارت کی دھجیاں بکھیر دیں انہوں نے پیدائش عیسیٰؑ پر طرح طرح کے الزامات عائد کیے اور آپؑ کے معجزات کو سحر اور جادو کہنا شروع کردیا۔

جیولش انسائیکلوپیڈیا میں ہے

"یسوع نے بحثیت معلم دین یا قانون ساز کے نہیں بلکہ بحثیت شعبدہ باز کے اپنی زندگی میں شہرت و ناموری گلیل کے سادہ مزاج بندوں میں حاصل کی" (3)

5۔ یہود کی حضرت عیسیٰؑ کے خلاف سازش:۔

یہود کی مقہور و مظلوم دنیا میں حضرت عیسیٰؑ صبح کا اجالا بن کر آئے ان یہود کو آپؑ کی قدسی تعلیمات اور الوہی اقدار ناگوار گزریں۔ یہودی علماء اور فریسیوں کیلئے آپؑ کی ذات ایک کھلا چیلنج بن گئی وہ اپنے دوغلے کردار کے بے نقاب ہونے اور اپنی مکاریوں پر پردہ اٹھتے ہوئے برداشت نہ کرسکے۔ چنانچہ انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ کس طرح سے حق کی اس آواز کو دبا دیا جائے۔

یہود کی یہ فطرت ثانیہ رہی ہے کہ وہ اپنے مقاصد کے حصول کیلئے جو تحریک یا سازش تیار کرتے ہیں اس کو بخوبی سرانجام دینے کیلئے اس طرح کی منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ ان کا دامن پاک وصاف نظر آئے اور اس کا الزام کسی دوسرے کے سر پر تھوپ دیا جائے۔

یہودیوں کے مکار اور عیار ذہن کی سازشوں کا بغور مطالعہ کریں تو یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ وہ دو مخالف قوتوں کو آپس میں ٹکرا کر اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ یہ تاریخ کا وہ دور تھا کہ جب شام، سلطنتِ روم کے تابع فرمان تھا ان کو نیم سیاسی خود مختاری حاصل تھی۔ وہ ایک تو رومی تسلط سے چھٹکارا حاصل کرنا

چاہتے تھے اور دوسرا ان کے احبار اور فقیہوں کو حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات ناگوار گزریں تو یہودیوں نے سوچا کہ رومی حکمرانوں اور حضرت عیسیٰؑ کو مدمقابل کر دیا جائے۔ رومی حکومت حضرت عیسیٰؑ کو ان کے انجام تک پہنچادے گی اور یوں یہود کے دامن پر دھبہ بھی نہیں لگے گا اور ان کو اپنا مقصد بھی حاصل ہو جائے گا۔

یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف ایک خفیہ چال چلی انہوں نے حضرت عیسیٰؑ پر دینِ یہود سے انحراف کا الزام لگایا یہ لائحہ عمل انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے تشکیل دیا۔ دوسرا انہوں نے حضرت عیسیٰؑ اور رومی حکمرانوں کو مدمقابل کرنے کیلئے اس طرح سے منصوبہ بندی کی کہ ایک وفد کہ جس میں ہیرودی ریاست کے نمائندے بھی تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے پاس بھیجا اور ان سے پوچھا کہ رومی حکمرانوں کو ٹیکس ادا کرنا چاہیے کہ نہیں۔ اس منصوبہ بندی سے ان کا مقصود یہ تھا کہ اگر حضرت عیسیٰؑ نے قیصرِ روم کو ٹیکس ادا کرنے سے منع کر دیا تو رومی حکمران ان کے خلاف ضرور کاروائی کریں گے۔ کیونکہ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ جب یہود نے 721 ق م میں اسیریا والوں کو ٹیکس نہ ادا کرنے کی کوشش کی تھی تو اسیریا والوں نے انہیں جارحیت کا نشانہ بنایا تھا یہودیوں کے ذہن میں تھا کہ رومی حکومت حضرت عیسیٰؑ اور ان کے حواریوں کے خلاف ضرور بضرور کاروائی کرے گی۔

انجیل متی میں ہے۔

''اس وقت فریسیوں نے جا کر مشورہ کیا کہ اسے کیونکر باتوں میں پھنسائیں انہوں نے اپنے شاگردوں کو ہیردوں کے ساتھ اس کے پاس بھیجا انہوں نے کہا! اے خدا! ہم جانتے ہیں کہ تو سچا ہے اور سچائی سے خدا کی راہ میں تعلیم دیتا ہے اور کسی کی پرواہ نہیں کرتا ہے ہمیں بتا کہ تو کیا سمجھتا ہے قیصر کو جزیہ دینا روا ہے کہ نہیں یسوع نے ان کی شرارت کو جان کر کہا اے ریاکارو! مجھے کیوں آزماتے ہو؟ جزیہ کا سکہ مجھے دکھاؤ وہ دینار اس کے پاس لے کر آئے اس نے ان سے کہا یہ صورت اور نام کس کا ہے انہوں نے کہا قیصر کا اس پر اس نے کہا جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو ادا کرو'' (متی 22: 21-15)

فریسیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف جو چال چلی وہ ناکام ہو گئی وہ کسی بھی صورتحال میں حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کو فروغ پاتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتے تھے چنانچہ انہوں نے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کیلئے حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں میں ایک جاسوس داخل کیا جو ان یہودیوں کیلئے جاسوسی کا کام سرانجام دیتا تھا جس کی وجہ سے حضرت عیسیٰؑ کی سرگرمیوں اور ان کی موجودگی کا پتہ چلتا تھا۔

اب یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ حضرت عیسیٰؑ یہودیوں کی رومی حکومت کے خلاف بغاوت پر ابھارتے ہیں اور رومی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں ساتھ ہی انہوں نے بیت المقدس کے رومی گورنر پیلاطس کو دھمکی دی کہ اگر اس شخص (حضرت عیسیٰؑ) کا چراغِ زیست نہ بجھایا گیا تو وہ اس کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیں گے

انجیل لوقا میں ہے

''پھر ان کی ساری جماعت اٹھ کر پیلاطس رومی حاکم کے پاس گئی اور انہوں نے الزام لگانا شروع کیا کہ ہم نے اسے اپنی قوم کو بہکانے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے پایا ہے اور اپنے آپ کو مسیح بادشاہ کہتے پایا ہے پیلاطس نے سرداروں، کاہنوں اور عام لوگوں سے کہا کہ میں اس شخص میں کوئی قصور نہیں پاتا مگر وہ اور بھی زور دے کر کہنے لگے کہ یہ تمام یہودیہ میں بلکہ گلیل سے لے کر یہاں تک کے لوگوں کو سکھا سکھا کر ابھارتا ہے۔۔۔۔ وہ چلا چلا کر سر ہوتے رہے کہ اسے صلیب دی جائے اور ان کا چلانا کارگر ہوا۔'' (لوقا 23:22-1)

چنانچہ رومی حکمران نے جرمِ بغاوت میں حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھانے کی تجویز دی۔

یہاں پر ایک بات قابلِ غور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو رومی قوانین کے تحت سزا دی گئی یہودی شریعت کے مطابق ان کو سنگسار کیا گیا کیونکہ یہودی کسی قسم کا الزام اپنے سر پر نہیں لینا چاہتے تھے تاکہ تمام کاروائی یعنی گرفتاری سے صلیب تک جانے رومی کو ہی موردِ الزام ٹھہرایا جائے

حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی۔ ابراہیمؑ، اسحٰقؑ اور یعقوب کے گھرانے کے پیغمبر کی دعا قبول ہوئی یہود کی تمام حکایت و روایت پر قرآن مجید کی یہ آیت دلالت کرتی ہے۔

وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله ماقتلوه وماصلبوه ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ماله به من علم لااتباع الظن وماقتلوه يقيناًہ بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزا حكيماًہ (15:4) (157:4) (النساء 157:4)

''وہ کہتے ہیں کہ ہم نے عیسیٰؑ ابنِ مریم جو اللہ کا رسول ہے اسے قتل کر دیا ہے حالانکہ انہوں نے ہی قتل کیا اور ورنہ ہی صلیب پر چڑھایا بلکہ مشتبہ ہو گی ان کے لیے حقیقت اور جن لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا ہے وہ بھی اس کے بارے میں شک و شبہ میں ہیں ان کے پاس اس امر کا صحیح علم نہیں ہے اور وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور انہیں یقیناً قتل نہیں کیا گیا ہے بلکہ ان کو اللہ نے جانب اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

6۔ یہود کی عیسائیت کے خلاف سازشیں

حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی کے بعد یہودیوں نے سوچا کہ یہ دعوت حق ختم ہو چکی ہے لیکن جب ناصری گروہ ہزاروں پر مشتمل ہو گیا تو پھر اس وقت کے یہودی اکابرین اور مفکرین ایک جگہ سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ کس طرح انکی بڑھی ہوئی طاقت اور انکی تعلیمات کا خاتمہ کر دیا جائے وہ اپنے مکارانہ اور عیارانہ ذہن میں طرح طرح کی سازشوں اور تحریکوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے منصوبہ بندی کرنے لگے کہ کس طرح سے فکری فساد و الحاد سے دین عیسوی میں انتشار پیدا کیا جائے۔

دین عیسوی پر فساد و الحاد کی یہودی سازشیں 5 صدی عیسوی تک پے در پے قہر ڈھاتی رہیں اور ہر بار عیسائیت کی عمارت کا حصہ ٹوٹ کر گرتا رہا فکری فساد و الحاد کی یہ سازشیں بہت عجیب و غریب تھیں طرح طرح کے حالات اور انکی پیدا کردہ بے چارگی نے دینِ عیسوی کے مخالفین کو آواز جان لیوا مصائب سے دوچار کر دیا عیسائی آبادی کو مذہب سے بیگانہ کر کے آوارگی، آزاد خیالی اور جنسی بے راہ روی پر ڈالنا یہودیوں کا اولین مقصد ٹھہرا۔ اس سلسلے میں سینٹ پال (Saint paul) کا کردار قابلِ ذکر ہے کہ اس نے کئی طرح سے عیسائی تعلیمات کو فرسودہ تعلیمات کے سانچے میں ڈھال دیا۔ اس عرصہ میں جب کبھی بھی ان کے خلاف کوئی تحریک کھڑی ہوتی اور عیسوی کے احیاء کے کام کو سرانجام دینے کی کوشش کرتی تو بحال ہونے والا یہ اتحاد پھر کسی قوت کے ذریعے دیا جاتا تھا۔

7۔ صلیبی جنگوں میں یہودی کردار

عیاری و مکاری جو یہودیوں کے خمیر میں رچی بسی تھی اور سازش جو ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اقوام عالم کے فہم و ادراک سے ماوراء ہے انہوں نے ہمیشہ خفیہ سازشوں کا سہارا لیکر دو مخالف قوتوں کو مدمقابل لا کر کھڑا کر دیا اور دونوں کو دفاعی اور معاشی لحاظ سے کمزور کیا ہے۔

تاریخ کا وہ دور گزر رہا تھا کہ جب ان کے سامنے دو مخالف قوتیں عیسائیت اور اسلام کھڑی تھیں ماضی کی طرح سے پھر یہود نے ان دو قوموں کو آمنے سامنے لا کھڑا کر دیا۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے انہوں نے عیسائیوں کو مذہبی جنون دیا اور میدانِ جنگ میں لا کھڑا کیا۔

ان جنگوں میں ان کو دو مقاصد حاصل ہوئے ایک تو کلیسا کی وحدت کو برقرار رکھنے کی تمام کوششوں کو ختم کر دیا گیا تاکہ عیسائیت کی بحالی کی تمام امیدیں ختم ہو جائیں اور دوسرا عیسائیوں کی فتح کی صورت میں از سر نو یروشلم پر اپنا

اقتدار بحال کر کے بنی اسرائیل کی واپسی کو یقینا بنایا جائے عیسائیوں اور مسلمانوں میں سے دونوں کے نقصان یا کسی ایک کیلئے شکست کی صورتحال پیدا کرتا۔

چنانچہ انہوں نے عیسائیت کو بھر پور مذہبی جنون دیا اور عالم ،اسلام کے خلاف نفرت کی فضا پیدا کی اسی پروپیگنڈہ (Propaganda) کی بدولت عیسائی مذہبی جنون کے میدان جنگ میں اترے۔

صلیبی جنگوں سے یہودیوں کو اہم مقاصد حاصل ہوئے ایک تو اسلامی ممالک کی بڑھتی ہوئی عسکری اور معاشی طاقت سے ان کو خطرہ لاحق تھا کہ کہیں اسلامی ممالک تقویت حاصل کرنے کے بعد ان کے خلاف برسر پیکار نہ ہو جائیں چنانچہ اس دفاعی طاقت کو ختم کیا گیا۔

دوسرا عیسائیت میں دین عیسوی کی بحالی کیلئے اٹھنے والی تحریکوں کو دبانے اور اس کی تعلیمات میں فکری فساد و الحاد پیدا کرنے کا بہترین موقع مل گیا تھا اور اسی عرصہ میں یہودیوں کو عیسائیت کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو تیز کے دوران بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔

"صلیبی جنگوں کے ان بعد کی مخصوص کام عیسائیوں کے ہاتھ یہودیوں کی حفاظت اور یہودی کاز (Cause) کیلئے عیسائی قوت کی فراہمی ہوگیا ان کا یہ بھی کام تھا کہ عیسائیوں کے اندر جو طبقے یہودیت کی مخالف کریں تباہ و برباد کر دیا جائے" (4)

یہودیوں نے صلیبی جنگوں میں جو پالیسیاں اختیار کی ہیں اگر ان کا دور حاضر میں ہونے والی یہودی پالیسیوں سے موازنہ کیا جائے تو ان میں کافی حد تک مماثلت پائی جاتی ہے۔ (Twin Towers)

ٹوئن ٹاورز کی تباہی نے ایک مرتبہ پھر عیسائیت اور اسلام کو آمنے سامنے لا کھڑا کر دیا ہے۔آج عیسائیت اسلام کو باہم مد مقابل کر کے ان کو معاشی و دفاعی لحاظ سے کمزور کر دیا ہے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہودیوں نے عالم ,اسلام کے خلاف اپنی کاروائیوں میں عیسائیت کو سامنے لا کھڑا کیا ہے اور امریکہ کی مسلم ممالک کے خلاف جارحانہ پالیسی کے دراصل صیہونی قوتیں اور صیہونی دماغ کارفرما ملتا ہے۔

جس طرح سے صلیبی جنگوں میں یہودی تنظیمیں عیسائیوں کے ہاتھ یہودیوں کی حفاظت فراہم کر رہی تھیں۔اور عیسائیت میں یہودی مخالف قوتوں کو دبا دیا جاتا آج بالکل اسی طرح سے امریکہ میں موجود یہودی تنظیمیں امریکہ کے ہاتھوں دنیا کے یہودیوں کی حفاظت کا کام سرانجام دلوا رہی ہیں۔اور جب بھی امریکہ میں کوئی آواز یہودیت کے خلاف اٹھتی ہے تو اسے سختی سے دبا دیا جاتا ہے۔

8۔ موجودہ عیسائیت میں یہودی کردار

یہودیوں کی شروع سے یہ کوشش رہی ہے کہ وہ عیسائی تعلیمات میں فکری فساد والحاد کو شامل کر کے عیسائیوں کو ان کے مذہبی عقائد کے خلاف بغاوت کیلئے ابھارا جائے اس مقصد کیلئے یہودیوں نے عیسائی تعلیمات میں غلط رنگ شامل کرنے کیلئے مختلف تحریکوں کا سہارا لیا ان میں سینٹ پال (Saint Paul) کا کردار، ہیومنزم (Humanism) اور ریشنلزم (Rationalism) کی تحریکیں قابل ذکر ہیں۔

(i) سینٹ پال کا کردار:۔

یہودی حضرت عیسیٰؑ کی بڑھتی ہوئی تعلیمات اور افرادی قوت سے پریشان تھے چنانچہ انہوں نے رومی حکومت کے ذریعے حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کروا کر صلیب تک پہنچوایا اس کے بعد یہودی سکون سے نہ بیٹھے بلکہ حضرت عیسیٰؑ کی قدسی تعلیمات کے خلاف سازشوں کے جال بننا شروع کر دیئے انہوں نے عیسوی تعلیمات میں فکری فساد والحاد کا منصوبہ بنایا اس سلسلہ میں سینٹ پال نے اہم کردار سرانجام دیا۔

سینٹ پال ایک کٹر فریسی یہودی تھا۔ جس نے عیسائیت کا لبادہ اوڑھ کر حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات میں نئے عقائد کی بنیاد ڈالی عیسائی حضرات اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب آج انہی بنیادوں پر استوار ہے کہ جس کی بنیادیں حضرت عیسیٰؑ نے رکھی تھیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات ان کے کچھ عرصہ بعد ختم کر دی گئی تھیں اور ان کی جگہ سینٹ پال کی تعلیمات نے لے لی تھی۔

(ii) سینٹ پال کے حالاتِ زندگی:۔

سینٹ پال کے حالاتِ زندگی پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ اس کے حالات زندگی کے بارے میں جو معلومات اکھٹی ہوئی ہیں وہ اس کے ان خطوط سے لی گئیں جو اس نے کرنتھیوں، رومیوں، گلتیوں اور فلپیوں کو لکھے تھے۔ پولوس کا اصل نام ساؤل تھا۔ جس کے لفظی معنی ہیں خدا سے مانگا ہوا۔ پولوس اس کا رومی نام تھا اور اس کے معنی ہیں ''کوتاہ قد'' اس کے خطوط سے پتہ چلتا ہے کہ وہ قبیلہ بن یامین کا ایک کٹر یہودی تھا فلپیوں کے نام لکھے گئے خط میں کہتا ہے۔

''آٹھویں دین میرا ختنہ ہوا، اسرائیل کی قوم اور بن یامین کے قبیلے کا ہوں، عبرانیوں کی عبرانی، شریعت کے اعتبار سے فریسی ہوں'' (فلپیوں 5:3)

Collier انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

" His name was originally saul. He later claimed that he was a jew of the tribe of Bennjamin" (5)

''اس کا اصل نام ساؤل تھا بعد میں اس نے دعویٰ کیا کہ وہ بن یامین کے قبیلے کا ایک یہودی ہے''۔

پال روم کے شہر ترسس کا باشندہ تھا یہودی النسل ہونے کی وجہ سے وہ رومیوں کی غلام قوم سے تعلق رکھتا تھا۔

سینٹ پال حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں میں سے نہ تھا بلکہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کا شدید دشمن تھا حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں ہونے کے باوجود اس شخص نے حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات تک نہ کی اس نے حضرت عیسیٰؑ کی قدسی تعلیمات میں فکری فساد والحاد پیدا کرنے کیلئے عیسائیت کا لبادہ اوڑھا اور تعلیمات دینا شروع کر دیں۔

اس کی تعلیمات حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات سے یکسر مختلف تھیں۔ دراصل وہ ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنا چاہتا تھا۔ اس نے حضرت عیسیٰؑ کی اصل تعلیمات کو مسخ کر کے اس میں یونانی فلسفہ اور پرانے مذاہب کے مختلف نکتوں کی آمیزش کر دی تھی۔

سینٹ پال فلسفہ یونان پر دسترس رکھتا تھا اس زمانہ میں رومی حکومت تھی جو کہ یونانی تہذیب کی جانشین تھی۔ جس میں مظاہر پرستی کو بڑا غلبہ حاصل تھا۔ اس نے اس دور میں حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کے منافی ایسی تعلیمات کو متعارف کرایا جو کہ یونانی، رومی اور مصریوں کے عقائد و تعلیمات سے سہل تھیں۔ اسی وجہ سے اس کی تعلیمات کو کافی شہرت حاصل ہوئی۔

انسائیکلوپیڈیا آف بریٹینکا میں ہے کہ

"Paul was a man of vivid contrast small and un-impressive in physical stature. Though not a natural orator, he could dominate an audience by incandescence of spritual power." (6)

''پال واضح امتیاز رکھنے والا شخص تھا۔ قد میں چھوٹا اور جسمانی لحاظ سے غیر متاثر شخصیت کا حامل تھا اگرچہ وہ قدرتی طور پر ایک مقرر نہ تھا مگر وہ روحانی طاقت کی چمک سے ناظرین کو متاثر کر سکتا تھا۔

سینٹ پال کا تعلق چونکہ ایک کٹر فریسی خاندان سے تھا اسی لیے شروع شروع میں وہ حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کو گمراہ سمجھتا تھا اور ان پر یہودیوں کی طرف سے روا رکھے جانے والے مظالم میں برابر کا شریک رہتا تھا۔

''یہاں تک کہ وہ گھروں میں گھس کر حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر قید کرواتا تھا۔'' (رسولوں کے اعمال 58:7)

سینٹ پال کی انتہا پسندی کا یہ عالم تھا کہ اس نے یروشلم کے مذہبی رہنماؤں سے دمشق میں جا کر چیدہ چیدہ حواریوں کو گرفتار کرنے کا اجازت نامہ حاصل کیا ہوا تھا۔ وہ خود اس چیز کا تذکرہ کرتا ہے کہ جب وہ اسی مشن سے دمشق کو جا رہا تھا تو اس نے آسمان پر ایک نور دیکھا جس سے عبرانی میں آواز آئی ''اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے ۔میں نے کہا اے خدا تو کون ہے۔ خدا نے فرمایا ! میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے لیکن اٹھ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کیونکہ میں اس لیے تجھ پر ظاہر ہوا کہ تمہیں ان چیزوں کا بھی خادم اور گواہ مقرر کروں جن کی گواہی کیلئے تو نے مجھے دیکھا ہے۔ اوران کا بھی جن کی گواہی کیلئے میں تجھ پر ظاہر ہوا کرونگا۔ اور میں تمہیں اس امت اور غیر قوموں سے بچاتا رہوں گا۔ جن کے پاس تجھے اس لیے بھیجتا ہوں کہ تو ان کی آنکھیں کھول دے تا کہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائیں اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہو کر میراث پائیں۔ (اعمال 26 : 19-12)

پولوس نے اس کے بعد اعتراف کیا کہ وہ حضرت عیسیٰؑ پر مکمل ایمان لے آیا ہے۔

Collier انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

" On the way to damascus, Paul experienced a vision of jesus that convert him from persecutor to believer." (7)

''دمشق کے سفر میں پال مسیحؑ کا ظہور ہوا اور وہ اسوقت سے ایک ایذا رساں سے معتقد بن گیا''

حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اس کے اس قول کو نہ مانا کیونکہ وہ اس سے قبل عیسائیوں کا سخت ترین دشمن تھا۔ بہر حال وہ شخص حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کے ساتھ مل کر عیسائیت کی تبلیغ کا کام کرتا رہا۔

(iii) پولوس کی تعلیمات:۔

پولوس کی تعلیمات حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات سے یکسر مختلف تھیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے عقیدہ توحید، عقیدہ آخرت، عملی واخلاقی اصلاح کی تعلیمات دیں اور پولوس نے ابنیت، کفارہ اور حلولِ تجسم کی تعلیمات دیں۔

آج عیسائی مذہب کی بنیاد عقیدہ تثلیث حلول و تجسم اور کفارہ کے عقیدوں پر ہے یہ وہ عقائد ہیں کہ جن

سے انحراف کرنے کی صورت میں عیسائی علماء اس شخص کو عیسائی برادری سے خارج کر دیتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان عقائد کی بنیاد سینٹ پال نے ہی رکھی تھی کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کی قدسی والوہی تعلیمات میں کہیں بھی انکار ذکر نہیں ملتا ہے موجودہ انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے جو ارشادات منقول ہیں ان میں سے کسی میں بھی ان عقائد کے بارے میں ثبوت نہیں ہے۔ ان عقائد میں حضرت عیسیٰؑ کی سنہری تعلیمات اور سینٹ پال کی جھوٹی روایات درج ذیل ہیں۔

(iv) عقیدہ تثلیث اور سینٹ پال:۔

موجودہ عیسائیت کی بنیاد عقیدہ تثلیث یعنی ''تین ایک اور ایک تین'' پر ہے یہ عقیدہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے نہ تھا بلکہ یہ سینٹ پال کے ذہن کی اختراع ہے۔

حضرت عیسیٰؑ نے توحید کی طرف دعوت دی انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کے ایسے ارشادات منقول ہیں کہ جن میں انہوں نے خدائے واحد کی طرف سے دعوت دی ہے۔

انجیل مرقس میں ہے

''اے سرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہے اور تو خداوندا اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور ساری جان اور اپنی پیاری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ''۔ (مرقس 12 : 29)

انجیل یوحنا میں ہے

''اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھے خداءِ واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں''
(یوحنا 3:17)

حضرت عیسیٰؑ کی ان تعلیمات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپؑ نے لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلایا ہے اور ان کو توحید کی دعوت دی ہے اس کے علاوہ مسیحؑ نے کسی جگہ پر نہیں فرمایا ہے کہ میں تمہارا خدا ہوں اور تمہارے گناہوں کو معاف کرنے کیلیے انسانی روپ میں حلول کیا گیا ہوں اس کے بجائے انہوں نے اپنے آپ کو ابنِ آدمؑ کے لقب سے پکارا ہے۔

Collier انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

" Paul's originally lies in his conception of death of jesus as saving mankind from sin. Instead of seeing jesus as a messiah of

jewish type a human saviour from political bondage, he saw him as a salvation deity whose atoning death by violence was necessary to release his devotees for immortal life." (8)

"دراصل پال حضرت عیسیٰؑ کی وفات کوانسانیت کے گناہوں کے کفاروں کے تصور میں کذب بیانی سے کام لیتا ہے بجائے اس کے کہ وہ ان کو یہودیوں کیلئے نجات دہندہ سمجھتے اس نے ان کو خدائی نجات دہندہ سمجھا کہ جس کی پرتشدد موت کفارہ اس کے معتقدین کو ابدی زندگی سے نجات دلانے کیلئے ضروری تھی"۔

سینٹ پال نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہا اور بعض مقامات پر خدا بھی کہا ہے۔

"پولیس نے کہا! مسیح "بزرگ خدا" (Great God) ہے اور وہ خدا کا بیٹا ہے"۔(کرنتھیوں 19:1)

دیانت داری کے ساتھ اگر انجیل کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح سے عیاں ہوتی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے بارے میں خدا کا پیغمبر اور خدا کا بندہ ہونے کے سوا کوئی اور بات نہیں کی ہے اور انجیل میں ان کا کوئی ایسا بیان نہیں ملتا جس میں انہوں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا ہو۔

(v) عقیدہ کفارہ اور سینٹ پال:۔

حضرت عیسیٰؑ نے اپنی سنہری تعلیمات میں عقیدہ آخرت کی تعلیم دی ہے اور ان کے رفع آسمانی کے بعد سینٹ پال نے عیسائی تعلیمات میں عقیدہ کفارہ کو بڑی شدومد سے پیش کیا ہے وہ رومیوں کے خطوط میں حضرت آدمؑ کے گناہ کا ذکر کرنے کے بعد مسیحؑ کی مزعومہ موت کے ذریعے اس کی بالواسطہ تلافی کا عجیب وغریب نظریہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

"وہ جس طرح سے ایک شخص کی نافرمانی سے بہت سے لوگ گناہگار ٹھہرے اسی طرح سے ایک کی فرمانبرداری سے بہت سے لوگ راست باز ٹھہریں گے"۔(رومیوں 5 : 19)

اس عقیدہ نے عیسائیت میں دو وجہ سے شہرت ومقبولیت حاصل کی ایک تو سینٹ پال کی دلیل اور دوسرا اناجیل کے وہ جملے کہ جن کے بارے میں عیسائی حضرات کا خیال ہے کہ عقیدہ کفارہ ان سے مستنبط ہے۔

پہلی وجہ سینٹ پال کی دلیل تھی کہ حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب کیا گیا تھا تو ان کی تعلیم کے مطابق پھانسی کی سزا پانے والے کو "ملعون" ماننا پڑتا ہے سینٹ پال نے عیسائیوں کو سمجھایا کہ حضرت عیسیٰؑ لعنتی موت (نعوذ باللہ) نہیں مرے بلکہ گناہ کے کفارہ کیلئے انسانیت پر قربان ہو گئے ہیں۔ سینٹ پال کی یہ دلیل عیسائیوں کے نفسیاتی مسئلہ کو حل

کرنے میں معاون ثابت ہوئی اسی لیے سینٹ پال کا یہ نظریہ حواریوں اور عقیدت مندوں کیلئے قابل قبول بنتا گیا۔

دوسری دلیل اناجیل کے یہ جملے ہیں۔

''حضرت مسیح نے فرمایا! ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے'' (لوقا 19 :10)

''ابن آدم اسی لیے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اس لیے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے دے''۔ (مرقس 10 : 45)

''یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بتیروں کیلئے گناہوں کی معافی کیلئے بہایا جاتا ہے'' (متی 26:28)

یہ اناجیل کے وہ جملے ہیں کہ جن پر عقیدہ کفارہ کا استدلال کیا جاتا ہے ایک سادہ لوح انسان جب ان جملوں کو پڑھتا ہے تو اس کا ذہن واقعی عقیدہ کفارہ کی طرف چلا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کا مطلب و مقصد وہ نہیں ہے جو عیسائی مراد لیتے ہیں بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے ان کو ایک مسیحا کا انتظار تھا جو ان کو ان اندھیروں سے نکال کر نجات اور ہدایت کی طرف بلاتا وہ لوگ جو کفر و شرک اور اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو دائمی عذاب کا مستحق بنا چکے ہیں انہیں ہدایت کا سیدھا راستہ دکھا کر جہنم کے عذاب سے چھٹکارا دلاتا۔

ان جملوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ فلسفہ کہیں بھی مستنبط نہیں ہوتا کہ آدمؑ نے گناہ کیا اور تمام امت کے لوگوں اور ان کی نسلوں اور ان کے شیر خوار بچوں کی سرشت میں گناہ سرایت کر گیا ہے اور پھر خدا کے بیٹے نے پھانسی چڑھ کر یہ گناہ اپنے اوپر لے لیا ہے اور اس سے تمام لوگوں کے گناہ معاف ہو گئے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر عقیدہ کفارہ عیسائیت کی بنیادی تعلیمات میں سے تھا تو پھر حضرت عیسیٰؑ نے اس عقیدہ کی وضاحت کیوں نہ فرمائی۔ یہ عقیدہ ان کے حواریوں میں سے سب سے پہلے سینٹ پال نے کیسے پیش کیا۔

یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عیسائی حضرات جن عقیدوں کی بنیاد پر عیسائیت کی عمارت استوار کیے بیٹھے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات میں سے نہیں ہے بلکہ سینٹ پال کے ذہن کی اختراع ہیں جس نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عیسائی تعلیمات میں فکری فساد و الحاد کو شامل کیا ہے۔

(ii) ہیومنزم کی تحریک (Humanism)

یہودیوں نے عیسائیت کے خلاف خفیہ سازشوں اور تحریکوں کا ایک سلسلہ جاری کیا ہوا تھا جس کا مقصد

عیسوی دین کی بنیادوں کو کھوکھلا کر کے اس کی عمارت کا انہدام تھا چنانچہ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے 14 صدی عیسوی میں ایک تحریک اٹلی سے شروع ہوئی اس تحریک کا مقصد عیسائیت میں تصور خدا اور تصور رسول کو ختم کرنا تھا تاکہ عیسائیت کا علمیت کی جڑوں کو کھوکھلا کر کے عیسائیوں کو مذہبی عقائد کے خلاف بغاوت پر ابھارا جائے ان کا نعرہ تھا۔

''انسان ہی تمام چیزوں کا میزان ہے''۔

یہ ایک کھلی ہوس پرستی تھی جس کو یہودیوں نے عیسائیوں کے درمیان میں پھیلانے کی کوشش کی انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ میں ہے کہ

"Humanism's final court of Appeal is human reason rather than any external authority." (9)

''ہومنزم کسی بیرونی اتھارٹی کے بجائے انسانی عقل کو آخری اتھارٹی تسلیم کرتی ہے''۔

ہومنزم کی تحریک دراصل اعتبار سے وحی الہیٰ اور ہدایت ربانی کے خلاف تھی اس تحریک نے یہ نعرہ دیا کہ انسانی سوچ اور انسانی عقل ہی عقل کل ہے اور آخری اتھارٹی ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف بریٹینیکا میں ہے کہ

"An attitude of mind attaching prime importance of human being and human values often regarded as the central theme of Renaissance civilization." (10)

''ہیومنزم سے مراد ذہن کا وہ رویہ جو انسان اور انسانی اقدار کو تہذیب کی نشاۃِ ثانیہ میں عقل کل سمجھے''

ہیومنزم کی اس تحریک نے عیسائی معاشرہ کو آزادی بے راہ روی اور ہوس پرستی کی طرف مائل کر دیا اور عیسائی دنیا مادیت پرستی میں اتنی کھوگئی کہ ان کے عقل وشعور میں بھی نہ رہا کہ وہ کس کے ہاتھ میں کھلونا بنے ہوئے ہیں۔اس تحریک نے آہستہ آہستہ عالم عیسائیت میں اباحیت پسندانہ عقائد سے بغاوت کی ایک ایسی آندھی اٹھادی جس کا روکنا کسی کے بس میں نہ رہا اور یہودی آہستہ آہستہ عیسائی اکثریت کو ہیومانائز کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

(iii) ریشنلزم کی تحریک (RATIONALISM)

عیسائی تعلیمات میں فکری فساد والحاد کو فروغ دینے کی دوسری بڑی سازش 16 ویں صدی عیسوی میں اٹھی

جسے ریشنلزم کا نام دیا گیا ریشنلزم لاطینی زبان کا لفظ ہے جو کہ (Ratio) سے ہے جس کا معنی ہے عقل یا (Reason) ریشنلزم کا نقطہ نظر یہ ہے کہ عقل کو مذہب میں آخری اتھارٹی مانا جائے اور ان تمام عقائد و نظریات کو رد کر دیا جائے تو عقل کے مطابق نہ ہوں یہ تحریک آگے چل کر آزاد خیال (Free thoughts) کی علمبردار بنی

انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ میں ہے کہ

"Rationalism maintains that the most important part of our knowledge comes from intellectual insight." (11)

"ریشنلزم کے مطابق ہمارے علم کا اہم ترین حصہ ہماری عقل و فہم ہے۔"

ریشنلزم نے بار آور کرایا کہ ہر شخص کی عقل، عقل کل ہے وہ اپنی عقل کے استعمال کرنے اور اپنی مرضی سے فیصلے کرنے میں حق بجانب ہے جو بات اس کی عقل میں نہیں آتی یا جس کی اس کے حواسِ خمسہ تصدیق نہیں کرتے وہ بے حقیقت شے ہے اور اس کا انکار لازم ہے۔

یہودیوں نے عیسائیت کے خلاف ریشنلزم کی تحریک چلائی اس میں انہوں نے عقل کو آخری اتھارٹی قرار دیا کہ جس چیز کو عقل نہ مانے جسے حواس خمسہ محسوس نہ کریں اس کا انکار لازم ہے اس تحریک سے یہود کا مقصد یہ تھا کہ اللہ کے وجود کا یکسر انکار کر دیا جائے معجزات عیسیٰؑ کو رد کر دیا جائے اور پھر اس تحریک کی وجہ سے ایک ایسا وقت آیا کہ خود عیسائیوں نے عیسائی روایات کو ترک کر کے ان کی ایک نئی حیثیت کو تسلیم کر لیا۔

فصل دوم:۔

اسلام کے خلاف یہودی سازشیں:۔

مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جب بخت نصر نے یروشلم پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور لاکھوں یہودیوں کو تہ تیغ کر دیا تو اس وقت یہودیوں کی جمعیت کا شیرازہ بکھر چکا تھا ان میں سے چند قبائل حجاز کی طرف آئے اور اس میں آ کر آباد ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب 70ء میں رومیوں نے یہودیوں کا قتل عام کیا اور پھر 132ء میں ان کو جلاوطن کیا تو یہ لوگ وہاں سے حجاز میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں ہے کہ

"70ء میں طیطس رومی کے ہاتھوں ان کا قتل عام ہوا۔اور یوں یہودی ارضِ قدس سے ترک کر کے عرب میں آباد ہونے پر مجبور ہوگئے" (12)

یہود ارض مقدس میں تھے یا پھر سرزمین حجاز پر وہ اپنے مذہبی عقائد اور ثقافت سے شدت کے ساتھ چمٹے رہے وہ ہر جگہ اپنی بزرگی و برتری کے دعوے کرتے رہے اور مقہور و مظلوم زندگی سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے کسی مسیحا کے منتظر تھے۔

یہودیوں کو ان کے علماء اور احبار نے یہ خوشخبری دی تھی کہ جزیرۃ العرب میں ایک نبی مبعوث ہوگا جب وہ نبی مبعوث ہوگا ہماری مظلومیت کی شب تار سحر آشنا ہوگی ہمارے بدخواہ روسیاہ ہونگے اور ہر میدان میں نصرت و فتح ان کے قدم چومے گی۔

جب عرب کے مشرک قبائل غطفان وجہینہ ان سے جنگ کرتے تو وہ ان کیلئے اللہ سے دعا مانگتے۔

اللھم انا نستنصر بحق محمد النبی الامی الا نصرتنا علیھم

"اے اللہ جس نبیﷺ کا تو نے ہم سے عدہ فرمایا ہے اس کے طفیل ہماری مدد فرما وہ عام حالات میں یہ دعا مانگتے تھے۔"

اللھم ابعث النبی الامی الذی نجدہ فی التوراۃ الذی و عدتنا انک باعثۃ فی آخر الزماں (13)

"اے اللہ اس نبی الامی کو مبعوث فرما جس کا ذکر ہم تورات میں پاتے ہیں جس کے بارے میں تم نے ہم

سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو اسے آخری زمانے میں مبعوث کرے گا۔"

اور یوں یہود جزیرۃ العرب میں رہ کر ایک نبی آخر الزمانؐ کے منتظر تھے کہ جو ان کو غلامی سے نجات دلا کر آزادی کی طرف لے کر آئے گا اور یوں ان کی سیاہ تاریخ کا دور ختم ہو جائے گا۔

1۔ یہود کی معاشی و معاشرتی حالت

معیشت کسی بھی قوم اور ملک کی ترقی اور خوشحالی میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور یہود اس بات سے بخوبی واقف تھے وہ جدھر بھی گئے مقامی معیشت کو اپنے ہاتھ اور اپنے کنٹرول میں کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ یثرب میں آباد، یہودی قبائل نے معاشی و معاشرتی لحاظ سے اپنی جڑیں مضبوط کر رکھی تھیں تجارت اور خصوصی طور پر سودی لین دین کی وجہ سے عرب قبائل کو اپنا دستِ نگر بنایا ہوا تھا چونکہ معیشت پر ان کا مکمل تسلط تھا اسی لیے یثرب میں ان کو امتیازی پوزیشن حاصل تھی ان کی معیشت عربوں کے مقابلے میں مضبوط تھی کیونکہ وہ فلسطین و شام سے آئے تھے اور مقامی لوگوں سے زیادہ ان فنون سے آگاہ تھے۔

دوسرا بیرونی دنیا سے ان کے تجارتی تعلقات بھی تھے۔ مصباح الاسلام فاروقی لکھتے ہیں کہ

"The Jews had the complete control of the economy in their hand. Agriculture, commerce and industry were all in the grip of jews." (14)

"یہود معیشت پر مکمل کنٹرول رکھتے تھے۔ زراعت، کامرس اور صنعت مکمل طور پر یہودیوں کی گرفت میں تھے"۔

یہود یثرب میں تین بڑے قبائل میں منقسم تھے۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ، بنو قینقاع کے یہودی زرگر اور تاجر تھے اور مدینہ میں سوق بنو قینقاع بین الممالک تجارت کی منڈی تھی۔

2۔ رسول اللہ کی یثرب میں آمد اور یہودی ردعمل:۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکۃ المکرمہ سے ہجرت کر کے یثرب میں پہنچے تو وہ یہودی جو نبی آخر الزمانؐ کے مبعوث ہونے کے بارے میں اپنے علماء سے سنتے آرہے تھے اور اسی کے انتظار میں یثرب میں آکر آباد ہوئے۔ اور وہ آپؐ کے اسی طرح سے مخالف بن گئے جس طرح وہ اس سے قبل مسیحؑ کے منتظر تھے اور پھر اسی کے مخالف بن بیٹھے۔ (Chosen people of God) کا دعویٰ کرنے والی قوم (یہود) نے نبوت کو اپنا

مدینۂ طیبہ کی یہودی بستیاں
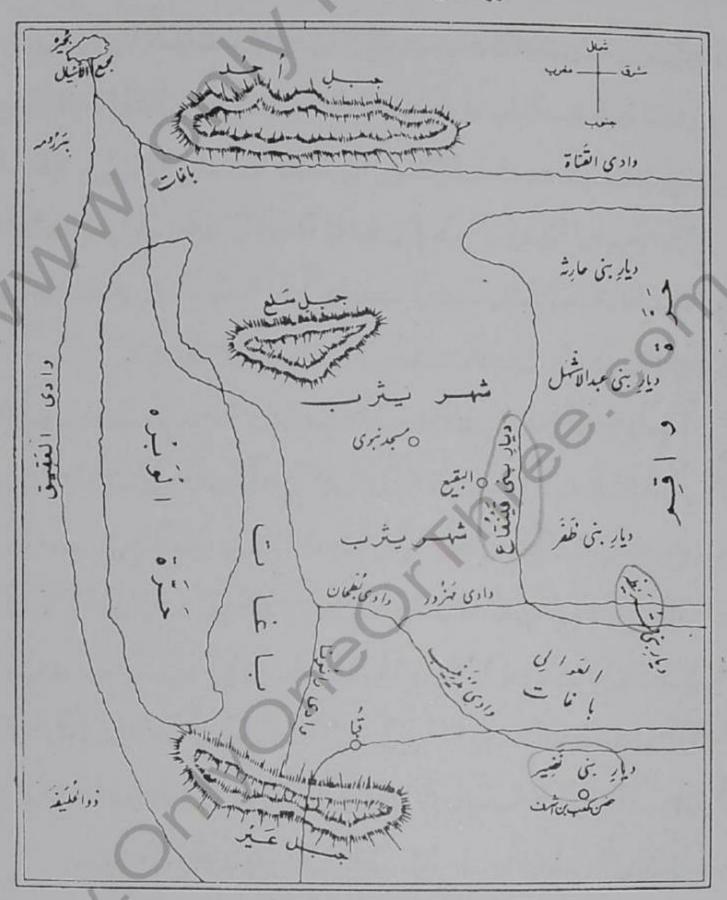
موروثی حق سمجھ لیا تھا اور ایک عرب کو اس کا مدعی پا کر سخت مخالف بن بیٹھے۔ عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں کہ

''یہود کا اصل حسد اس چیز کا تھا کہ نبوت کے حقدار تو ہم یعنی بنی اسرائیل ہیں یہ تو اہل عرب کے بنی اسماعیل ہیں یہ دولت نبوت ان کو کہاں سے اور کیسے مل سکتی ہے''۔ (15)

حالانکہ یہ یہود آپ کی بعثت سے قبل آپؐ کے طفیل دشمن پر نصرت کی دعا کرتے جب کوئی ان پر ظلم کرتا تو وہ اس سے مخاطب ہوتے کہ عنقریب ایک نبی کا ظہور ہوگا ہم ان سے مل کر تم سے بدلہ لیں گے مگر وہی یہود آپؐ کے مخالف بن بیٹھے آپ کی نبوت کا انکار سب سے پہلے انہیں یہودیوں نے کیا۔ قرآنِ مجید میں ہے۔

ولما جاء هم كتاب من عندالله مصدق لما معهم و كانوا من قبل يستفتحون على الذين كفرو افلما جاء هم ما عرفوا كفرو ابه فلعنة الله على الكفرين۔ (2 : 89)

''اور جب ان ''یہودیوں'' کے پاس خدا کی کتاب آئی اور خدا نے اپنا رسول بھیجا جو ان کی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے حالانکہ یہ پہلے اس کے وسیلہ سے دعاءِ فتح کیا کرتے تھے پس جب وہ ان کے پاس آیا انہوں نے اس کو پہچان لیا اس کے ساتھ ہی وہ کافر ہو گئے پس کافروں پر خدا کی لعنت ہے۔''

آپ کی سنہری تعلیمات سے لوگوں کے قلوب و اذہان منور ہو رہے تھے اور مدینہ کی اسلامی ریاست میں مسلمانوں کی افرادی قوت تیزی سے بڑھ رہی تھی اس بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر یہودی سوچ و بچار میں پڑ گئے ان کو اپنی سیاسی اور معاشی بالا دستی ڈوبتی ہوئی نظر آئی تو یہودی اکابرین ایک جگہ سر جوڑے بیٹھ گئے کہ کس طرح سے دعوتِ اسلام کو ختم کیا جائے ان کے مکار ذہن نے منصوبہ بندی شروع کر دی ان کو خواہش تھی کہ مدینہ کے ماحول کو اس طرح سے بنا دیا جائے کہ اسلامی مشن کی تکمیل نہ ہو سکے۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے آپ کی ذاتِ اقدس اور اسلامی تعلیمات کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا انہوں نے آپؐ کے خلاف مہم کئی طریقوں سے چلائی سب سے قبل یہود نے آپؐ کے خلاف زبانی جنگ شروع کی اور نہایت ہی ناروا اور ناشائستہ زبان اختیار کی اور عیسیٰؑ کی طہارت کی دھجیاں بکھرنے والوں نے آپؐ کے خلاف نازیبا باتیں شروع کر دیں۔

پروپیگنڈہ (Propaganda) یہودیوں کا ایک بہترین ہتھیار رہا اور ماضی میں انہوں نے یہ ہتھیار حضرت عیسیٰؑ کے رومی حکمران کے سامنے استعمال کیا تھا۔ یہودیوں نے وہی اب آپؐ اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا چاہا سب سے پہلے انہوں نے مدینہ پر و پیگنڈہ سے انصار اور مہاجرین میں نا اتفاقی پیدا کرنے کی کوشش کی انصار کے ساتھ یہود کے دیرینہ مراسم تھے باہمی آمد و رفت کا سلسلہ جاری یہودی انصار کے ساتھ اس طرح سے

مخاطب ہوتے

''اے بھائیو! جس بے دردی سے ان مفلس اور نادار مہاجروں پر تم دولت صرف کر رہے ہو اور جس دریا دلی سے تم اسلام کیلئے خزانے لٹا رہے ہو اس کے انجام پر کبھی تم نے غور کیا ہے یہ دولت سے آسانی سے حاصل نہیں ہوتی ہے اس کو کمانے کیلئے تم نے برسوں سے جان جوکھوں میں ڈالی ہے طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کی ہیں تمھارے باپ دادانے دِن رات محنت کر کے رقم اکٹھی کی ہے اور تم بے پروائی سے لٹا رہے ہو'' (16)

ان کی اس کمینگی کا پردہ چاک کرنے کیلئے اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی۔

الذین یبخلون ویا مرون الناس بالبخل ویکتمون ماآتھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکفرین عذابا مھیناہ (4:37) (النساء)

''جولوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل وکرم سے جو کچھ ان پر نازل کیا ہے اسے چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

پروپیگنڈہ کا دوسرا محاذ انہوں نے مدینہ سے باہر کھولا یہود نے مکہ میں جا کر مشرکین کے سامنے مسلمانوں کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا اور ان کو مدینہ پر حملہ کی ترغیب دی پروپیگنڈہ کا یہ محاذ حضرت عیسیٰؑ کے خلاف کیے گئے پروپیگنڈہ سے کافی مماثلت رکھتا ہے کہ ان یہودیوں نے اس دور میں حضرت عیسیٰؑ اور رومی حکمران کو مدمقابل لانے کی کوشش کی اور اب ان کو حتی الامکان یہ کوشش رہی ہے کہ وہ قریش مکہ اور مدینہ کے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑا کر دیں اور اپنے عزائم میں کامیابی حاصل کر لیں۔

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو دیکھ کر یہود کے دلوں کا سکون ختم ہو چکا تھا ان کے دلوں کے بغض وعناد میں ابال آ گیا تھا اسی لیے اب انہوں نے مسلمانوں کے خلاف جارحانہ پالیسی اپنائی ان کے ان جارحانہ عزائم کا پردہ اس واقعہ سے چاک ہوتا ہے کہ آپؐ نے جب بنو قینقاع کی خفیہ حرکات اور سازشوں کو دیکھا تو ان سے مخاطب ہوئے۔

''اے گروہِ یہود! تم مشرکین قریش کے حال سے عبرت پکڑو جنہیں اللہ نے ان کے غرور کی سزا دی اور تمھارے نبی مرسل (موسیٰؑ) کے ذریعہ خدا نے (میری نبوت کے بارے میں) جو تمھیں خبر دی ہے اس کے بمطابق داخل اسلام ہو جاؤ اور اس کے حکم پر عمل کرو۔ آپ کی زبان سے یہ کلمات سن کر بنو قینقاع کے یہودی یک زبان ہو کر بولے کہ اے محمدؐ! تم اپنی قوم کے اوپر غلبہ حاصل کر کے مغرور نہ ہو جانا کیونکہ یہ لوگ تو حرب وضرب کی ابجد سے بھی واقف

نہیں ہیں لیکن اگر آپ نے ہمارے سے مقابلہ کا ارادہ کیا تو آپ کو جنگ میں ہماری مہارت اور شجاعت دیکھ کر ہماری مردانگی کا پتہ چل جائے گا۔" (17)

اس کے بعد آپؐ نے ان کا محاصرہ کا حکم فرمایا تو عبداللہ بن ابی بن سلول جو کہ یہودی منافقین میں سرِ فہرست تھا مسلمانوں اور یہودیوں کا خیر خواہ بن کر آیا اور یہودیوں کو معاف فرما دینے کی درخواست کی۔

3۔ تحویلِ کعبہ اور یہودی ردِ عمل:۔

ہجرت کے بعد مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور جب ہجرت کے دوسرے سال قبلہ بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ قرار دیا گیا تو یہود کو یہ بات ناگوار گزری اس پر ان کی اسلام دشمنی میں مزید اضافہ ہوا۔

"The change of Qiblah was clear indication that the era of the prophets of Israel had come to an end, with the advent of the last prophet of Allah. The change of Qiblah made jews very angry, and out of Jealousy they became enemy of prophet and his fellowers for ever." (18)

"تحویل کعبہ ایک واضح اشارہ تھا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء کا دور اب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔ تحویل کعبہ کی وجہ سے یہودی بہت نالاں ہوئے اور حسد کی وجہ سے آپؐ اور صحابہ کرامؓ کے دشمن بن گئے"۔

(Chosen people of God) کا دعویٰ کرنے والی قوم (یہود) نے نبوت کو اپنا موروثی حق سمجھ لیا تھا۔ اور جب انہوں نے بنی اسماعیل کے گھرانے کے فرد کو اس کا داعی پایا تو دشمنی پر اتر آئے اور ہجرت کے دوسرے سال جب مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف مقرر ہوا تو یہود نے سوچا کہ سیاسی و معاشی اجارہ داری کے ساتھ ساتھ ان کی مذہبی اجارہ داری کو بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہود نے تحویلِ کعبہ پر بہت زیادہ شور کیا۔ "قوم یہود کہنے لگے کہ آپؐ نے اس سے قبل کے انبیاء کی مخالفت کی ہے اور اگر یہ اللہ کے نبی ہوتے تو اس کی طرف (بیت المقدس) منہ کر کے نماز پڑھتے۔" (19)

4۔ یہود کی بارگاہِ الوہیت میں گستاخی:۔

ایک روز حضرت ابو بکر صدیقؓ یہودیوں کی ایک درس گاہ میں تشریف لے گئے وہاں پر بہت سے لوگ جمع تھے۔ یہ سب لوگ فنحاص نامی مذہبی پیشوا کی زیارت کیلئے اکٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا: اے فنحاص! تیرا بھلا ہو اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو بخدا تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور وہ ان کے پاس سے حق لے کر تشریف لائے ہیں اور ان کے آنے کی بشارتیں تورات اور انجیل میں بھی موجود ہیں۔ وہ سن کر کہنے لگا بخدا ابو بکر ہم اللہ کے محتاج نہیں ہیں وہ (معاذ اللہ) ہمارا محتاج ہے ہم اس کے سامنے اس طرح سے عاجزی نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے سامنے عاجزی کرتا ہے ہم اس سے غنی ہیں وہ ہم سے غنی نہیں ہے اگر وہ غنی ہوتا تو ہمارے مال سے بطور قرض نہ مانگتا جس طرح سے تمہارا صاحب (حضرت محمدؐ) خیال کرتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب اس گستاخی کو سنا تو اس بد بخت کے منہ پر تھپڑ رسید کر دیا اور کہا خدا کی قسم اگر ہمارے اور تمہارے درمیان میں عہد نہ ہوتا تو میں تمہارا سر قلم کر دیتا۔" (20)

بارگاہ الوہیت میں یہ گستاخی یہود کی کوئی نئی مثال نہ تھی بلکہ وہ اس سے قبل حضرت موسیٰؑ کے دور میں بھی اس طرح کی گستاخی کے مرتکب ہو چکے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ ارضِ مقدس میں داخل ہو جاؤ تو کہنے لگے۔ موسیٰؑ اپنے خدا سے کہو کہ خود جا کر کنعانیوں سے لڑے ہم تو یہاں پر بیٹھے ہیں۔ رسولؐ اللہ کے دور بعثت میں یہود نے بارگاہ الوہیت میں گستاخی کر کے اس چیز کا ثبوت دینا چاہا کہ وہ نہ تو محمدؐ کو نبی مانتے ہیں اور نہ ہی اس کے ربِ ذوالجلال کو۔

5۔ رسول اللہ کی مجلس میں یہودی شرارت:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب کسی مجمع میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے یا تبلیغ کرتے تو لوگ اگر آپ کی کوئی بات سن نہ پاتے تو آپ کو دوبارہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے تو کہتے "راعنا" کہ ہماری طرف توجہ فرمایئے یہود کے سازشی ذہن میں شرارت سوجھی کی نبی مجسمؐ کا تمسخر اڑایا جائے تو وہ جان بوجھ کر "راعنا" کی "ع" کو کھینچ کر پڑھتے تو اس کے معنی میں گستاخانہ مفہوم آ جاتا تھا۔ مسلمان یہودیوں کی اس شرارت سے بے خبر تھے اور خود بھی بعض اوقات یہ لفظ بول جاتے تھے اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں ان کے گستاخانہ رویہ کو بے نقاب

کیا۔

یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظرنا واسمعوا۔ وللکفرین عذاب الیم۔

(104 : 2) (البقرۃ)

''اے ایمان والو! تم ''راعنا'' مت کہو بلکہ ''انظرنا'' کہو اور غور سے سن لیا کرو اور کافرین کیلئے دردناک عذاب ہے۔''

رسول اللہ کا تمسخر اڑانے والے وہ برادرانِ یوسف تھے جنہوں نے اپنے باپ کو رلا رلا کر نابینا کر دیا تھا کہ جنہوں نے احکامات کی نافرمانی کی تھی اور کہنے لگے تھے اے موسیٰ تو خود جا کر کنعانیوں سے لڑ و یہ وہ یہود تھے کہ جنہوں نے اپنے سچے مسیح کو شعبدہ باز کہا اور اس کی جان کے درپے ہو گئے تھے اور یہی یہود حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محفل میں بیٹھ کر گستاخانہ رویہ اپناتے اور آپؐ کو مجنوں اور دیوانہ (نعوذ باللہ) کہہ کر پکارتے تھے۔

6۔اسلام قبول کرنے والوں پر افتراء

جب یہود کے چند سرکردہ افراد نے اسلام قبول کیا تو بجائے اس کے کہ وہ روشن و باضمیر لوگوں کی اتباع کرتے اور اندھیروں سے دامن چھڑا کر اجالوں میں اپنا سفر شروع کرتے بدنصیبوں نے طرح طرح سے اپنے بزرگوں کو مطعون شروع کر دیا اور ان کے بارے میں کہنے لگے۔

ماامن بمحمد ولا اتبعه الاشرارناولوکان من اخیارنا ماترکوادین اباء هم وذهبوا الی دین غیره (22)

''کہ جو لوگ محمد ﷺ پر ایمان لائے ہیں وہ ہم میں سے شریر قسم کے لوگ تھے۔ اگر وہ شرفاء میں سے ہوتے تو اپنے آبائی دین کو نہ چھوڑتے اور کسی دوسرے دین کو قبول نہ کرتے''

یہود مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت سے بہت زیادہ خائف تھے اس بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھ کر ان کے دلوں کے بغض وعناد میں ابال ہوا۔ اسی لیے جب ان یہودیوں کے سرکردہ لیڈروں کی آنکھیں کھلیں اور انہوں نے اسلام کو قبول کر لیا تو وہ چلا اٹھے کہ یہ لوگ ہم میں سے شرارتی قسم کے لوگ تھے اگر یہ شریف خاندان سے ہوتے تو کبھی بھی اپنے دین (یہودیت) کو نہ چھوڑتے۔

7۔اتحاد مسلم اور یہودی سازشیں:۔

یہود جزیرۃ العرب میں عرصہ دراز سے آباد تھے۔سودی لین دین کی وجہ سے معیشت پر ان کا مکمل کنٹرول تھا وہ عرب قبائل کو باہم خانہ جنگیوں میں الجھائے رکھتے تھے تاکہ ان کا سودی کاروبار چلتا رہے ان کے مفادات کا تقاضا یہی تھا کہ عربوں کو باہم متحد نہ ہونے دیں اور انہیں ایک دوسرے سے لڑاتے رہیں۔جب حضورؐ نے اسلام کی تعلیمات پیش کیں تو ان تعلیمات نے اہل یثرب کے قلوب واذہان کو منور کر دیا تو ان کی دیرینہ رنجشیں ختم ہوگئیں تو یہود کو ان کا مستقبل سیاہ وتاریک نظر آیا ان یہودیوں کو عرب قبائل کا یہ اتحاد اچھا نہ لگا چنانچہ انہوں نے اس اتحاد کو ختم کرنا چاہا۔

اوس وخزرج کے قبائل جو ایک دوسرے کے حریف چلے آرہے تھے۔آپؐ کی تعلیمات سے شیر وشکر ہو گئے ۔ایک دفعہ دونوں قبائل کے لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے پیار ومحبت کی باتوں میں مشغول تھے کہ ایک یہودی شاس بن قیس کا گزر ہوا اسے یہ سب کچھ اچھا نہ لگا اس نے ایک یہودی کو بھیجا کہ ان کے درمیان میں جا کر جنگِ بعاث کا تذکرہ کرو اور وہ اشعار پڑھو جو دونوں حریفوں نے جنگِ بعاث میں پڑھے تھے اس شخص نے ایسا ہی کیا تو جذباتیت کی فضا پیدا ہوئی اور نوبت لڑائی تک جا پہنچی تھی کہ نبی اکرمؐ تشریف لائے اور دونوں میں صلح کرا دی۔(22)

اس واقعہ سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ یہودی کبھی بھی عالمِ اسلام کے اتحاد برداشت نہیں کرتے اور ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ بکھیر دیں کیونکہ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ عالم اسلام کے اتحاد کی صورت میں وہ اپنے مقاصد میں کبھی بھی کامیاب نہ ہونگے۔

8۔رسولؐ اللہ کو شہید کرنے کی یہودی سازشیں

یہود اپنے انبیاء کو مجنون اور دیوانہ بنا کر پیش کرتے چلے آرہے تھے۔وہ یہود جو حضرت عیسیٰؑ کی جان کے درپئے تھے وہ حضرت محمد ﷺ کی جان کے دشمن بن بیٹھے۔

1۔ زینب جو کہ ایک یہودی عورت تھی حارث کی بیٹی اور سلام بن شکم کی زوجہ تھی اور مرحب کی بہن اس یہودی عورت نے آپؐ کو زہر دینے کی سازش تیار کی جب سرور کائنات فاتح کی حیثیت سے قلعہ قموص میں داخل ہوئے تو اس یہودی عورت نے بکری کا بھنا ہوا گوشت بطور ہدیہ بارگاہِ رسالت میں پیش کیا اس نے پوچھا کہ نبی اکرمؐ کو بکری کے کس حصے کا گوشت مرغوب ہے اسے بتایا گیا کہ آپؐ بکری کے بازو کا گوشت پسند فرماتے ہیں اس نے بکری کے سارے گوشت میں زہر ملایا یا بازو کے گوشت میں زیادہ مقدار میں زہر ملا دیا جب گوشت دسترخوان پر رکھ دیا تو آپؐ نے اس کا بازو اٹھا لیا اور

اس کا ٹکڑا تناول فرمایا لیکن چبانے کے بعد فوراً بعد تھوک دیا اور فرمایا،

''اس گوشت نے مجھے خبر دی ہے کہ اس میں زہر ملایا گیا'' (23)

2۔ ایک مرتبہ آپؐ اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ یہود کے قبیلہ بنو نضیر میں گئے اور فرمایا کہ ہمارے ایک آدمی نے دو آدمیوں کو غلط فہمی کی بنیاد پر قتل کر دیا ہے ان کے وارث دیت کے مطالبہ کرتے ہیں اسی لیے معاہدہ کی رو سے تم سب اس کا حصہ دو انہوں نے ضیافت کی نیت سے آپؐ کو دیوار کے ساتھ لگائے گئے ایک پلنگ پر بٹھایا۔ یہودیوں نے سازش تیار کی کہ دیوار کے اوپر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپؐ کو شہید کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ان کے ناپاک ارادے سے مطلع فرمادیا آپؐ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے اور اس طرح اللہ ربّ العزت نے یہودیوں کی اس گھناؤنی سازش کو ناکام کر دیا'' (24)

یہودی اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل کیلئے جب بھی اپنی راہ میں کوئی رکاوٹ محسوس کرتے ہیں تو اس کو ہر جائز اور ناجائز حربہ کی وجہ سے ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کرتے چاہے اس کیلئے انہیں کوئی قیمت ہی کیوں ادا نہ کرنا پڑے۔ جب حضرت عیسیٰؑ نے ان یہودیوں کی ریاکاری کے پول کھولے تو وہ حضرت عیسیٰؑ کی جان کے درپے ہوگئے۔

آپؐ کی بعثت سے قبل یہود عرب قبائل کو باہم آپس میں لڑا کر اپنے معاشی مقاصد کو حاصل کرتے تھے کیونکہ جنگوں کی صورت میں ان کا سودی کاروبار چلتا تھا اور ان قبائلی جنگوں میں سینکڑوں لوگ موت کی نذر ہو جاتے اور جب حضرت محمد ﷺ نے اپنی جامع تعلیمات پیش کیں تو ان یہودیوں کو اپنا مستقبل تاریک نظر آیا تو وہ آپؐ کی جان کے بھی دشمن بن بیٹھے اور آپؐ کو شہید کرنے کی سازشوں پر منصوبہ بندی کرنے لگے۔

دنیا کے موجودہ حالات پر نظر دوڑائیں تو بالکل اسی طرح صورتحال نظر آتی ہے کہ یہودی صیہونی مفادات کے تحفظ کیلئے انسانوں کی جان سے کھیل جانا معمولی بات سمجھتے ہیں پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کہ جن میں لاکھوں انسان لقمہ اجل بن گئے ان دونوں جنگوں کے پیچھے صیہونی ذہن ہی کارفرما تھا جو دنیا میں صیہونی مفادات کیلئے سازشوں میں مصروف ہے۔

9۔ خلافت راشدہ میں یہودی سازشیں:۔

حضور اکرمؐ کے وصال کے بعد یہودیوں نے اپنی اسلام دشمنی میں پھر سر اٹھایا اور انہوں نے اپنی سازشوں کو مزید تیز سے تیز کرنے کا فیصلہ کیا کہ عالم اسلام کو باہمی جنگ وجدال میں الجھا دیا جائے اور ان کو سیاسی اور دفاعی لحاظ سے

مفلوک الحال کردیا جائے تب یہودی اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق ؓ کے دورِ خلافت میں جب مسلمان شام کی طرف جاتے تو راستہ میں خیبر کے مقام پر پڑاؤ کرتے تو یہودی ان کا پانی بند کردیتے اور کبھی ان کے خیمے جلادیتے بالآخر فاروق اعظم ؓ نے ان کو خیبر سے نکال دیا۔

جب حضرت عثمان غنی ؓ خلیفہ بنتے ہیں تو یہود نے اپنی سازشوں کے جال میں بنانا شروع کردیئے۔ بنوامیہ اور بنو ہاشم کے درمیان نفاق کا بیج بویا۔ جنگِ جمل اور جنگ صفین کے ذریعے ملتِ اسلامیہ کی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنے والے یہی یہودی ذہن کارفرما تھے۔

عبداللہ بن سباوہ پہلا یہودی شخص تھا جس نے پیغمبرؐ اسلام کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ کی شخصیت وکردار پر باقاعدہ حملے شروع کردیئے اس نے مشہور کردیا کہ اس نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا ہے اس شخص نے حضرت عثمانؓ کے خلاف عیب جوئی شروع کردی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے اسے مدینہ سے باہر نکال دیا یہ شخص کوفہ، شام اور پھر بصرہ گئے وہاں اس نے اسلام کے خلاف اپنی تحریک جاری رکھی اس کی تحریک کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ حضورؐ کی طرف سے جھوٹے بیانات منسوب کرنا اور صحابہ کرامؓ کے مثالی کردار اور شخصیت پر الزامات عائد کرنا صحابہ کرامؓ کی عدالت اور مقام کو نظر سے گرانے کیلئے اس نے شیخین ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ پر جھوٹے الزامات لگائے کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کے احکامات کی خلاف ورزی کی ہے۔ خلافت کا اصل مستحق تو حضرت علیؓ تھے جو ان دونوں کے درجہ سے بڑھ کر ہیں اسی طرح سے اس نے حضرت عثمان غنیؓ کے اوپر بہتان طرازی کی کہ انہوں نے حکومتی منصبوں پر اپنے قریبی رشتہ داروں کو فائز کیا ہے اس طرح بعض گورنروں کے خلاف ظلم وزیادتی کے غلط پروپیگنڈے کیے یہاں تک کہ لوگ حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورین سے معزولی کا مطالبہ کرنے لگے اور یہ سب کچھ یہودی سازشوں کا ہی نتیجہ تھا۔ (25)

وہ یہود ہی تھے کہ جنہوں نے پروپیگنڈہ کیا کہ وہ آیت جو حضرت علیؓ کے حق میں نازل ہوئی تھی اسے قرآن مجید خارج کردیا گیا۔ پھر جھوٹی روایات وحدیث کا ایک سلسلہ شروع کیا جو وقتاً فوقتاً مسلمانوں کا اعتقاد کمزور کرنے کیلئے ایک منصوبہ بندی تھی۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے بارے میں اس نے طرح طرح کے بیانات منسوب کیے مثلاً کہ حضور اکرمؐ نے خلافت کا مستحق حضرت علیؓ کو قرار دیا ہے وہ تمام صحابہؓ سے افضل ہیں۔

حضرت علیؓ کی سرزنش کے بعد یہ شخص مدائن گیا اور اپنے گروہ کو آذربائیجان وعراق میں پھیلادیا۔ یہ شخص اپنے آپ کو حضرت علیؓ کا پیروکار گردانتا تھا اسی شخص کی سازشوں کی بدولت جنگِ جمل اور جنگِ صفین جیسے خطرناک معرکے

پیش آئے جس سے ہزاروں مسلمان لقمہ اجل بنے۔ مصباح الاسلام فاروقی لکھتے ہیں کہ

"Ali was confronted in the battle of Jamal and Saffen with a painful situation, whery muslims were arrayed against the muslims" (26)

"حضرت علیؓ کو ایک غم اندوزہ صورتحال میں جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں الجھادیا گیا تھا جہاں مسلمان مسلمانوں کے خلاف صف آراء تھے۔"

یہود کی ان سازشوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات کی خلیج بڑھ گئی جب یہودی دیکھتے کہ مسلمانوں میں کہیں مصالحت کی کوشش نظر آرہی ہے تو وہ اپنی منافقانہ پالیسیوں کی بدولت مصالحت کو برباد کردیتے۔

پروپیگنڈہ (Propaganda) یہود کا مؤثر ہتھیار رہے۔ یہود نے مسیحؑ کے خلاف پروپیگنڈہ کیا پھر مدینہ کی ریاست کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور خزرج کے اتفاق کو توڑنے کیلئے پروپیگنڈہ کو استعمال کیا اور اب خلافتِ راشدہ کے دور میں انہوں نے اس کا مؤثر استعمال کیا۔ بنوامیہ اور بنو ہاشم کے درمیان نفاق کا بیج بویا۔ شیخین کے اوپر بہتان طرازی کی حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے پیچھے یہودی ذہن کام کررہا تھا جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں مسلمانوں پر تلواریں سونتے ہوئے تھے یہ سب یہودیوں کی سازشوں اور فتنہ پردازیوں کا ہی نتیجہ تھا۔

موجودہ دور میں اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے فورم پر یہودی عالم اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ میں مشغول ہیں مسلم ممالک کو دہشت گرد قرار دلوا کر امریکی جارحیت کا نشانہ بنوارہے ہیں۔

دوسرا اہم مقصد عالمِ اسلام کے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنا تھا اس سے قبل یہود نے عرب قبائل کو متحد نہ ہونے دیا کیونکہ ان کے اتحاد سے ان کے ذاتی مفادات جو نقصان پہنچتا تھا۔ پھر اوس خزرج کے قبائل کو باہم لڑانے کی کوشش کی۔ بنوامیہ اور بنو ہاشم کو مدمقابل کھڑا کیا جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں عالم اسلام کی دفاعی قوت کو کمزور کیا گیا اور پھر ایران اور عراق کو آپس میں لڑادیا جس سے لاکھوں انسان لقمہ اجل بنے اس جنگ کا مقصد یہودیوں کیلئے یہ تھا کہ اس خطہ میں کوئی مسلم طاقت نہ ابھرے جوان کے عظیم تر اسرائیل کی راہ میں رکاوٹ ثابت ہو۔

10۔ عقائدِ اسلامی و یہودی سازشیں:۔

یہودیوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد میں خلل ڈالیں تا کہ سادہ لوح مسلمان شکوک وشبہات کا شکار ہو جائیں بالکل اسی طرح جو انہوں نے عیسائیت کے ساتھ کیا چنانچہ اس مقصد کیلئے مستشرقین کی ایک جماعت تیار کی گئی جس نے بعد میں اسلام کا لبادہ اوڑھا اور مسلمانوں میں رہ کر ان کی تعلیم کو مسخ کرنے کی کوشش کی۔

اسلام کی روح کو مسخ کرنے کیلئے یہودی فکر نے سازش کی ایک سرنگ درباروں اور امیروں کی حویلیوں میں کھولی اور اسلامی فقہ وشریعت میں منطق واستدلال کے زور پر اس طرح سے تاویلیں شروع کر دیں جس طرح سے یہودی مثناً، جمارا کے قوانین میں کرتے تھے۔

یہودیوں نے عالمِ اسلام میں شروع سے ہی ایسے مسائل کو جنم دیا کہ آج بھی ملتِ مسلمہ ان فروعی مسائل میں الجھی یہودیت نے عیسائیت کی تعلیمات میں فکری فساد والحاد کو رواج دینے کیلئے ہیومنزم اور ریشنلزم کی تحریکیں چلائیں تا کہ اسی طرح سے عالمِ اسلام میں سیکولرازم اور ماڈرن ازم کی تحریکیں چلائیں اور اسلامی تعلیمات کو غلط رنگ میں ڈھالا جائے۔

i۔سیکولرائزیشن (Secularization)

یہودیوں نے اسلامی تہذیب وثقافت کو ختم کرنے کیلئے سیکولرائزیشن کو متعارف کرایا سیکولرائزیشن کی یہ نئی تحریک مختلف جہتوں سے عالمِ اسلام میں کام کرنے لگی۔ عالمِ اسلام میں تحریک کا مقصد، قانون کا خاتمہ کرنا، اسلامی عدالت کا خاتمہ کرنا۔ اسلامی تعلیمات کو اس طرح سے بے دخل کر دینا کہ اس کا اثر ختم ہو جائے۔ مسلم ممالک میں تعلیم کو سیکولر طرز پر استوار کرنا نئے فیشن کو رواج دینا اور اسلامی آداب کی تحقیر کرنا۔ چنانچہ 19 صدی عیسوی کا جائزہ لیا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ عالم اسلام کو سیکولرائز کرنے کی جدوجہد کی گئی۔

چنانچہ 19 صدی عیسوی آتے آتے پورا مسلم معاشرہ یا تو سیکولرائز ہو چکا تھا یا سیکولرائز ہونے سے منکر اور مزاحم ہو کر سماج میں بے حیثیت اور محصور و مجبور زندگی گزارنے کی سطح تک آ چکا تھا۔(27)

یورپ میں عیسائیت کو اور عالمِ اسلامی میں اسلام کو تباہ و برباد کرنے کی یہودی سازشوں میں وقت اور طریقہ کار کی یکسانیت پائی جاتی ہے یہ ساری کوششیں ایک کمرے میں بیٹھ کر منصوبہ بندی سے کی گئیں ہیں اور ایک ہی مرکز سے کنٹرول کی گئیں ہیں عیسائیت میں معاشرہ کو سیکولر بنانے کیلئے یہودیوں نے ہیومنزم اور ریشنلزم کی تحریکیں چلائی اور عالم اسلام کے خلاف انہی کی ملتی جلتی صورت میں سیکولرزام کی تحریک چلائی سیکولر تحریک تھی

ہیومنزم یا ریشنلزم ان تمام تحریکوں میں اصل تعلیمات سے ہٹ کر فرسودہ تعلیمات کو رائج کرنا ہے معاشرہ سے تصورات خدا کو ختم کرنا اور ہر اس چیز کو متعارف کرانا جسے عقل مانتی ہے اور جس چیز کو عقل تسلیم نہ کرے اسے رَدّ کر دیا جائے۔ اسلام میں سیکولرزام کو فروغ دینے کا مقصد اسلامی معاشرہ سے اسلامی اقدار اسلامی تعلیمات کو ختم کر کے جدت پسندی ماڈرن ازم اور سیکولر نظام تعلیم کو متعارف کرانا ہے۔

10۔ عالم اسلام اور یہودی فتنہ پردازیاں:۔

700-1000ء کا دور یہودیوں کیلئے ایک سنہری دور تھا کہ جب ان کو عیسائی دنیا سے مکمل نفرت ملی تو اس کے برعکس اسلامی دور میں ان کو مکمل اقلیتی حقوق ملے اسلام نے ان سے عادلانہ سلوک روا رکھا تو ان کو امن کا ماحول میسر ہوا جونہی ان کو امن و سکون ملا انہوں نے عالم اسلام کے خلاف سازشوں کے جال بننا شروع کر دیئے۔

یہودی اس چیز سے مکمل طور پر واقف ہو چکے تھے کہ وہ طاقت کے بل بوتے پر کبھی بھی عالمِ اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں چنانچہ عالم اسلام کے پتھر سے سر پھوڑتے رہنا درست نہیں ہے۔ اسی لیے اس سوچ نے انہیں خفیہ تنظیموں اور تحریکوں کی راہ دکھلائی عہد خلافت راشدہ سے لے کر 15 صدی عیسوی تک یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں کیں۔ یہودی اکابرین مکارانہ ذہن کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھے اور منصوبہ بندی شروع کر دی کہ کس طرح سے وہ عالم اسلام کو علمی معاشرتی سیاسی اور دفاعی لحاظ سے زوال پذیر کر سکتے ہیں۔

سب سے پہلے یہودیوں کا کم سے کم مقصد مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا ان کو آپس میں خانہ جنگیوں اور خون خرابہ میں الجھانا تھا۔ بین الاقوامی سطح پر عالم اسلام کے اثرات کو ختم کرنے اور سیاسی انحطاط کیلئے خفیہ تحریکیں وجود میں لائی گئیں تاکہ عالمِ اسلام کو سیاسی انہدام کا شکار کیا جائے۔

اسلامی اقدار اسلامی معاشرہ میں اہم کردار ادا کرتی ہیں وہ معاشرہ جو اخلاقی سطح پر زوال پذیر ہو تو وہ شکست و ریخت اور تباہی کی طرف جاتا ہے چنانچہ اخلاقی نظام کو درہم برہم کرنے کیلئے ثقافتی و تمدنی سطح پر طرح طرح کے حملے کئے گئے مسلمانوں کی مذہبی سوچ کو بدلنے کیلئے علمی میدان میں بھی یہودی سازشیں منظر عام پر آئیں تاکہ تعلیمی اداروں کو شکست و ریخت کی طرف لایا جائے۔

وہ ممالک جو دفاعی لحاظ سے مضبوط ہیں ان کو باہم خانہ جنگیوں میں الجھا کر دفاعی قوت کو کمزور کر دیا جائے۔

الغرض! معیشت تھی یا معاشرت دفاع یا علمی میدان یہود نے عالم اسلام کے خلاف اپنی سازشوں کے عمل کو جاری

رکھا۔

اسلامی تاریخ میں جتنے بھی اہم موڑ آئے ان کے پیچھے یہودی سازش ہی کارفرما تھی ان تمام واقعات میں یہودی پس پردہ رہے اور کہیں بھی کسی بھی مقام پر یہودی دامن پر دھبہ نہیں لگا کیونکہ یہودیوں نے ہمیشہ دو طاقتوں کو آپس میں لڑا کر اپنے مقاصد کو حاصل کیا ہے۔

خلافت راشدہ کے خاتمہ سے لے کر سقوطِ بغداد (2003) تک رونما ہونے والے تمام اہم واقعات کے پیچھے یہودی ذہن ہی کارفرما نظر آتا ہے۔

عالمِ اسلام کے اس زوال کی سب سے بڑی وجہ مسلمانوں کی رسولِ عربیؐ کی تعلیمات سے روگردانی ہے آپؐ نے فرمایا امت کے زوال کے بنیادی اسباب یہود کی ریشہ دوانیاں اور امت کا یہود کی نقالی ہوگا آپؐ نے فرمایا۔

لتتعبن سنن من کان قبلکم شبراً شبراً۔ذراعاًذراعاً حتی لودخلوحجرضبٍ اتبعتموھم قلنا یارسول اللہ الیھود والنصاری قال فمن (28)

''تم اگلوں کے نقشِ قدم پر چل کر رہو گے ایک ایک بالشت ایک ایک ہاتھ یہاں تک کہ کوئی ان میں گوہ کے بل میں گیا ہوگا تو تم تو تم بھی جاؤ گے ہم نے پوچھا یا رسولؐ اللہ! کیا وہ یہود و انصاری ہیں آپؐ نے فرمایا اور کون؟

خلاصہ بحث (CONCLUSION)

رومیوں کے دورِ اقتدار میں یہودیوں کو رومی حکمرانوں نے نیم سیاسی خودمختاری دے رکھی تھی یہود نے دنیا میں جلاوطنی کی زندگی میں گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہوا تھا اب وہ کنویں کے مینڈک نہ رہے تھے انہوں نے رومیوں کی غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر ہر بار رومی حکومت ان کی بغاوت کو کچل دیتی تھی اسی لیے وہ ایک مسیح کے منتظر جوان کو رومیوں کی غلامی سے نجات دلاتا اور بنی اسرائیل کے لوگوں کو مجتمع کر کے بیت المقدس کی تعمیر کا کام سرانجام دلواتا۔

اسی انتظار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰ کو مبعوث کیا تو وہ قوم جو مسیحا کی منتظر تھی اس کی جان کے درپے ہوگئی اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات ان کو ناگوار گزریں آپ نے ان کو خداء واحد کی طرف بلایا اور ان کو اخلاقیات کی تعلیم دی جب کہ یہود ایسے مسیحا کے منتظر تھے کہ جس کے زیر سایہ وہ پوری دنیا کا خون پی جائیں اور کوئی ان سے پوچھنے والا نہ ہوتا وہ اقوام عالم سے اپنے مظالم کا بدلہ لیتے ان مردوں، عورتوں کو اپنا غلام بنا لیتے مگر حضرت عیسیٰ نے ان کو توحید اور اخلاقیات کی تعلیم دی جو یہودیوں کو ناگوار گزری اور بالآخر انہوں نے حضرت عیسیٰ کو رومی حکمرانوں سے صلیب (یہودی عقیدہ کے مطابق) دلوا دی۔

اور جب یہ پھر کسی اور مسیحا کے انتظار میں تھے کہ ان کے بزرگوں نے ان کو بتایا کہ سرزمین عرب میں ایک نبی آخر الزماں مبعوث ہوگا تم اس پر ایمان لے آنا اور جب اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا تو خدا کی مغضوب قوم جو اپنے انبیاءؑ کو مجذوب اور جنونی بنا کر پیش کرتی چلی آ رہی تھی آپؐ کی تعلیمات سے یکسر منکر ہوگئی اور آپ کی جان کے دشمن بن گئی۔

یہود نے اپنے آپ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی برگزیدہ و چنیدہ قوم سمجھا ہے ان کے بقول یہوا نے ان کے تمام قوموں سے افضل ٹھہرایا ہے اسی عظمت کے احساس کو لیئے وہ دنیا کے تمام مذاہب وعقائد سے ٹکراتے سامی مذاہب عیسائیت اور اسلام ان کا خصوصی نشانہ (Target) رہے ہیں۔ یہود کی عیسائیت اور عالمِ اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں اور فتنہ پردازیوں کا بغور مطالعہ کریں تو ان میں کافی مماثلت دکھائی دیتی ہے اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ عیسائیت اور اسلام کے خلاف خفیہ سازشیں اور تحریکیں ایک ہی ذہن نے ایک ہی کمرے میں بیٹھ کر بنائی

ہیں اور وہ ہے یہودی ذہن۔

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ پروپیگنڈہ یہود کا مؤثر ترین ہتھیار رہا وہ اپنے خلاف ہونے والی کسی بھی کاروائی کے خلاف خوب شور کر کے لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور اس کاروائی کو ختم کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کو جب مبعوث کیا گیا تو یہود نے دو طرح کا پروپیگنڈہ کی ایک تو حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر طرح طرح کی بہتان طرازی کی اور دوسرا رومی حکمرانوں کے سامنے جا کر بھرپور طریقہ سے پروپیگنڈہ کیا کہ حضرت عیسیٰؑ رومی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔

تیسرا حضرت عیسیٰؑ کی قدسی تعلیمات کے اثر کو ختم کرنے کیلئے انھوں نے کئی تحریکیں چلائیں کہ جنہوں نے موجودہ عیسائیت کو ایک نئے موڑ پر لا کھڑا کر دیا ہے ان تحریکوں نے عیسائیت میں تصورِ خدا، تصورِ سول اور آخرت کے تصور کو ختم کر کے عیسائی معاشرہ کو مادہ پرست، ہوس پرست اور آزاد خیال بنا دیا۔

حضرت محمد ﷺ کو جب مبعوث کیا گیا تو یہود نے ان کے خلاف بھی دو طرح کا پروپیگنڈہ کیا۔ سب سے پہلے انھوں نے آپؐ کی ذاتِ اقدس پر کردار پر الزامات عائد کئے کیونکہ وہ بخوبی آگاہ تھے کہ لوگوں میں آپ اور صحابہ کرامؓ کا اثر ان کے اچھے اخلاق کی وجہ سے ہے دوسرا ان کے وفد مشرکین مکہ کے پاس جا پہنچے اور خوب پروپیگنڈہ کیا اور ان کو مدینہ پر حملے کیلئے اکسایا۔

تیسرا اسلام کی ابدی و سنہری تعلیمات کے اثر کو ختم کرنے کے لیے سیکولرازم اور ماڈرن ازم کی تحریکیں عالم اسلام میں پھیلائیں۔

یہودی ذہن کی ایک چالاکی یہ بھی ہے کہ وہ جو بھی کاروائی کرتا ہے اس کے پیچھے کوئی نشان باقی نہ رہنے دیتا اور ان کے دامن پر کوئی بھی دھبہ نہیں لگتا۔ حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری سے لے کر صلیب کے جانے تک یہودی سازش ہی کارفرما تھی مگر تمام تر الزامات رومی حکمرانوں پر ہی لگا بالکل اسی طرح سے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت، حضرت علی المرتضیٰؓ کی شہادت، بنو امیہ اور بنو ہاشم میں انتشار، جنگ جمل، جنگ صفین، سقوط اندلس، خلافت عثمانیہ کا زوال، ورلڈ ٹریڈ سنٹر تباہی افغانستان و عراق پر امریکی جارحیت ان سب واقعات کے پیچھے یہودی ذہن ہی کارفرما تھا جو صیہونی مفادات کے تحفظ اور بقا کی جنگ لڑ رہا تھا مگر بظاہر اپنے دامن پر دھبہ نہیں لگنے دیا۔

حوالہ جات

1۔ سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص 1108

2۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن ج 4 ، ص 40

3۔ Jewish Encyclopedia vol 1, P 167

4۔ اسرار عالم، عالم اسلام کی اخلاقی صورتحال، ص 54

5۔ Collier Encyclopedia,1993, vol. 18, P. 503

6۔ Encyclopedia of Britanica, 1997 vol. 13 , P. 1093

7۔ Collier Encyclopedia, 1993, vol. 18, P. 507

8۔ Collier Encyclopedia, 1993, vol. 18, P. 504

9۔ Encyclopedia of America, 1998, vol. 14, P. 522

10۔ Encyclopedia of Britanica, 1997, vol. 6, P. 138

11۔ Encyclopedia of America, 1998, vol. 23, P.268

12۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 1998، ج 23، ص 357

13۔ یوسف صالحی، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الھدیٰ فی سیرۃ خیر العباد، ج 3، ص 548

14۔ Misbah-ul-Islam Farqui, Jewish Conspirary and the Muslim World P-17

15۔ عبدالماجد دریا آبادی، تفسیر ماجدی، ج 1، ص 43

16۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج 1، ص 402-401

17۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ج 2، ص 137

18۔ Muhammad Bashir-ud-Din, First and the Last, P.88

19۔ ابن قیم جوزیہ، زادلمعاد، ج 3، ص 58

20۔ یوسف صالحی، سبل الھدیٰ فی سیرۃ خیر العباد، ج 3، ص 583

21۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج 2، ص 85

22۔ یوسف صالحی، سبل الھدیٰ فی سیرۃ خیر العباد، ج 3، ص 581

23۔ ابن خلدون، تاریخ ابن خلدون، ج 2، ص 39

24۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ج 1، ص 404

25۔ انعام اللہ جان نقشبندی، یہودی سازش وفتنہ انکار حدیث، ص 33

26- Misbah-ul-Islam Farqui, Jewish Conspirary and the Muslim World, P-23

27۔ اسرار عالم، عالم اسلام کی اخلاقی صورتحال، ص 198

28۔ صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنہ، ج 3، ص 937

باب سوم

اہم یہودی خفیہ تنظیمیں (حصہ اول)

فصل اول: یہودی پروٹوکولز

فصل دوم: فری میسنری

فصل سوم: صیہونیت

فصل اول:

یہودی پروٹوکولز

1۔ یہودی پروٹوکولز کا تعارف

تاریخ نے یہودیوں پر اِس بات کو واضح کر دیا تھا کہ وہ دنیا میں کہیں بھی بطورِ یہودی پنپ نہیں سکتے۔ انہیں مختلف تحریکوں اور نظریاتی فلسفوں میں پناہ لینا ہوگی۔ تاجر اور صنعتکار بن کر روزی کمانا ہوگی۔ ہر ملک کے حکمران طبقہ میں اپنے لیے جگہ بنانا ہوگی۔ دانشوروں اور مفکرین کا روپ دھارنا ہوگا تا کہ وہ ہر کسی کی ضرورت بن جائیں۔ انہیں دنیا کی معیشت کو اپنے ہاتھ میں لیکر معاشی منڈیوں پر اجارہ داری قائم کرنا ہوگی تا کہ اقوامِ عالم اُن کے سامنے امدادی رقوم کے لیے کشکول لئے کھڑے ہوں۔

دنیا کی معاشرت میں آزادی، جنسی بے راہ روی اور راگ رنگ کی محفلوں کو فروغ دے کر اقوامِ عالم کو اپنے صیہونی مقاصد اور کارروائیوں سے غافل کرنا ہوگا۔ ان میں سیکولرازم اور ماڈرن ازم کی تحریکوں کو فروغ دینا ہوگا تا کہ یہ اپنے مذہبی عقائد سے غافل ہو جائیں اور اپنے آپ کو مذہبی رسومات کا قیدی سمجھنے لگ جائیں۔

چنانچہ اِن منصوبوں کو ذہن میں لیے یہودی اکابرین بند کمروں میں بیٹھے خفیہ اجلاسوں میں ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سوچوں میں گم نظر آتے ہیں۔ اُن کو یہ فکر گھن کی طرح سے کھائے جا رہی تھی کہ یہودی آخر کب تک جلاوطنی اور مظلومیت کی زندگی بسر کرتے رہیں گے۔

بالآخر یہودی اکابرین نے جن میں 33 اعلیٰ پایہ یہودی مفکرین شامل تھے انہوں نے چند خفیہ دستاویزات کو مرتب کیا کہ جن میں تسخیرِ کائنات کے یہودی منصوبے درج تھے ان خفیہ دستاویزات کو یہودی پروٹوکولز کا نام دیا گیا۔

قرائن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ 1997ء میں پہلی صیہونی کانفرنس جو کہ سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں منعقد ہوئی تھی، اُس میں صیہونی دستاویزات کو پیش کیا گیا تھا اور صیہونی خفیہ اجلاس میں ان کو زیرِ بحث

لایا گیا تھا۔ای مارسڈن لکھتا ہے کہ:

" The presumption is strong that the protocoles were issued or re-issued at tha Ist Zionist Congress held at Basle in 1897 under the presidency of the father of modern Zionism , the Late theodor Herzl."(1)

''غالب گمان یہ ہے کہ یہودی پروٹو کولز 1897 میں جدید صیہونی تحریک کے بانی تھیوڈر ہرزل کی زیرِ قیادت پہلی صیہونی کانفرنس جو باسل میں منعقد ہوئی اس میں پیش کیے گئے تھے۔''

ان پروٹو کولز کا اصل مقصد صیہونی ریاست کا قیام اور سلطنتِ داؤدؑ کی بحالی ہے اور یروشلم کو دنیا کا دارالحکومت قرار دلوانا ہے تا کہ اِس کے ذریعے پوری دنیا کی معیشت اور سیاست کو کنٹرول کیا جا سکے۔ان صیہونی دستاویزات میں جگہ جگہ ایک سپر گورنمنٹ کا ذکر کیا گیا ہے یعنی کہ

"World Conquest through world Government"

ان خفیہ دستاویزات کو تحریر کرنے میں یہودیوں کے بہترین دماغ اور منصوبہ سازوں نے حصہ لیا ۔اِس اجلاس میں 33 اعلیٰ پایہ کے یہودی مندوبین کے دستخطوں سے یاداشت مرتب کی گئی جس میں عظیم تر اسرائیل کے قیام کا خاکہ اور منصوبہ بندی وضع کی گئی یہ دستاویزات 24 عدد پروٹو کولز پر مشتمل ہے۔

یہودیوں نے اِن دستاویزات کے تمام امور کو سرانجام دینے کے لیے نہایت رازداری سے کام شروع کیا لیکن ایک سٹیج پر آ کر اِن کی سازش طشت ازبام ہوگئی جو انہوں نے دنیا کو اپنا غلام بنانے کے لیے تیار کی تھی ۔یہودیوں نے اِس سازش کے انکشاف کے بعد مکمل طور پر لاعلمی کا اظہار کیا انہوں نے عالمی عدالتِ انصاف کو پکار پکار کر اپنی بے گناہی کا ثبوت دیا کہ دستاویزات یہودیوں کے خلاف ایک سازش ہیں۔وکٹر آسٹروسکی کہتا ہے کہ

"Protocoles: An Anti Semitics publication that originated in 19th century in rusdia and spoke of a programme created by the secret Jews Government to overthrow Christian"(2)

یہودیوں نے اِن پروٹو کولز کو اپنے خلاف ایک سازش کہا کہ دنیا کے یہودیوں کو بدنام کرنے کے لیے ان دساویزات کو تحریر کر کے یہودیوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

لیکن شواہد کی جو کڑیاں یکے بعد دیگرے آپس میں ملتی رہی ہیں اور جب اِن واقعات کو خفیہ

دستاویزات کے ساتھ ملایا گیا تو وہ عالمی واقعات ان خفیہ دستاویزات سے گہری مناسبت رکھتے تھے جس سے یہودیوں کی کذب بیانی کا پردہ چاک ہوا۔

ان پروٹوکولز کو سب سے پہلے ایک روسی اخبار نے اگست 1903ء میں شائع کیا بعض لوگوں نے اِس کی طرف توجہ نہ دی بلکہ ان کو (Anti Semitism) کا نام دیا جب دو سال بعد 1905ء میں روسی اخبار نے اِن کا متن شائع کیا تو لوگوں نے ان دستاویزات کو عالمی واقعات سے ملایا تو یہودیوں کی اِس سازش کا پردہ چاک ہوا اور ان کے خلاف شدید ردِ عمل سامنے آیا۔

مصباح الاسلام فاروقی نے لکھا ہے کہ

"مختلف اوقات میں صیہونی دستاویزات کی کاپیاں غیر یہودیوں کے ہاتھ میں لگیں جنہوں نے ان کو اِس صدی (بیسویں صدی) کے آغاز میں "پروٹوکولز آف دی زوئن" کے نام سے شائع کیں" (3)

روسی سکالر سرجائی نائکس (Sergai Nilus) کے ہاتھ ان خفیہ دستاویزات کی ایک کاپی آئی اُس نے اِن پروٹوکولز میں دنیائے عیسائیت کے خلاف ایک سازش محسوس کی اور جذبہ خدمتِ انسانیت کے تحت اُس نے 1905ء میں ان کو کتابی شکل دی۔

1917ء تک اِن پروٹوکولز کے 4 ایڈیشن شائع ہوئے پروفیسر سرجائی نائکس کے مطابق اُس کو یہ دستاویزات 1901ء میں مل گئی تھیں۔ ان دستاویزات کو یہودی سلسلہ کی فری میسن لاج آف مرزائیم کے ایک اعلیٰ درجے کے فری میسن کے گھر سے روسی جاسوسہ نے چرائے تھے۔

روس میں 1917ء کے بعد اشتراکی غلبہ کی وجہ سے اِن پروٹوکولز پر پابندی لگا دی گئی کیونکہ اِس انقلاب (بالشویک انقلاب) میں کئی یہودی شامل تھے 1924ء میں سرجائی نائکس کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔

"اشتراکی حکومت نے روس میں اِن پروٹوکولز کو پاس رکھنے کی سزا، سزائے موت سنائی اور روس میں موجود ان دستاویزات کی تمام کاپیوں کو جلا دیا گیا۔"

2۔ صیہونی سانپ:

صیہونی اکابرین جب پروٹوکولز کو مرتب کیا تو ان میں سے ہر ایک میں ایک خاص قسم کا خفیہ پیغام تھا اور جن لوگوں کو یہودی اکابرین یہ خفیہ پیغام دینا چاہتے تھے وہ اُس کو پڑھ کر سمجھ جاتے اور اُس کے مطابق اُس پر

عمل پیرا ہوتے۔

پروٹوکولز نمبر 3 میں یہودی اکابرین نے ایک علامتی سانپ کا ذکر کیا ہے جس کو یہودیوں نے صیہونی سانپ کا نام دیا ہے۔ گریٹر اسرائیل کے قیام کے مقصد کے لیے اِس صیہونی سانپ نے اپنا سفر شروع کر دیا ہے۔ گریٹر اسرائیل کے نقشہ پر نظر دوڑائیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ علاقے جن کو یہودیوں نے اپنے موروثی علاقے ہونے کا دعویٰ کیا ہے اِن کو صیہونی سانپ نے گھیر رکھا ہے۔ صیہونیوں کے مطابق جب اس سانپ کا سر اِس کی دم سے جا کر ملے گا تو صیہونی منصوبے کی تکمیل ہو جائے گی۔

ای مارسڈن کے مطابق اِس صیہونی سانپ کی علامت میں ایک خفیہ پیغام درج ہے کہ

''یہودیوں کی خفیہ تنظیم کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ ذہین وفہیم یہودیوں نے دنیا کو پرامن ذرائع سے سانپ کی سی مکاری اور عیاری سے فتح کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اِس سانپ کا علامتی سر اُن لوگوں کی نمائندگی کرتا ہے جنہیں اِس تنظیم نے خفیہ منصوبوں پر عمل درآمد کے سلسلہ میں مکمل اعتماد میں لیا ہوا ہے۔ سانپ کے دھڑ سے مراد یہودی قوم ہے۔ اِس تنظیم کو ہمیشہ خفیہ رکھا گیا ہے۔ یہاں تک کہ خود یہودی قوم کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ اس سانپ نے جن قوموں میں راہ پائی اُس ریاست کی تمام قوتوں کو مفلوج اور ہڑپ کرتا گیا۔'' (4)

1۔ یہود کی خفیہ سرگرمیاں:

یہودی ذہن کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنے گھناؤنے عزائم اور سرگرمیوں کو غیر یہود پر ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ وہ نہایت ہی رازداری کے ساتھ اپنی سازشوں کو پایہ تکمیل کو پہنچاتے ہیں۔ دنیا کے میں جتنے بھی بڑے واقعات اور حادثات رونما ہوئے ہیں اُن کے پیچھے صیہونی ذہن کی سازشیں ہی کارفرما ملتی ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری سے صلیب کے جانے تک یہودی سازش ہی کارفرما تھی۔ جنگ جمل، جنگ صفین، سقوطِ اندلس، سلطنتِ عثمانیہ کا خاتمہ، سقوطِ بغداد اور ٹوئن ٹاورز کی تباہی میں صیہونی دماغ کی سازشیں کارفرما ملتی ہیں۔ مگر اِن کی رازداری اور خفیہ سرگرمیوں کی وجہ سے اصل حقائق ہمیشہ ہی پسِ پردہ رہے ہیں اور یہودی دامن پر دھبہ تک نہ لگا۔ صیہونی اکابرین نے جب صیہونی دستاویزات کو مرتب کیا تو انہوں نے اپنی خفیہ سرگرمیوں کے بارے میں لکھا تھا کہ

(i) فری میسنزی کے عزائم:

''فری میسنری کی سرگرمیاں ہمارے عزائم کی پردہ پوشی کرتی ہیں اور ہماری قوت کے فیصلے بھی لوگوں کی نظر سے اوجھل رہتے ہیں۔ مگر اِن کے اسرار کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔ یہ سب اُن کے لیے ایک معمہ ہوتا ہے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 4, P-45,46)

(ii) خفیہ سرگرمیاں:

''ہم دنیا کے ممالک میں زیادہ سے زیادہ میسن اجتماع گاہیں قائم کریں گے ایسے افراد کو اِس تنظیم میں شامل کریں گے جو عوام میں نمایاں حیثیت رکھتے ہوں گے یا مستقبل میں اہمیت حاصل کرنے والے ہوں گے۔ یہ اجتماع گاہیں ہمارے سب سے بڑے جاسوسی کے اڈے اور لوگوں کو متاثر کرنے کے ذریعے ہوں گے جس کا علم ہمارے سوا کسی کو نہ ہوگا ہم فری میسن کی سرگرمیوں کو اِس طرح سے منظم کریں گے کہ ہمارے بھائی بندوں کے سوا کسی کو اِن کا علم نہ ہوگا یہاں تک کہ ہمارے حکم پر موت کے منہ میں جانے والوں کو بھی اِس کا علم نہ ہوگا۔''

(E.Marsden , Protocoles,15, P-100)

فری میسنری ایک یہودی خفیہ تنظیم ہے جو عالمی سیاست پر صیہونی تسلط قائم کرنے کے لیے نہایت رازداری کے ساتھ سرگرمِ عمل ہے۔ لاج اور ٹیمپلوں کے پردوں کے پیچھے یہودی ذہن سازشوں میں مصروف ہے۔ فری میسن میں یہودیوں نے رفاہی اور فلاحی اداروں کا روپ دھارا ہوا ہے اور نہایت ہی خفیہ طریقوں سے اپنے گھناؤنے عزائم کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ اقوام مسلم کی معاشرت اور سیاست کو انہدام کرنے میں اِس تنظیم نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ فلاح و بہبود کے نعرہ کے پسِ پردہ رہ کر اُس معاشرے کے دولت کے بھوکے لوگوں کو اِس میں نمائندگی دی جاتی ہے اور نہایت ہی رازداری سے اُن کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مکمل طور پر اِس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ وہ کن نادیدہ ہاتھوں میں ان کے ناجائز مقاصد کی تکمیل کر رہے ہیں۔ سلطنتِ عثمانیہ کے زوال میں فری میسنری نے اہم کردار سرانجام دیا۔ جماعت اتحاد و ترقی کے ینگ ترک نوجوانوں کو سازشوں کے لیے پلیٹ فارم اسی تنظیم نے فراہم کیا تھا اور یہ ینگ ترک آخر دم تک اِس بات سے بے خبر رہے کہ وہ یہودیوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

فری میسن ارکان خفیہ میٹنگ میں ملاقات کرتے ہیں۔ رازداری قائم رکھنے کے لیے اُن سے حلف لیا جاتا ہے کہ وہ اپنے عزائم کی مکمل پردہ پوشی کریں گے اور غیر یہود اقوام پر ان کو ظاہر نہیں ہونے دیں گے۔ یہاں تک کہ فری میسن کے نمائندوں کو مختلف ڈگریوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہر ڈگری میں خفیہ علامات اور کوڈز

(Codes) استعمال ہوتے ہیں۔ رازداری کی یہ انتہا ہے کہ ایک ہی لاج کی ایک ڈگری کا نمائندہ دوسری ڈگری کے نمائندہ سے اس کی سرگرمیوں خفیہ علامات اور کوڈز سے مکمل طور پر بے خبر ہوتا ہے۔

حقیقت کچھ اِس طرح سے ہی ہے کہ یہود نے نہایت رازداری کے ساتھ اپنے گھناؤنے عزائم کے مقاصد کو حاصل کیا ہے اور وہ اِس میں بہت حد تک کامیاب رہے ہیں۔ جب کہ اِس کے برعکس مسلمان ممالک میں رازداری کو اُتنی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ ان کی تمام سرگرمیاں (Activities) کھلی اور واضح ہوتی ہیں اور دشمن اِن کے بارے احتیاطی تدابیر اختیار کر کے انہیں ناکام کر دیتے ہیں۔ OIC کی ہی مثال لے لیں کہ جب اسلامی ممالک کے سربراہان صبح سے شام تک بند کمروں میں امتِ مسلمہ کے مسائل پر بحث کرتے ہیں تو بند کمروں سے نکلنے کے چند گھنٹوں بعد ہی سی این این، بی بی سی اور فاکس نیوز اجلاس کی کارروائی پر مفصل بحث کر رہے ہوتے ہیں۔

2۔ آلہ کار اور ایجنٹوں کی کھیپ:

سب سے پہلے تو یہود نے اپنے تمام سرگرمیوں کو خفیہ رکھا۔ دوسرا وہ اِس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر وہ اقوامِ عالم کی معیشت، معاشرت اور سیاست میں براہِ راست مداخلت کریں گے تو انہیں شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ یہود نے سوچا کہ ہر قوم میں شہرت و دولت کے بھوکے لوگوں کو مالی و سیاسی معاونت فراہم کر کے انہیں بلیک میل کیا جائے اور صیہونی مفادات کے حصول کے لیے استعمال کیا جائے اِس طرح سے وہ براہِ راست دخل اندازی سے بچ جائیں گے اور بلاواسطہ اُن کی معاشرت و معیشت پر اثر انداز ہوں گے۔

یہودی پروٹوکولز میں ہے کہ

(i) یہودی آلہ کار اور ایجنٹوں کی تلاش:

”کسی ملک پر حکمرانی کے لیے ہم عوام میں ہی چند افراد کو چُنیں گے۔ اُن کی اہم ترین خوبی ہمارے تابع فرمان ہونا ہے۔ اِن کے لیے چونکہ نظم و نسق کا تجربہ ہونا ضروری نہیں ہوگا، اِسی لیے وہ آسانی سے ہمارے آلہ کار بن جائیں گے۔ وہ ہمارے مقرر کردہ مشیروں اور ماہرین کے محتاج ہوں گے۔“

(E.Marsden , Protocoles, 2, P-32)

(ii) ایجنٹوں کی مدد سے عارضی حکومت کا قیام:

''وہ وقت بہت قریب ہے جب مملکتوں کے کلیدی عہدوں پر ہمارے بھائی تعینات ہوں گے۔
اِن کی تقرریوں میں نہ کوئی رکاوٹ ہوگی نہ کوئی خطرہ ہوگا لیکن وہ وقت آنے تک ہم معاملات کی باگ ڈور ایسے لوگوں کو دیں گے جن کا ماضی وحال یہ ثابت کرسکے کہ اِن کے اور عوام کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ ہماری ہدایت کی خلاف ورزی کرنے پر انہیں سنگین الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

(E.Marsden , Protocoles, 8, P-62)

یہودیوں کے تسخیر کائنات کے منصوبوں میں ایک یہ بھی ہے کہ وہ تمام اقوامِ عالم کی حکومتوں پر اپنے سربراہ مقرر کریں گے جواُن کے تابع اور فرمانبردار ہوں گے اور اُن کے احکامات کو نافذ کریں گے۔ اِس سے قبل انہوں نے اپنی راہ ہموار کرنے کے لیے کسی بھی قوم کے باغی سازشی اور سیکولر ذہن رکھنے والے افراد کی پشت پناہی کی اور اُن کو ہر طرح سے امداد فراہم کی گئی اقتدار و دولت کے بھوکے عناصر کو اِس بات سے غرض نہیں ہوتی ہے کہ کون سے نادیدہ ہاتھ اُن کو قوت فراہم کررہے ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ بہت جلد اِن یہودیوں کے دامِ فریب میں آجاتے ہیں۔ پھر یہ اِن لوگوں کو معاشرے میں مذہبی یا سیاسی سطح پر عوام میں مشہور کردیتے ہیں۔ تو دوسری طرف معاشرے میں دہشت گردی، فرقہ واریت، معاشرتی و معاشی اداروں کو زوال پذیر کردیتے ہیں اور پھر ان آلہ کاروں کو قوم کا نجات دہندہ بنا کر پیش کردیتے ہیں۔ حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیا جاتا ہے اور آلہ کاروں کو اقتدار سنبھال دیا جاتا ہے اور پھر ان آلہ کاروں کی مدد سے اقوامِ عالم میں اپنی مرضی کی پالیسیوں کو لاگو کرتے ہیں۔ آج عالمِ اسلام پر نظر دوڑائیں تو بہت سے ایسے حکمران نظر آئیں گے جو جمہوری حکومتوں کا تختہ الٹ کر برسر اقتدار آئے ہیں اور بعض مسلم ممالک میں امپورٹڈ (Imported) حکمرانوں کو بھی مسلط کیا گیا ہے۔

میر جعفر اور میر صادق جیسے غدارِ وطن کہ وجہ سے آج امت مسلمہ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ دیا ہے۔ دنیا کے بیشتر مسلم ممالک ایسے ہیں۔ جہاں یہودیوں نے اندرونِ خانہ ایک مضبوط ریاست قائم کی ہوئی ہے۔ ایسے حکومتی ارکان ہیں جو کسی بھی ملک میں مستحکم آئین نہیں بننے دیتے ہیں اگر قانون بن بھی جائے تو اُسے فرسودہ قرار دِلوا کر توڑ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب ان کے آلہ کار اور ایجنٹ کسی قوم کے لیے نجات دہندہ بن کر آتے ہیں تو عوام ان کو اپنا مسیحا سمجھ کر فوراً قبول کرلیتے ہیں۔

3۔ NGO's کا قیام:

یہود نے اقوامِ عالم اور خصوصاً مسلم ممالک کی معاشرتی و اخلاقی اقدار کی بیخ کنی کے لیے NGO's (None Govt. Organizations) کو وجود دیا یہ تنظیمیں انسانی حقوق اور فلاح و بہبود کی آڑ میں اسلامی معاشروں میں فحاشی و عریانی کا ایک سیلاب لانا چاہتی ہیں تاکہ مسلمانوں معاشرتی لحاظ سے روبہ زوال کر دیا جائے۔

NGO's میں کام کرنے والے عناصر اِس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ وہ کن کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

صیہونی دستاویزات میں صیہونی اکابرین نے لکھا تھا کہ

"آزادی، مساوات اور بھائی چارے کا جو نعرہ ہم نے دیا ہے وہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا ہے۔ اِس کے لیے ہم اپنے اندھے ایجنٹوں کے شکرگزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے جھنڈے کو سربلند کر رکھا ہے۔ یہ الفاظ ہر دور میں دیمک کی طرح غیر یہودیوں کی فلاح و بہبود کو چاٹتے رہے ہیں۔ امن و آشتی اور سالمیت کو ختم کر کے ان مملکتوں کی جڑوں کو کھوکھلی کر دیتے رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو بعد میں معلوم ہوگا کہ یہی ہماری فتح و نصرت کا سبب بنی ہے"

(E.Marsden , Protocoles, 1, P-30)

ان NGO's کا مقصد اسلامی معاشروں میں مذہبی و معاشرتی اقدار کو ختم کر کے معاشرہ کو سیکولر بنانا ہے۔ یہ NGO's اسلام دشمن ممالک سے زرِ کثیر لیتے ہیں اور اِس کو اسلامی اقدار کی بیخ کنی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ وہ مسلمان مرد و عورت کو اپنا ذہنی غلام بنانا چاہتے ہیں۔ اور معاشروں میں کئی مذموم سرگرمیوں میں ملوث ہو کر اسلامی تشخص کی تباہی پر تلے ہوئے ہیں۔

عالم اسلام کی واحد نظریاتی و ایٹمی قوت پاکستان میں یہ NGO's بھرپور طریقے سے سرگرم ہیں یہ تنظیمیں معاشرت کے ساتھ ساتھ ملکی سیاست اور دفاع میں بھی بری طرح سے اثر انداز ہو رہی یں۔ یہ تنظیمیں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں سیکولر اور لبرل تہذیب پھیلانے کے لیے موثر کردار ادا کر رہی ہیں۔

حقوق نسواں کے نام پر تنظیمیں مسلم عورت کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر بازاروں کی زینت بنانا چاہتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے NGO's نے حقوقِ آزادی نسواں کے نام پر تحریکیں شروع کی ہوئی ہیں جو عورت کو مظلوم بنا کر پیش کرتی چلی آ رہی ہیں۔

ان تنظیموں کا ایک اور مقصد ورلڈ بنک کے ذریعے ہمارے تعلیمی نظام کو کنٹرول کرنا ہے۔ وہ امداد کے ساتھ ساتھ تعلیمی پالیسیاں بھی دینے میں مصروف ہیں تاکہ سیکولر نظامِ تعلیم کو متعارف کرا کے اسلام کی محبت کو دلوں سے کھرچ دیا جائے۔ اِس کی تازہ مثال پاکستان کے نظامِ تعلیم کو آغا خان بورڈ کی نگرانی میں دینا ہے۔ اِس کے لیے Sustainable Development Policy Institute (SDPI) کی تعلیمی رپورٹ ہے جس کی بنیاد پر تعلیمی نصاب سے اسلام سے متعلقہ اسباق کو خارج کر کے لادینیت کی طرف راغب کرنے والے اسباق کی شمولیت ہے۔ تاکہ معاشرتی اقدار کے ساتھ ساتھ مذہبی اقدار کا بھی خاتمہ کر دیا جائے۔

ضمیر فروش ملکی ایجنٹ اِن NGO's سے غیر ملکی آقاؤں کی من پسند رپورٹیں مرتب کروا کر پاکستان کو روشن خیال اور اعتدال پسند بنانے کے خواہاں ہیں۔

ان NGO's کا ایک اور مقصد مسلم ممالک کی دفاعی صورتحال کا جائزہ لینا ہے اور دفاعی اہمیت کے حامل علاقوں کی رپورٹیں تیار کرنا ہے۔ یہ تنظیمیں مسلم ممالک کی دفاعی صورتحال کی کڑی نگرانی کرتی ہیں اور تمام دفاعی خفیہ معلومات کو حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔

عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں کہ

"اسلام آباد کی کسی NGO's نے وادی سون کا کسی پراجیکٹ کے حوالے سے مکمل سروے کروایا تھا اور وادی سون سکیسر پاکستان کے دفاعی تقاضوں میں خصوصیت کی حامل ہے۔" (5)

اس کے علاوہ NGO's خاندانی منصوبہ بندی حقوقِ آزادی نسواں کے نام پر مسلم معاشروں میں فحاشی و عریانی کا سیلاب پھیلا رہی ہیں جن کا تذکرہ آگے تفصیلی آئے گا۔

4۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا قیام:

اقوامِ عالم کی معیشت کو کنٹرول کرنے کے لیے یہود نے بین الاقوامی سطح پر ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کو تشکیل دیا اور قومی سطح پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کو متعارف کرایا۔ یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں قومی مصنوعات کی مانگ کو ختم کر دیتی ہیں اور دوسری طرف ملکی سرمایہ کو لوٹ کر اپنے بنکوں میں لے جاتی ہیں۔ یوں قومی معیشت تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

دوسرا یہود اِس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر غیر یہود اقوام تعلیم سائنس اور ٹیکنالوجی کے

میدان میں پیش رفت کریں گے تو یہودی قوم کے لیے مسائل جنم لے سکتے ہیں۔ چنانچہ اُن کو ایسی ایسی سرگرمیوں میں ملوث کر دیا جائے کہ انہیں سوچنے اور سمجھنے کی تمیز بھی نہ رہے اور وہ اپنے دشمن کی سرگرمیوں سے مکمل طور پر بے خبر رہیں۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) منفی سرگرمیوں کا فروغ

''عوام فطرتاً غیر فعال یا فارغ رہنا پسند کرتے ہیں خصوصاً وہ سیاسی سرگرمیوں سے کنارہ کش رہنا چاہتے ہیں۔ اِس خطرے کے پیشِ نظر کہ مبادا عوام یہ اندازہ نہ کرلیں کہ انہیں کس طرح سے آلہ کار بنایا جارہا ہے، ہم اُن کی توجہ کھیل کود، تفریحات، ہوس پرستی، تماشہ گاہوں اور شاندار ہوٹلوں کی طرف موڑ دیں گے۔ ہم پریس کے ذریعے آرٹ نمائشوں اور مختلف قسم کے سپورٹ (Sport) مقابلوں کی تجویز پیش کریں گے۔ اِس نوعیت کی دلچسپیاں ان کی توجہ کو ہمیشہ کے لیے اصل مسائل سے دور رکھیں گے تاکہ یہ لوگ سوچ بچار کرنے اور اپنے نظریات قائم کرنے کی عادت سے عاری ہو جائیں۔''

(E.Marsden , Protocoles, 13, P-92)

ان مقاصد کے حصول کے لیے یہودیوں نے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ذریعے ایسی ایسی سرگرمیوں کو متعارف کرایا کہ غیر یہود اقوام ان سرگرمیوں میں اِس طرح سے منہمک ہو گئے کہ انہیں دشمن کی سازشوں کا پتہ بھی نہ چل سکا۔ کرکٹ اِس کی تازہ مثال ہے کہ اِن ملٹی نیشنل کمپنیوں نے کرکٹ کے بارے میں بھرپور تشہیر اور پروپیگنڈہ کیا اور اسے لوگوں کا پسندیدہ کھیل بنا دیا ہے۔ غیر یہود اقوام صبح سے شام تک ٹی وی کے سامنے بیٹھے اپنی صلاحیتوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ پاکستان بھارت کرکٹ سیریز ہو یا نیوزی لینڈ و آسٹریلیا کی ایشیز (Ashes) سیریز سڑکوں پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ کاروبار ٹھپ ہو جاتے ہیں۔ تعلیمی و انتظامی اداروں میں حاضری نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔

کرکٹ میچ کے ذریعے یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنی مصنوعات کی بھرپور تشہیر کرتی ہیں جن کے اشتہارات میں نیم عریاں لباس میں فلمی اداکاراؤں کو دکھایا جاتا ہے اور مسلم ممالک میں فحاشی و عریانی کی ترغیب دی جاتی ہے۔

اِس کے علاوہ ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اسلامی ممالک کی معیشت میں اپنے پنجے مضبوطی کے

ساتھ گاڑھ دیئے ہیں۔ ادویات کا شعبہ ہو یا زرعی میدان اِن کمپنیوں نے مکمل طور پر اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے اور ہر وسیلے پر ان کمپنیوں کی مکمل اجارہ داری ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی معاشی سرگرمیوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کی 200 بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی معاشی سرگرمی دنیا کے بڑے ملکوں کو چھوڑ کر ساری دنیا کے ممالک کی معاشی سرگرمی کا ایک چوتھائی ہے یعنی دنیا میں 191 ممالک ہیں اور ان میں 9 بڑے معاشی ملک امریکہ، جاپان، جرمنی، فرانس، اٹلی، برطانیہ، برازیل، کینیڈا اور چین کو چھوڑ دیا جائے تو باقی 182 ملکوں کی کل معاشی سرگرمی کے مقابل 200 بڑی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی معاشی سرگرمی زیادہ ہے۔‘‘(6)

5۔ سیکولر نظامِ تعلیم کا فروغ:

تعلیم کسی بھی قوم کی ترقی وخوشحالی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ تعلیم معاشرے کے افراد کو شعور اور آگہی دیتی ہے جس سے وہ اپنے دوست اور دشمن کی پہچان کر پاتے ہیں۔ تعلیم کسی بھی قوم کو اُس کے نظریے سے لگاؤ پیدا کرتی ہے۔ یہود اِس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ تعلیم کو موثر ہتھیار بنا کر غیر یہود اقوام ان سے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے نظامِ تعلیم کو اپنے اندھے ایجنٹوں کی مدد سے اِس طرح سے مرتب کیا جائے کہ وہ اپنے نظریے اور مذہب سے دور ہوتے جائیں۔ اِن کو دوست و دشمن کا شعور حاصل نہ ہو سکے۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) سیکولر نظامِ تعلیم:

’’ہم غیر یہود اقوام کی تعلیم کے شعبے کو خاص طور پر نشانہ بنائیں گے۔ اِن کے نظامِ تعلیم کو ایسے انداز میں مرتب کریں گے کہ اِن کی نئی نسل دلجمعی اور یکسوئی سے کوئی فیصلہ نہ کر پائے اور کبھی کسی قطعی نتیجے پر نہ پہنچ پائے اور ہمیشہ تناؤ اور کشیدگی سے دوچار رہے۔‘‘

(E.Marsden , Protocoles, 5, P-57)

(ii) غیر یہود کے تعلیمی پروگرام:

’’ہم اجتماعی قوتوں کو تباہ کردیں گے اِس پروگرام میں پہلی سیڑھیاں یونیورسٹیاں ہیں۔ اِس مقصد کے لیے ہم اُن کی از سرِ نو تنظیم کریں گے جس کے لیے اساتذہ اور پروفیسروں کو ایک خفیہ پروگرام کے مطابق تیار کیا جائے گا اور وہ اِس پروگرام سے انحراف نہ کر سکیں گے۔‘‘

(E.Marsden , Protocoles, 16, P-111)

یہودیوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کی نئی نسل کو ایسی تعلیم سے روشناس کرائیں کہ مذہب اور نظریہ اِن کے ذہنوں سے ختم ہو جائے اور اِن کو مغربی تعلیم سے روشناس کرایا جائے۔

پاکستان کے نظامِ تعلیم پر صیہونیوں نے کاری ضربیں لگائی ہیں۔ تعلیمی نصاب سے جہادی آیات کو خارج کر دیا گیا ہے۔ دوقومی نظریہ اور نظریہ حیات کو لوگوں کے ذہن سے نکالنے کے لیے سیکولر نظامِ تعلیم کو رائج کیا جا رہا ہے۔ روشن خیال اور اعتدال پسند پاکستان تشکیل دینے کے لیے نصابِ تعلیم میں ایسی ترامیم کی جا رہی ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

سکولوں کالجوں میں تعلیمی یکسانیت کا نہ ہونا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ کالج اور یونیورسٹیاں وہ تربیت گاہیں ہیں جن سے قوم کی نئی نسل اور نئے معمار پروان چڑھتے ہیں۔ انہی یونیورسٹیوں سے مہاتیر محمد جیسے معیشت دان اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان جیسے ایٹمی سائنسدان اور شاہ فیصل جیسے سیاستدان پروان چڑھتے ہیں۔ یہودیوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ مسلم ممالک کے تعلیمی اداروں کو ایسے نظامِ تعلیم سے مربوط کر دیں کہ ان اداروں سے قوم کے سپوت پیدا نہ ہو سکیں۔ چنانچہ اُن کے تعلیمی اداروں میں سیکولر نظامِ تعلیم اور مغربی کلچر کو متعارف کرایا گیا تا کہ اِن کے نوجوان اپنی صلاحیتوں کو مثبت اقدام کی طرف نہ لاسکیں اور خود ہی اپنے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے رہیں۔

6۔ معاشی استحکام:

عالمی معیشت میں صیہونی معاشی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے صیہونی اکابرین نے صدیوں پہلے منصوبہ بندی کی تھی وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اقوامِ عالم کی معیشت کو اپنے ہاتھ میں لے کر وہ دنیا کو باآسانی اپنا غلام بنا سکتے ہیں۔ معاشی منڈیوں پر اجارہ داری حاصل کرنا صیہونی خواب رہا ہے۔

دنیا کی معیشت کو کنٹرول کرنے کے لیے راتھس چائلڈ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس یہودی معیشت دان نے امریکہ برطانیہ اور جرمنی کو قرضے فراہم کر کے معاشی زنجیروں میں جکڑ لیا تھا اور پھر ان ممالک کے اثر و رسوخ کی بدولت اقوامِ عالم کی معیشت کو اپنے کنٹرول میں کہا۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) معاشی اجارہ داری:

''ہم بہت جلد بڑی معاشی اجارہ داریاں قائم کریں گے جو کہ دولت و زر کے بڑے ذخیرے ہوں گے۔ یہ وہ مراکز ہوں گے کہ جن پر غیر یہود کی قسمتوں کا انحصار اِس حد تک ہوگا کہ سیاسی تصادم مول لینے کی صورت میں وہ اگلے روز ہی تمام ملکی قرضوں سمیت غرق ہو جائیں گے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 6, P-55)

(ii) معاشی قرضوں کی فراہمی:

''کسی بھی قسم کا قرض لینا حکومت کی کمزوری کا ثبوت ہے۔ قرضے ایک ننگی تلوار کی طرح سے حکمرانوں کے سروں پر لٹکتے ہیں غیر ملکی قرضے ایسی جونکیں ہیں جن کو ریاست کے جسم سے الگ کرنا ممکن نہیں ہے۔ وہ غیر یہود اقوام جو ہماری مقروض بن گئی ہیں اب یہ قرضے ادا کرنا اُن کے بس میں نہیں ہے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 20, P-134)

عالمی بساط پر معیشت استحکام کے لیے اور معاشی اجارہ داری کے لیے یہودی سازشیں صدیوں سے جاری ہیں۔ یہودیوں کی دولت اور ذہانت دونوں مشہور ہیں۔ عیار شاطر یہودی اپنے سرمایہ کے بل بوتے پر مسلم ممالک کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے خود موقع پیدا کرتے ہیں اور پھر محسن کے روپ میں آگے بڑھ کر اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں اور اپنا معاشی غلام بنا لیتے ہیں۔

بعثتِ محمدی ﷺ سے قبل سرمایہ دار یہود اپنی سازشوں کی بدولت مختلف عرب قبائل کو خانہ جنگیوں میں الجھا دیتے اور پھر سودی قرضے فراہم کر کے اُن کو اپنا معاشی غلام بنا لیتے۔ یہود نے یہ پالیسی عصرِ حاضر میں بھی اپنائی ہوئی ہے۔ یہودیوں نے ایک منصوبہ بندی کے تحت پہلی اور دوسری جنگ عظیم برپا کی اور دوسری جنگِ عظیم میں UNO کے ذیلی اداروں میں IMF اور ورلڈ بنک کو تشکیل دیا اور جنگ سے تباہ حال ملکوں کے محسن بن کر اُن کو قرضے فراہم کیے اور اِن کو اپنا معاشی غلام بنا لیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج دنیا کے بیشتر ممالک کسی نہ کسی صورت میں IMF اور ورلڈ بنک کی معاشی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور نچلی سطح پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کو متعارف کرایا گیا۔ عصرِ حاضر میں دنیا بھر کی تجارتی منڈیوں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں پر یہودیوں کی اجارہ داری ہے وہ جب کسی مسلم ملک کو معیشت کے میدان میں ترقی کرتے ہوئے پاتے ہیں تو اُس کی معیشت کو روبہ زوال کرنے کے لیے طرح طرح کے ناجائز حربے استعمال کرتے ہیں۔ سب سے قبل وہ اُس ملک کی معاشی منڈیوں میں اپنے سرمایہ کو گردش میں

لاتے ہیں۔ پھر اچانک اِس سرمایہ کو نکال لیتے ہیں جس کی وجہ سے ملکی معیشت کو شدید دھچکا لگتا ہے۔ ملائشیا جب اقوام عالم کی معاشی منڈیوں میں اثر و رسوخ پیدا کر رہا تھا تو یہودی سرمایہ داروں نے اُس کی معاشی منڈیوں میں خوب سرمایہ کاری کی اور پھر اچانک اُس کو نکلوانا چاہا تو مہاتیر بن محمد نے اِس پر پابندی عائد کر دی تھی۔

7۔ میڈیا اور ذرائع ابلاغ پر قبضہ:

میڈیا اور ذرائع ابلاغ دو دھاری تلوار کا نام ہے جو دوست اور محبِّ وطن اشخاص کے ہاتھ میں ہو تو ملک اور افراد کو بچانے کے لیے استعمال ہوتی ہے اور اگر دشمن کے ہاتھ میں ہو تو معاشرہ اور افراد کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے استعمال ہو سکتی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی بدولت کوئی بھی ملک اپنی پالیسیاں لاگو کرنے میں آسانی محسوس کرتا ہے۔ اِس کے علاوہ تمام ممالک کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور میڈیا کے ذریعے عام انسان کی برین واشنگ بھی خوبصورت انداز میں کی جاسکتی ہے۔ یہودی اِس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کی بدولت وہ اپنے مقاصد کے حق میں پروپیگنڈہ کر کے عالمی حمایت حاصل کر سکتے ہیں۔

یہودی اکابرین نے میڈیا پر اپنا تسلط اِن مقاصد کے لیے حاصل کیا کہ وہ میڈیا کے ذریعے اپنے نظریات کو فروغ دیں گے اور اپنے خلاف اٹھنے والی تمام مزاحمتی تحریکوں کو بھرپور پروپیگنڈا سے ختم کر دیا جائے گا۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) ذرائع ابلاغ پر قبضہ:

’’یہ پریس ہی ہے کہ جس کے ذریعے آزادی وتقریر کا عملی اظہار ہوتا ہے۔ غیر یہودی ریاستیں چونکہ اِس طاقتور حربے کے استعمال سے ناآشنا و بے بہرہ ہیں لہٰذا یہ طاقت کلی طور پر ہمارے پاس چکی ہے پریس کی وجہ سے ہم پسِ پردہ رہ کر غیر یہودی اقوام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔‘‘

(E.Marsden , Protocoles, 2, P-5)

(ii) میڈیا پر کنٹرول:

اگر ہم کتابوں اور پمفلٹوں کے حملہ کا نشانہ بنتے رہے تو ہمیشہ خطرے میں رہیں گے۔ ہم پر تنقید کرنے والوں میں وہ اخبارات اور رسائل بھی ہوں گے جنہیں ہم نے خود قائم کیا ہوگا لیکن وہ صرف ایسے امور پر

نکتہ چینی کریں گے جنہیں بدلنے کا ہم نے پہلے سے فیصلہ کرلیا ہوگا۔ ہم اس امر کا انتظام کریں گے کہ ہماری مرضی کے بغیر کوئی اعلان عوام تک نہ پہنچ پائے۔ سرکاری اخبارات وجرائد ہمیشہ ہمارے مفاد کی نگرانی کریں گے۔"

(E.Marsden , Protocoles, 12, P-83)

یہودی اکابرین نے ذرائع ابلاغ پر اپنا تسلط قائم کیا اور اس سے 3 اہم مقاصد حاصل کیے (1) صیہونی مفادات کے تحفظ کے لیے کی جانے والی صیہونی کارروائیوں کے حق میں بھرپور پروپیگنڈہ کرنا اور عالمی سطح پر اپنے وقار کو بحال کرنا ہے۔ امریکہ میں موجود یہودی تنظیمیں اس مقصد کے لے بھرپور پروپیگنڈہ کرتی ہیں مثلاً تنظیم عالمی صیہون امریکہ کے تحت ہرزل پریس چلایا جاتا ہے۔ اس کے مطبع خانے میں مختلف موضوعات پر کتابیں اس کے علاوہ یہودیت اور صیہونیت کے موضوع پر کتابیں پمفلٹ اور رسالے وغیرہ طبع کیے جاتے ہیں۔ ان تمام سرگرمیوں کا مقصد اسرائیل کے حق میں پروپیگنڈہ اور ناجائز صیہونی ریاست کے قیام کے جواز کے لیے رسائل شائع کرنا ہے۔

(2) اس کے علاوہ دوسرا بڑا مقصد یہ تھا کہ اقوامِ عالم اس ہتھیار کی بدولت انہیں تنقید کا نشانہ بنا سکتے ہیں اور ان کی جارحانہ کارروائیاں منظر عام پر آسکتی ہیں جس کی وجہ سے مقاصد کے حصول میں مشکلات پیدا ہوسکتی ہیں۔ اسی لیے تمام ذرائع ابلاغ کو اپنی گرفت میں رکھا جائے۔

(3) تیسرا اہم مقصد اقوام عالم اور خصوصاً مسلم ممالک کی معاشرت میں فحاشی وعریانی کو فروغ دینا تھا۔ یہودی ذہن ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت مسلم معاشروں میں مادہ پرستی سیکولرازم کو فروغ دے رہا ہے جس سے معاشرے پر انتہائی برے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ اخلاقی قدریں پامال ہورہی ہیں۔ نوجوان نسل عقیدہ، مذہب سے بدظن ہورہی ہے۔ یہودی ذرائع ابلاغ نوجوان نسل کو فحاشی وعریانی اور جنسی بے راہ روی کی دلدل میں پھنسا کر بے غیرت، تن آسان اور ہوس کا پجاری بنارہے ہیں۔

اخبارات پر جرائم کی خبریں مرچ مصالحہ لگا کر لکھی جاتی ہیں۔ اخبارات پر فلمی اداکاراؤں کی نیم عریاں تصویریں شائع کی جاتی ہیں اور جنسی ہیجان اور ترغیب وتحریص کے پہلو اُجاگر کیے جاتے ہیں۔

انہی ذرائع ابلاغ کی وجہ سے نوجوان نسل کا مستقبل تاریک نظر آرہا ہے۔ مسلم معاشرہ میں موجود تمام بے راہ روری انہی ذرائع ابلاغ کا کرتا دھرتا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی پیش کردہ خیالی دنیا نے مسلمانوں کو نہ صرف عیش کا عادی بنادیا ہے بلکہ اُن کی روح ودل کو مردہ کردیا ہے مسلمانوں کے دشمن اِس بات سے بخوبی آگاہ ہیں

کہ

شہوت کے شکار اور نسوانی حسن کے پرستار افراد میں مقابلہ کی ہمت نہیں ہوتی ہے۔

8۔مذہبی دہشت گردی:

یہودی اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر عالمِ اسلام متحد رہے تو کبھی بھی صیہونی مقاصد کی تکمیل نہ ہوسکے گی۔ چنانچہ عالمِ اسلام کی جمعیت کا شیرازہ بکھیر دیا جائے نہ تو ان کو بین الاقوامی فورم پر متحد ہونے دیا جائے اور نہ ہی قومی سطح پر۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مسلمانوں میں مختلف گروہوں کو فروغ دیا اور مذہبی دہشت گردی کو عام کیا۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) مذہبی دہشت گردی کا فروغ:

''اقتدار کے بھوکوں میں قوت کے غلط استعمال کے رجحان کو فروغ دینے کے لیے ہم نے تمام گروہوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں لا کھڑا کر دیا ہے تمام جماعتوں اور گروہوں کو مسلح کر کے اقتدار ہی کو ان کا مطلوب و مقصود بنا دیا جائے، ریاست کو سینکڑوں متنازعہ مسائل کا اکھاڑہ بنانے کے نتائج بہت جلد سامنے آئیں گے۔ ہر جگہ انتشار اور بدامنی کا دور دورہ ہوگا، اسمبلیاں پارلیمنٹ کے اجلاس اور اقتدار کے ایوان اب کبھی نہ ختم ہونے والی فضول گوئی کے مقابلوں اور مناظروں کی آماج گاہ بن چکے ہیں۔''

(E.Marsden , Protocoles, 3, P-37)

عبداللہ ابن سبا نے منافقت کے لبادے میں دہشت گردی سے جنگ جمل اور صفین جیسے معرکے برپا کرائے۔ مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کا جو بیج عبداللہ ابنِ سبا نے بویا تھا اس کی پرورش آج عصرِ حاضر کے یہودی کر رہے ہیں۔ عبداللہ سبا کے جانشین اسلامی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنے میں مصروفِ عمل ہیں۔

یہودی اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ ان کے بڑوں نے صدیوں پہلے اسلامی قوت کا خاتمہ کرنے کے لیے اِن کے درمیان نفرت کا بیج بویا تھا۔ بنو امیہ اور بنو ہاشم میں نا اتفاقی کو پیدا کر کے اسلامی ریاست کو کمزور کر دیا گیا اور مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو فروغ دیکر اِن کو ایک دوسرے کا مدِ مقابل کھڑا کر کے ان کے دماغ کو کمزور کیا گیا تھا۔

چنانچہ صیہونی اکابرین نے صیہونی دستاویزات کو تحریر کرتے ہوئے اس بات کو مدنظر رکھا کہ مسلمانوں میں مذہبی وفرقہ وارانہ فسادات کو فروغ دے کر ان کی جمعیت کا شیرازہ بکھیر دیا جائے تا کہ وہ کبھی بھی متحد ہو کر اسرائیل کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرسکیں۔

آج اسلامی ممالک کا جائزہ لیں تو بیشتر مسلم ممالک فرقہ واریت جیسی لعنت سے دوچار ہیں۔ان یہودیوں نے عراق اور ایران کو جنگ میں الجھا کر دفاعی اور معاشی لحاظ سے کمزور کر دیا۔ پاکستان کے دفاع کو کمزور کرنے کے لیے مذہبی دہشت گردی اور فرقہ واریت کی دلدل کی جانب دھکیل دیا ہے۔ان میں ہر گروہ دوسرے گروہ کو کافر قرار دے کر اس پر جہاد کے جذبہ سے سرشار اسلحہ تانے کھڑا ہے۔

پاکستان عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت ہے اور یہودیوں کی نظر میں کھٹکتی ہے۔ چنانچہ اس میں مذہبی فرقہ واریت کو فروغ دیا گیا۔مختلف اسلامی جماعتوں میں پھوٹ ڈالی گئی اور ان جماعتوں کے مابین تنازعات کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا گیا اور مختلف مذہبی گروہوں کو مدمقابل کر دیا۔اس کی تازہ مثال لشکر جھنگوی اور سپاہ محمد ہے۔دونوں گروہ شہادت کے جذبہ سے سرشار ایک دوسرے کے خلاف نبرد آزما ہیں۔

9۔تشدد کی پرزور کارروائیاں:

دنیا پر صیہونی تسلط کے لیے جو منصوبہ بندی کی گئی تھی اِس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے عملی اقدامات تجویز کیے گئے ۔ دنیا پر حکمرانی کے لیے صیہونی اکابرین نے تشدد کی پرزور کارروائیوں کو اپنے لیے جائز قرار دیا۔

صیہونی دستاویزات میں ہے

(i) تشدد کی کارروائیاں:

”دنیا میں اچھے لوگوں کی نسبت بُرے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے۔اسی لیے ان پر حکمرانی تشدد اور دہشت گردی کے ذریعے سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے، علمی مباحثوں سے نہیں۔“

(E.Marsden , Protocoles,1, P-21)

(ii) صیہونی دہشت گردی:

”غیر یہودی اقوام بھیڑ بکریوں کا ایک گلہ ہیں اور ہم اُن کا شکار کرنے والے بھیڑیے ہیں۔

آپ کو خوب معلوم ہے کہ جب بھیڑئے گلے میں گھستے ہیں تو کیا حشر برپا ہوتا ہے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 11, P-80)

پروٹوکول نمبر ا میں صیہونی اکابرین نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ دینا پر حکمرانی کے لیے انہیں تشدد سے کام لینا ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں اچھے لوگوں کی نسبت برے لوگوں کی تعداد زیادہ ہے اور اُن برے لوگوں پر حکمرانی صرف تشدد کی بدولت کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ صیہونی مقاصد کی تکمیل کے لیے یہودیوں نے تشدد کی پرزور کارروائیاں کی ہیں۔ سرزمینِ فلسطین میں صیہونی ریاست کی تشکیل کے بعد یہودیوں نے کئی دہشت گرد تنظیموں کو وجود دیا جو صیہونی مفادات کی خاطر دہشت گردی کی کئی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ آئے روز اسرائیل فلسطینی علاقوں کی سرحدوں کو عبور کر کے ان پر ظلم وستم کی کارروائیاں کرتے ہیں۔ سینکڑوں فلسطینی اسرائیلی مظالم سے شہید کر دیے گئے۔ اسرائیلی ریاست نے اپنے مفادات کی خاطر ایسی گھناؤنی کارروائیاں کی ہیں کہ اس کے ذکر سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انسانیت کی تذلیل کے ایسے ایسے روح فرسا طریقے تراشے کہ جن کے ذکر سے بھی گھن آتی ہے۔

یہودی دہشت گرد تنظیموں نے مظلوم اور نہتے عربوں کو اُن کے گھر سے نکالا اور اُن کو پناہ گزین کیمپوں میں رہنے کے لیے مجبور کر دیا گیا اور پھر پناہ گزین کیمپوں میں مقیم نہتے فلسطینیوں کو دہشت گرد کا لقب نواز کر خدا کی مغضوب قوم امن کی دعویدار بن کر ان پر وحشیانہ بمباری کرتی رہی ہے۔ معصوم بچوں اور عورتوں کے خون سے ارضِ مقدس کو رنگین کر دیا گیا ہے۔

9 اپریل 1948ء کو دیر یاسین کے گاؤں میں لوگ اپنے گھروں میں سوئے ہوئے تھے۔ یہودی دہشت گرد تنظیم ہگانہ نے ان پر حملہ کر دیا۔ عربوں کو ان کے گھروں سے نکالا اور دیواروں کے ساتھ کھڑا کر کے گولیوں سے بھون دیا گیا۔

دہشت گردی کی ایک اور واردات مئی 1974ء میں کی گئی کہ جب لبنان کے ایک گاؤں پر یہودیوں نے 2 ہفتہ تک وحشیانہ بمباری کی اور سینکڑوں شہریوں کو ہلاک کر دیا اور ہزاروں کو بے گھر کر دیا گیا۔ عصرِ حاضر میں دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ملک اسرائیل اپنی بقا اور تحفظ کے لیے امن کے نام پر معصوم عربوں کی جان سے کھیل رہا ہے۔

10۔ عالمی جنگیں:

تسخیرِ کائنات کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے صیہونی اکابرین نے 3 عالمی انقلابات اور 3 عالمی جنگوں کی منصوبہ بندی کی تھی۔ 3 عالمی جنگوں کو انگیخت کرنے والے عوامل کی جزئیات طے کیں۔ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کے فریق طے کیے گئے اور یہ بھی طے کیا گیا کہ کس جنگ میں کس فریق کو کن ذرائع سے شکست دلوا کر کیا نتائج حاصل کرنے ہیں:

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) جنگ وجدل کا فروغ:

''ہمیں پولیس کے ذریعے یورپ اور یورپ کی بدولت دوسرے برِاعظموں میں فسادات انتشار اور جنگ وجدل کی آگ بھڑکانی ہے۔ اس سے ہمیں دوہرا فائدہ ہوگا کہ ہم تمام ملکوں اور قوموں کو اپنے قابو میں رکھ سکیں گے۔ کیونکہ انہیں خوف ہوگا کہ ہمارے پاس طاقت ہے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 7, P-58)

خدا کی مغضوب قوم کے نزدیک انسان کی جان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ ان کے نزدیک انسانیت کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہے وہ اپنے گھنائنے عزائم کی تکمیل کے لیے کسی بھی کارروائی سے گریز نہیں کرتے۔

بعثتِ محمدی ﷺ سے قبل سود خور عرب قبائل کو باہمی جنگ وجدل میں الجھا دیتے تاکہ ان کا سودی کاروبار چلتا رہے ان خانہ جنگیوں میں سینکڑوں ہزاروں لوگ صیہونی مفادات کی بھینٹ چڑھ جاتے اسی طرح سے صلیبی جنگوں اور سقوطِ اندلس میں یہودیوں نے اپنے مفادات کے تحفظ اور مقاصد کے حصول کے لیے عیسائیوں اور مسلمانوں کو مدِ مقابل کھڑا کر کے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کو لقمہ اجل بنا دیا اور جب 19 ویں صدی کے آخر میں صیہونی اکابرین نے پروٹوکولز کو مرتب کیا تو پھر انسانیت کی تذلیل کے لیے روح فرسا طریقے تراشے۔ 3 عالمی جنگوں کی منصوبہ بندی کی گئی اور یہ وہ دور تھا کہ جب اقوامِ عالم سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت جدید ترین اسلحہ سے لیس تھے۔

پہلی جنگِ عظیم (1914-1919) میں یہودیوں کی منصوبہ بندی سے اقوامِ عالم وحشیانہ طریقے سے ایک دوسرے پر گولہ بارود بارش کی طرح سے برسا رہے تھے۔ ایک تخمینے کے مطابق پہلی جنگِ عظیم کے

مختلف محاذوں پر تقریباً 13,000,000 لقمہ اجل بن گئے ۔ جنگ کا مالی تخمینہ کا نقصان $ 400,000,000,000 امریکی ڈالر لگایا گیا۔

راتھس چائلڈ نے امریکہ کو قرضے فراہم کر کے اپنا معاشی غلام بنا لیا تھا اور ایک منصوبہ کے تحت اسے مجبور کر کے جنگِ عظیم دوئم میں دھکیل دیا گیا اور برطانیہ کی حمایت پر اکسا کر اسے میدانِ جنگ میں لا کھڑا کر دیا اور جاپانی فوجیں آگے بڑھ رہی تھیں تو امریکہ نے ایٹم بم کا آخری حربہ استعمال کیا کہ جب 9 اگست 1945ء کو جاپان کے دو عظیم شہروں ہیروشیما اور ناگا ساکی پر ایٹم بم گرا دئے۔

اقوامِ عالم پہلی جنگِ عظیم کا مزہ چکھ چکے تھے۔ اسی لیے دوسری جنگِ عظیم تک تمام ممالک نے اپنی عسکری پوزیشن بہتر کر لی تھی اور دوسری جنگِ عظیم نے پہلی جنگِ عظیم کی ہولناکیوں کو بھلا دیا۔ امریکہ نے اپنی جدید عسکری پوزیشن واضح کر لی تھی اور اس جنگ میں تقریباً پانچ کروڑ افراد لقمہ اجل بن گئے۔

11۔ ایٹمی قوت کا حصول:

مضبوط دفاع کسی بھی ملک کی سالمیت اور تحفظ کا ضامن ہوتا ہے۔ اسی دفاع کی بدولت کوئی ملک اپنی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے اور کوئی بھی دوسرا ملک ان کے مضبوط دفاع کی وجہ سے جارحیت سے گریز کرتا ہے۔ یہودی اس بات سے باخبر تھے کہ صیہونی ریاست تشکیل دی جا رہی ہے جو چاروں طرف سے عربوں میں گھری ہوئی ہے۔ اس کے تحفظ اور بقا کے لیے ضروری ہے کہ صیہونی ریاست کو حالات کے تقاضوں کے مطابق جدید سے جدید اسلحہ سے لیس کیا جائے تاکہ عرب ممالک اس پر جارحیت کے ارتکاب سے گریز کریں۔

صیہونی دستاویزات مین ہے کہ

(i) ایٹمی طاقت کا حصول:

”ہمارے لیے تمام چیزوں سے زیادہ اہمیت خود مسلح کرنے کی ہے۔ یہ ہماری ایک ناگزیر ضرورت ہے کہ اپنی عمدہ صف بندی کریں اور پر عزم و پر جوش اور ناقابلِ تسخیر قوت بن جائیں۔ ہم اپنے سرگرم ارکان کی وجہ سے راہ میں آنے والی رکاوٹوں اور مزاحمتوں کو دور کر سکتے ہیں۔“

(E.Marsden , Protocoles, 10, P-69)

(ii) خفیہ دفاع کا قیام:

"ہمیں خفیہ دفاع کو مضبوط بنانے کے لیے سخت اقدامات کی ضرورت پڑے گی۔ ہم دکھاوے کے فسادات کرائیں گے اور بے چینی پھیلائیں گے۔ اس موقع پر ہمارے شعلہ بیان مقررین کی خدمات کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس افراتفری سے جو ماحول پیدا ہوگا اُس سے ہمیں لوگوں کی خانہ تلاشی کا جواز ہاتھ آجائے گا۔"

(E.Marsden , Protocoles, 18, P-120)

یہودیوں کو خالصتاً صیہونی ریاست کو عربوں کے درمیان میں بقا اور تحفظ کی ضمانت دینا تھی۔ اس کے لیے جدید سے جدید اسلحہ کا حصول ان کی ناگزیر ضرورت بن گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے سائنس اور ٹیکنالوجی کے حصول کے لیے اپنی کوششیں تیز کردیں اور اپنی انہی کوششوں کا ثمرہ ہی تھا کہ تنہا اسرائیل کا دفاع تمام متحد عربوں کے مقابلہ میں زیادہ تھا۔

عرب اسرائیل کے درمیان ہونے والی 4 جنگوں میں عربوں کا ایک بہت بڑا علاقہ اسرائیل کے زیرِ نگیں چلا گیا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہودیوں کی سائنس اور ٹیکنالوجی اور دفاعی شعبے میں عمدہ مہارت تھی۔ ٹیکنالوجی کا یہ فرق آج بھی ان دونوں کے درمیان موجود ہے۔ آج اسرائیل نے اپنے دفاع کو اتنا مضبوط کرلیا ہے کہ اس کی بری و بحری سرحدیں عربوں کے لیے ناقابلِ تسخیر بن چکی ہیں۔ اور وہ مشرقِ وسطیٰ کی ایک مضبوط ترین طاقت ہے۔

اسرائیل نے اپنی جنگی تیاریاں 29 نومبر 1947ء سے ہی شروع کردیں تھیں 1986 میں اس بات کا انکشاف ہوا کہ اسرائیل کے پاس 100 ایٹم بم ہیں۔ اس وقت سے لیکر اب تک اسرائیل مسلسل ایٹمی ہتھیار تیار کررہا ہے۔

1988ء میں امریکہ اور اسرائیل کے درمیان ایک منصوبے کا آغاز ہوا۔ 1994ء میں اس منصوبے کے تحت اسرائیل کے میزائل شکن پروگرام کا تجربہ کیا گیا۔ امریکہ نے خصوصی طور پر اسرائیل کو پیٹریاٹ میزائل شکن نظام فراہم کیا ہے۔ اس جدید دفاعی نظام کے ذریعے مخالف کی طرف سے داغے جانے والے میزائل کو فضا میں ہی ہدف بنایا جاسکتا ہے۔

اسرائیل کا ایٹمی اسلحہ کے حصول کے ساتھ ساتھ دوسری کوشش یہ بھی رہی کہ وہ غیر یہود اقوام کو

اسلحہ میں خود کفیل نہ ہونے دیں۔ ان کی یہ خواہش رہی ہے کہ غیر یہود اقوام ان کے سامنے کرسی یا ستون سے باندھے گئے قیدی کی طرح سے ہوں جو اپنے دفاع کے لیے ذرا بھر بھی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے مسلم ممالک کے ایٹمی پروگراموں کے خلاف خوب پروپیگنڈہ کیا جس کی تازہ مثال ایران کے جوہری پروگرام کے خلاف امریکی ردِ عمل ہے اور اس سے قبل عراق کے ایٹمی ری ایکٹر کو امریکی جارحیت کا نشانہ بنوایا۔

دوسرا اسرائیلیوں نے فلسطین میں دہشت گردی کی کارروائیاں کرا کر جنگ وجدل اور فساد کے ماحول کو ہوا دی اور پھر گھر گھر جامہ تلاشی کا بہانہ بنا کر ان کے دفاعی اسلحہ کو ضبط کر لیا گیا اور دوسرے مسلم ممالک میں بالکل اسی طرح سے اپنے اندھے ایجنٹوں اور آلہ کاروں کی مدد سے مسلم معاشرہ میں اپنے دفاع کے لیے استعمال ہونے والے ہلکے خود کار اسلحہ کو ضبط کروایا تا کہ کل جب وہ صیہونی مفادات کی تکمیل کے لیے کسی مسلم ملک پر جارحیت کا ارتکاب کریں تو ان کی افواج مسلم شہروں میں دندناتی پھریں اور ان کے خلاف کوئی مزاحمت نہ ہو۔

12۔ مستقبل کے صیہونی عزائم:

صیہونیوں کے بقول حضرت داؤدؑ نے ایک عظیم الشان اسرائیلی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی جس کا دارالحکومت یروشلم تھا۔ صیہونیت کا سب سے بڑا مقصد سلطنتِ داؤدؑ کی بحالی ہے اور یروشلم کو دنیا کا دارالحکومت بنانا اور یہودی سپر گورنمنٹ کی تشکیل ہے۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) مستقبل کے عزائم

"جب ہم اپنی سلطنت میں داخل ہوں گے تو ہم اپنے توحیدی مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کو برداشت نہیں کریں گے۔ خدا کی محبوب قوم ہونے کی حیثیت سے ہمارا مقدر خداءِ واحد کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ ہم ایمان واعتقاد کی تمام دوسری صورتوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیں گے۔"

(E.Marsden , Protocoles, 14, P-95)

خدا کی مغضوب قوم یہود نے اقوام عالم اور خصوصاً مسلمانوں کے عقائد ونظریات کو تباہ کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے بعد عیسائیت میں ریشنلزم اور ہیومنزم کی تحریکوں کو جنم دیا جن کا مقصد عیسائیت میں تصورِ خدا، تصورِ رسالت اور تصورِ آخرت کو ختم کرنا تھا تا کہ عیسائی حضرات اپنے مذہب سے دور چلے جائیں اور

اپنے عقائد سے بیزار نظر آئیں۔ بالکل اسی طرح سے اسلام کے فقہی مسائل کو فروغ دیا اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ تشدد کو ہوا دی جس کا مقصد عالمِ اسلام کی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنا تھا تو دوسری طرف اسلامی معاشروں میں سیکولر نظامِ تعلیم اور لبرل ازم کو متعارف کرا کر مسلمانوں کو اپنے عقائد ونظریات سے بیگانہ کر دیا گیا۔ یہود کی نظر میں عیسائیت اور اسلام کی بیخ کنی پر لگی ہوئی ہیں۔ کیونکہ یہ ان دونوں سامی مذاہب کو اپنے راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں۔

ان کے نزدیک یہودیت ہی خداءِ واحد کی طرف سے سچا مذہب ہے۔ چنانچہ جب وہ دنیا پر چھا جائیں گے اور تسخیرِ کائنات کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچے گا تو دوسرے مذاہب عقائد ونظریات کے اعتبار سے اتنے کمزور ہو چکے ہوں گے کہ وہ یہودیت کے مدمقابل کھڑے نہ ہو سکیں گے۔

13۔معاشرتی طرزِ زندگی میں یہودی کردار:

اخلاقِ رذیلہ اور جنسی بے راہ روی دو ایسی لعنتیں ہیں کہ جن میں گرفتار ہو کر کوئی بھی معاشرہ اپنی بقا کو تا دیر قائم نہیں رکھ سکتا ہے۔ ایک فطری بات ہے کہ جنسی بے راہ روی اور معاشرتی برائیاں کسی قوم میں عام ہو جائیں تو مقابلہ کی ہمت وسکت اس میں نہیں رہتی اور وہ ذہنی وجسمانی غلامی میں چلی جاتی ہے۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) معاشرتی اداروں کی تباہی

''غیر یہودی اداروں کو ہمیں اس وقت تک نہیں چھیڑنا چاہیے جب تک ہم اس قابل نہ ہوں کہ حسنِ تدبیر اور سلیقہ سے ان کو مکمل تباہ نہ کر دیں۔ عدلیہ کے نظم ونسق میں ہمیں پہلے ہی دخل حاصل ہو چکا ہے۔ انتخابی عمل میں پریس کی کارکردگی اور شخصی آزادی کے حصول میں الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں ہمیں دخل حاصل ہے۔ لیکن ہمارا خاص دخل تعلیم وتربیت میں ہے۔ ہم نے غیر یہودی نسل کو لاابالی، احمق، بدچلن اور اخلاقی طور پر دیوالیہ بنا دیا ہے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 9, P-66)

اخلاق کسی بھی معاشرے کی ترقی اور فلاح وبہبود کا اہم عنصر ہے۔ یہود نے اقوام عالم کو اخلاق سے عاری بنا کر بداخلاق اور بدچلن بنا دیا ہے۔

اس مقصد کے لیے انہوں نے ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کیا ہے۔ میڈیا کے ذریعے جنسی

تعلیم فحاشی وعریانی کو فروغ دیا تو دوسری طرف مسلم معاشروں میں ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا کہ جس سے معاشرہ بتدریج انحطاط کا شکار ہے۔

سب سے پہلے نظامِ تعلیم کو ایسے انداز میں مرتب کیا کہ مسلمان نسل اپنے عقائد ونظریات سے دور ہو گئے۔ سیکولر نظامِ تعلیم سے جنس کی تعلیم دی گئی اور پھر انسانی حقوق اور حقوقِ آزادی نسواں کے نام پر اور خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر کر کے فحاشی وعریانی کی بھرپور تشہیر کی۔

یہودیوں کا مقصد مسلمان ممالک کی عورتوں میں ''بیداری'' کے جذبہ کے نام سے ایک تحریک پیدا کرنا ہے تا کہ انہیں غیر مسلم معاشروں کی خواتین کی سطح پر لا کر مسلم ملت کے حصار پر کاری ضرب لگائی جائے اگر مسلم عورت اپنا مقام اپنا مقصدِ حیات بھول کر یہود کی راہ لگ گئی تو ملت مسلمہ کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ غیر مسلم اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ ایک عورت کی گمراہی ایک خاندان کی گمراہی ہے اور خاندانوں کی بربادی قوم کی بربادی بنتی ہے۔ چنانچہ NGO's نے بھرپور پروپیگنڈہ کیا کہ مسلم معاشروں میں عورت کو حقوق میسر نہیں ہیں۔

عالم اسلام کی بڑھتی ہوئی افرادی قوت کو دیکھ کر یہود خوفزدہ تھے چنانچہ انہوں نے اس بڑھتی ہوئی افرادی قوت کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کی تشہیر کی۔ اس کے سماجی، معاشرتی اور ثقافتی ذرائع کو استعمال کیا۔ خاندانی منصوبہ بندی کے محفوظ طریقوں نے قوم کے نوجوانوں کو جنسی بے راہ روی کی طرف مائل کر دیا ہے اور آج مسلم ممالک میں اخلاقی بے راہ روی کا سیلاب آیا ہوا ہے۔

رہی سہی کسر یہودی ذرائع ابلاغ نے پوری کر دی اخبارات اور رسائل میں جرائم کی خبروں کو خصوصی تشہیر دی جاتی ہے۔ میگزین وغیرہ پر نیم عریاں لباس میں ملبوس عورتوں کی تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔ اس طرح کا قابلِ اعتراض لٹریچر شائع اور عام کیا گیا کہ جس سے جنسی خواہشات کی طلب بڑھ جاتی ہے۔

حقیقت کچھ اسی طرح سے ہے کہ جب کسی قوم میں اخلاقِ رذیلہ عام ہو جائیں، جنسی بے راہ روی کے محفوظ طریقے میسر ہوں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے جنس کی تعلیم عام دی جائے تو وہ معاشرہ ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں چلا جاتا ہے۔ اس معاشرے کے افراد میں مقابلہ کی ہمت وسکت باقی نہیں رہتی اور وہ قوم ذہنی غلامی کے ساتھ ساتھ جسمانی طور پر اغیار کے غلام بن جاتے ہیں۔

14۔ ناقابلِ تسخیر قوت:

یہود نے جہاں اقوامِ عالم کی معیشت کو برباد کیا وہاں انہوں نے اپنے آپ کو معاشی استحکام دیا۔ دنیا کی اقوام کو سیاسی میدان میں روبہ زوال کیا۔ مگر خود کو سیاسی استحکام دیا۔ اقوام عالم کی معیشت سیاست کے ساتھ معاشرے میں گند گھولا۔ مگر اپنی نسلوں کو اپنے نظریہ کا درس دیتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہودی معاشی، سیاسی اور ہر لحاظ سے اقوام عالم سے بہتر رہے ہیں اور اپنے آپ کو ناقابلِ تسخیر بنا دیا۔

(i) ہاتھی اور پلے کا مقابلہ:

''باغیانہ تقریریں کرنے والوں کی حیثیت ہاتھی پر بھونکنے والے پالتو پلے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ایک منظم حکومت ہونے کے نزدیک ان امور کی حیثیت ایسے ہی ہے جیسے کوئی پالتو پلا اپنی طاقت اور مقام سے بے خبر ہاتھی پر بھونکنے کی کوشش کرے۔ دونوں کی اہمیت کا تناسب واضح کرنے کے لیے مناسب انتباہ کافی ہوگا اور یہ کتے بھونکنا بند کر دیں گے۔ بلکہ ہاتھی کو دیکھتے ہی سہم جائیں گے اور خالی خولی نظروں سے دیکھتے ہی دم ہلانا شروع کر دیں گے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 19, P-124)

تسخیر کائنات کا منصوبہ یہودیوں کا اولین مقصد رہا ہے۔ ان کے نزدیک جب اقوام عالم معاشی لحاظ سے ان کے دست نگر بن جائیں گے اور معاشرتی طور پر انحطاط کا شکار ہو جائیں گے اور ان کی سیاست یہود کی محتاج ہوگی تو اس وقت سلطنتِ داؤد کی بحالی کا منصوبہ اپنے آخری مراحل میں ہوگا۔ اس وقت ایک عظیم تر اسرائیل وجود میں آچکا ہوگا۔ شاہ داؤد اپنے ہیکل سلیمانی کے تخت پر متمکن ہوگا اور دنیا ان کی غلام ہوگی۔

اس وقت اگر سازشی عناصر یا مخالف قوت ان کے خلاف اٹھے گی تو اس کی مثال ایک پالتو کتے کی طرح سے ہوگی جو اپنی طاقت سے بے خبر ایک طاقتور ہاتھی پر بھونک رہا ہو۔

صیہونی اکابرین نے دستاویزات کو مرتب کرتے ہوئے ساتھ ساتھ عملی لائحہ عمل بھی اختیار کیا۔ انہوں نے صیہونی مفادات کے حصول کے لیے اپنا مال، وقت اور جانیں تک قربان کر دی ہیں اس کے مدمقابل عالمِ اسلام کی صورتحال کافی کمزور ہے۔ مسلمانوں نے اپنی حکمت عملیوں اور خارجہ پالیسیوں کو صرف زبانی دعووں تک محدود کر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمل کرنے والے یہودیوں نے ایک منصوبہ بندی کے ساتھ اقوام عالم کی معیشت معاشرت اور سیاست کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ محض زبان سے دعویٰ کرنے والوں کی عملی اقدامات کرنے والوں کے سامنے کوئی وقعت

نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ باعمل قوم ایک تیز سیلابی ریلے کی طرح سے اس قوم کے زبانی دعووں کو بہا کر لے جاتی ہے۔

15۔انسانیت کے سچے خیر خواہ:

بعثتِ محمدی ﷺ کے بعد یہودیوں کی معاندانہ سرگرمیاں عروج پر تھیں اور وہ اسلام دشمنی کا کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے رہے تھے۔ ان کا ذہن ہر لمحہ فساد پیدا کرنے کے لیے سازشوں میں مصروف رہتا تھا اور جب وہ فساد برپا کرتے تو ان سے کہا جاتا تھا کہ زمین پر فساد پھیلاؤ تو وہ دعویٰ کرتے کہ

انما نحن مصلحون۔

(11:20) (2 : 11)

''بے شک ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں''

اور یہی پالیسی صیہونی اکابرین نے دستاویزات کو مرتب کرتے ہوئے اپنائی جو ابھی تک جاری و ساری ہے۔

یہودی پروٹوکولز میں ہے کہ

(i) انسانیت کے نجات دہندہ:

''خدا نے حکومت ہمارے مقدر میں کر دی ہے۔ اتنی عظیم دولت و ثروت کے بعد ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اب تک ہم نے جو لڑائیاں لڑی ہیں ان کا آخری نتیجہ فلاح ہے۔ ہم یہ ثابت کر کے دکھائیں گے کہ ہم بھی انسانیت کے سچے خیر خواہ ہیں جنہوں نے افتراق و انتشار سے پارہ پارہ کرہ ارض کو حقیقی فلاح سے آشنا کیا ہے۔ زخموں سے چور چور اور پسی ہوئی نوع انسانی کو شخصی آزادی کا تحفہ دیا۔''

(E.Marsden , Protocoles, 22, P-143)

عصرِ حاضر میں یہود نے بالکل اسی طرح کی پالیسی اپنائی ہوئی ہے کہ اقوامِ عالم کو باہمی جنگ و جدل کی طرف دھکیل دیا اور جب وہ شکست و ریخت سے تھک ہار کر بیٹھے تو یہود انسانیت کے خیر خواہ اور امن کے داعی بن کر اٹھے اور اپنی تجوریوں کے منہ اقوام عالم کے لیے کھول دیتے۔ حالانکہ فسادات اور جنگ و جدل کے ماسٹر مائینڈ Master Mind یہی امن کے دعویدار تھے۔ ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ یہود نے پہلی اور دوسری عالمگیر جنگیں برپا کیں اور جنگ کے اختتام پر اپنے مفادات کو سمیٹ کر امن کے دعویدار بن کر سامنے ظاہر

ہوئے۔

16۔ سلطنتِ داؤدؑ کی بحالی:

حضرت داؤدؑ نے ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی تھی۔ شام، عراق، فلسطین اور شرقِ اردن کے تمام علاقوں پر ان کا حکم نافذ تھا۔ حضرت داؤدؑ نے منتشر یہودی قبائل کو مجتمع کیا اور شہر یروشلم کو اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ حضرت سلیمانؑ نے اس سلطنت کو مضبوط کیا اور ان کے بعد جب یہود معاشرتی برائیوں میں گھر کر احکاماتِ الٰہی سے منحرف ہو چکے تھے تو اللہ رب العزت نے ان پر بخت نصر اور ٹائٹس کی صورت میں عذاب نازل کیا اور ہزاروں یہودیوں کو نہ تیغ کیا گیا اور اتنی ہی تعداد میں جلاوطن کر دیئے گئے۔

بعثتِ محمدی ﷺ کے بعد ان کی تمام فضیلت کو ختم کر دیا گیا تھا اور منصبِ رسالت بنی اسمٰعیل کے سپرد کیا گیا اور تا قیامت ان یہود پر ذلت و رسوائی کو مسلط کر دیا گیا۔

اس کے باوجود یہود دنیا کے جس کونے میں رہے اپنی سابقہ عظمت کے ڈھنڈورے پیٹتے رہے اور سلطنتِ داؤدؑ کی بحالی ان کا اولین مقصد رہا۔

صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) سلطنتِ داؤدؑ:

''ہم نے اقوامِ عالم کی معاشرتی و سیاسی نظام کی صورتوں کو زیر و زبر کیا ہے تاکہ ان کے کھنڈرات پر یہودیوں کے بادشاہ کا تختِ سلیمانی تعمیر ہو سکے۔ اس وقت ہم اقوامِ عالم سے کہ سکیں گے کہ خدا کا شکر ادا کرو اس کے سامنے جھک جاؤ جس کے قبضہ قدرت میں انسانی تقدیر کی مہر ہے۔''

(E.Marsden , Protocoles, 23, P-148)

صیہونی اکابرین نے دستاویزات کو تحریر کرتے ہوئے عملی اقدامات کی طرف توجہ دی تھی۔ اسی لیے ان کو یقین تھا کہ ان کی عملی کوششوں اور قربانیاں ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائیں گی۔ سلطنتِ داؤدؑ بحال ہوگی اور وہ اقوام عالم کی قسمت کے مالک ہوں گے۔ اور دنیا پر ان کی حکمرانی کا سکہ چلے گا۔

اس مقصد کی تکمیل کے لیے صیہونی اکابرین نے عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کی منصوبہ بندی کی اور عصرِ حاضر میں اس منصوبہ پر کام تیزی سے شروع ہے۔ اسرائیل نے سرزمینِ فلسطین اور

شام کے کچھ علاقوں پر قبضہ کرلیا ہے اور اس کی نظریں اب اردن، عراق اور سعودی عرب کے بعض علاقوں پر لگی ہوئی ہیں۔

17۔شاہِ داؤد کا انتخاب:

یہود جب رومی حکومت کے تسلط میں زندگی گزار رہے تھے تو وہ کسی نجات دہندہ کے منتظر تھے جو ان کو ظالم قوموں کے جبر و ظلم ستم سے نجات دلاتا ان کی مقہور و مظلوم زندگیوں میں روشنی کا باعث بنتا تو اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰؑ کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تو مسیحؑ کے منتظر ان کی جان کے دشمن بن گئے اس کے بعد یہود جزیرۃ العرب میں آ کر آباد ہوئے کیونکہ انہیں ان کے اکابرین نے پیش گوئی کی تھی کہ نبی آخر الزمان کا ظہور ہوگا اور جب حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا تو وہ یہود جو آپ کی آمد کے منتظر تھے آپ کے سب سے بڑے دشمن بن گئے۔

حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کی مخالفت کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ خدا کے ان پیغمبروں نے یہود کو اخلاقیات اعمالِ حسنہ اور خداءِ واحد کی طرف دعوت دی جب کہ یہود تو کسی ایسے مسیحا کے منتظر تھے کہ جس کے زیرِ سایہ وہ اقوام عالم کا خون پی جاتے۔ وہ ظلم و تشدد سے دنیا پر حکمرانی کرتے اور کوئی ان سے پوچھنے والا نہ ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ یہود نے ہمیشہ اپنے نظریات کو ایک مسیحا کے انتظار میں سنبھالے رکھا ہے۔
صیہونی دستاویزات میں ہے کہ

(i) یہود کا مسیحا:

"داؤدؑ کی نسل کے کچھ افراد مل کر بادشاہ اور ان کے وارثوں کا انتخاب کریں گے ان بادشاہوں کو سیاست اور نظم مملکت کے راز بتائے جائیں گے۔ حکومت صرف ایسے بادشاہ کو سونپی جائے گی جو ظلم و تشدد کے احکامات براہِ راست جاری کرنے کے اہل ہوں اور اس معاملہ میں کسی قسم کی رعایت نہ کریں۔"

(E.Marsden , Protocoles, 24, P-149)

سلطنتِ داؤدؑ کی بحالی یعنی عظیم تر اسرائیل کے قیام کے بعد یہود کو یقین ہے کہ وہ مسیحا آئے گا جو ان کے دکھوں کا مداوا کرے گا۔

فصلِ دوم:

فری میسنری (FREE MASONRY)

یہودی پروٹوکولز میں صیہونی اکابرین نے دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنے کے لیے 3 اہم شعبہ جات کا چناؤ کیا تھا یعنی کہ معیشت، معاشرت اور سیاست ۔ سیاست کے میدان میں دنیا کی مختلف حکومتیں جو کہ صیہونی مفادات کے خلاف کام کر رہی ہوں ان حکومتوں کا تختہ الٹ کر وہاں پر اپنی مرضی کے حکمرانوں کو متعین کر کے ان کو سیاسی و معاشی مدد فراہم کرنا اور پھر اپنے ان ایجنٹوں کی مدد سے ملک کی خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

یہود کی فطرتِ ثانیہ رہی ہے کہ وہ جس ملک میں بھی جا کر آباد ہوتے ہیں وہاں اندرونِ خانہ ایک چھوٹی ریاست بنا لیتے ہیں اور اس ملک کے خلاف سازشوں کے جال بننا شروع کر دیتے۔ اگر وہ حکومت ان صیہونیوں کے مفادات کے خلاف کوئی کام کر رہی ہو تو وہ اس ملک کے باغی اور سازشی عناصر کے ساتھ مل کر ان کو سیاسی اور مالی معاونت فراہم کر کے حکومت کے خلاف کھڑا کر دیتے ہیں۔ اور یوں حکومتوں کا تختہ الٹ دیا جاتا ہے

۔

عالمی سیاست میں صیہونی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے یہودیوں نے دنیا کے بیشتر ممالک میں فری میسنری خفیہ تنظیم کو قائم کیا جو کہ فری میسنری کے لاج اور ٹمپلوں کے پیچھے سازشوں میں مصروف رہتے ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ فری میسنری ایک نہایت سرگرم یہودی خفیہ تنظیم ہے کہ جس سے یہودیوں نے بے پناہ فائدہ اٹھایا ہے۔ اس تنظیم نے صیہونی مفادات کے لیے ایسے ایسے اقدامات کیئے کہ جس سے اقوامِ عالم اور خصوصاً مسلم ممالک کی سیاست میں منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔

1۔ وجہ تسمیہ:

فری میسن سے مراد آزاد معمار ہیں۔ فری میسن کہلوانے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ ہیکل

سلیمانی کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو انعامات دیئے گئے تھے اور ان کے ذمے واجب الادا ٹیکس معاف کر دئیے گئے تھے۔اسی لیے ان کو فری میسن یا آزاد معمار کہتے ہیں۔

دوسری وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ معمار جو عمارتیں بناتے وقت ایک خاص قسم کا پتھر استعمال کرتے تھے جسے فری سٹون کہتے تھے۔اسی لیے یہ معمار فری میسن کہلوائے۔

یہ لوگ معماری کے آلات تیشہ، بیلچہ اور کدال وغیرہ کو علامتی معنی میں لیتے ہیں۔

''فری میسنری کے اراکین فری میسن کہلواتے ہیں۔فری میسن حضرات رضا کارانہ طور پر اپنے بنیادی مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد کرتے ہیں۔اسی لیے فری میسن یا آزاد معمار کہلواتے ہیں۔'' (7)

فری میسنری بنیادی طور پر ایک یہودی تنظیم ہے جو دنیا میں یہودی مفادات کے لیے سرگرمِ عمل ہے۔جس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ تنظیم ہمیشہ سے یہود کی مظلومیت کی داستان پیش کرتی چلی آرہی ہے اور فری میسنری کے پراسرار ماحول میں بنی اسرائیل کی داستان کے چیدہ چیدہ واقعات پیش کیئے جاتے ہیں۔

فری میسنری تنظیم میں رازداری کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔فری میسن کے ارکان اپنے رازوں کی بھرپور حفاظت کرتے ہیں اور کسی دوسرے غیر فری میسن کو ان کے ایک لفظ کی بھی سمجھ نہیں آتی۔یہاں تک کہ فری میسن کی مختلف ڈگریاں ہیں۔ایک ڈگری کا فری میسن دوسری ڈگری کے فری میسن حضرات کی سرگرمیوں سے مکمل بے خبر ہوتا ہے کیونکہ ہر ڈگری میں پہچان اور شناخت کے خفیہ کوڈز اور علامتیں ہیں۔عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں کہ

''لاج کے اندر جب لاج میں اجلاس وغیرہ ہو رہے ہوں کوئی تحریری ضابطہ کوئی نقشہ یا دوسرا تحریری مواد رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔یہاں ہر کام حافظے کی بنیاد پر انجام دیا جاتا ہے۔''(8)

فری میسن کے نمائندے جب کسی ڈگری میں داخل ہوتے ہیں تو اس بات کا حلف اٹھاتے ہیں کہ وہ فری میسنری کے رازوں کو نہ ہی لکھیں گے اور نہ ہی سینے کے علاوہ کسی جگہ انہیں محفوظ رکھیں گے اور مزید کہتے ہیں کہ

''خدانخواستہ میں رازوں کی حفاظت کرنے میں ناکام رہوں تو میری یہ سزا ہوگی کہ میرا گلہ کاٹ دیا جائے، میری زبان گدی سے کھینچ لی جائے، میرے جسم کو ساحل کی لہروں سے قریب ریت کے نیچے دبا دیا جائے جہاں ہر لمحہ دھتکارا ہوا ہوں گا۔''(9)

فری میسنری تنظیم اب عالمی سطح پر متحرک ہو چکی ہے اور معاشروں میں رفاہی کاموں کی آڑ میں لاج اور ٹمپل تعمیر کر کے دنیا کے سیاسی زعماء، سیاسی مدبرین، معیشت دانوں اور مفکرین کو اپنے دامِ فریب میں لا کر ان کو یہودی قومیت کے احیاء اور یہودی فلسفہ وفکر کی ترویج کے لیے استعمال کرتے ہیں۔فری میسنری تنظیم کے سرکردہ رہنما معاشرے میں دولت وشہرت کے بھوکے افراد کو اپنے دامِ فریب میں بھی پھنساتے ہیں جو کہ بعد میں ان کے آلہ کار بن کر صیہونی مقاصد کے لیے کام کرتے ہیں۔دولت وشہرت کے بھوکے لوگ آسانی کے ساتھ ان خفیہ تنظیموں کے آلہ کار اور ایجنٹ بن جاتے ہیں کیونکہ ان کو اسی بات سے غرض نہیں ہوتی کہ ان کو سیاسی ومالی معاونت کون سے خفیہ ہاتھ فراہم کررہے ہیں۔

یا پھر فری میسنری معاشرے کے ان افراد کو اپنے دامِ فریب میں لانے کی کوشش کرتی ہے کہ جو خاصی شہرت کے مالک ہوں جو مذہبی، معاشی یا سیاسی شہرت کے حامل افراد ہوں جو ان کے مفادات کے لیے موثر کردار ادا کر سکیں۔

فری میسنری تحریک صیہونیت کا دایاں بازو ہے جس نے صیہونیت کے لیے موثر کردار ادا کیا ہے یہ تحریک منظم طریقے سے اور مکمل رازداری کے ساتھ عالمی سطح پر مصروف عمل ہے۔

2۔فری میسنری کا آغاز:

فری میسنری ایک یہودی خفیہ تنظیم ہے اور رازداری اس کی بنیادی خصوصیت ہے۔اس تنظیم کے مکمل رازوں سے ابھی پردہ نہیں اٹھا ہے۔ یہاں تک کہ ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا اور انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا جو کہ جامع اور ضخیم ترین انسائیکلوپیڈیاز Encyclopedias سمجھے جاتے ہیں وہ اس تنظیم کے حقائق اور اس کے لاجوں کی اندرونی سرگرمیوں کے بارے میں خاموشی اختیار کر جاتے ہیں۔تاہم چند وہ حقائق منظرِ عام پر آئے ہیں کہ جو ان کے مصنفین کی تحریر کردہ کتابوں میں ملے ہیں یا پھر چند وہ حقائق ہیں کہ جو فری میسن لاج کے نمائندوں نے افشا کئے ہیں۔

"فری میسنری کا باقاعدہ آغاز 1717ء میں برطانیہ سے ہوا کہ جب لندن کی 4 معمار انجمنوں نے باہم مل کر گرینڈ لاج آف انگلینڈ کی بنیاد رکھی اور اس کے اصول وضوابط وضع کیے۔معماروں کی یہ انجمن خفیہ نہ تھی اور نہ ہی مزدوروں کے حقوق کے علاوہ اس کی کوئی سرگرمی تھی۔"

Stephen Knight لکھتا ہے کہ

"In 1717 freemasonary enters properly into history. Four London Lodges alone formed Grand Lodge and owed allegiance to it. " (10)

''1717ء میں فری میسنری کی تاریخ کا آغاز ہوا کہ جب لندن کی 4 لاجوں نے ایک عظیم لاج کی بنیاد رکھی اور اس کے ماتحت ہو گئے۔''

معماروں کی اس تنظیم میں گھسنے والے غیر معماروں نے ان تنظیموں کو منظم کر کے ان کے حق میں پروپیگنڈہ شروع کر دیا اور اپنے آپ کو دنیا کی قدیم ترین عمارتیں تعمیر کرنے والوں کے جانشین کہلوانے لگے۔ یہ وہ قدیم معمار تھے کہ جنہوں نے بابل، مصر، فارس اور یونان کی عالی شان عمارتوں کو تعمیر کیا تھا اور ان قدیم عمارتوں میں سے ایک ہیکل سلیمانی بھی ہے جو تعمیر کا ایک شاندار اور انوکھا نمونہ ہے جسے حضرت سلیمانؑ نے یہودیوں کی عبادت کے لیے تعمیر کروایا۔

یہودیوں نے فری میسنری تنظیم میں شامل ہو کر اس کو مکمل طور پر روحانیت کی طرف موڑ دیا اور خود کو ہیکل سلیمانی کے معماروں کے جانشین کہلوانے لگے۔ اس تنظیم کو روحانیت کی طرف موڑ کر یہودی اکابرین نے دنیا بھر کے یہودیوں کو ایک خفیہ پیغام دیا کہ حضرت سلیمانؑ کے حکم پر ہمارے بزرگوں نے عبادت کے لیے ہیکل سلیمانی کو تعمیر کیا تھا جسے غیر یہودی اقوام نے منہدم کر دیا ہے اور ہم ان معمار بزرگوں کے جانشین ہیں اور جانشین ہونے کے ناطے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ہیکل سلیمانی کو اس کی جگہ پر تعمیر کر دیں۔

فری میسنری کا باقاعدہ آغاز تو 1717ء میں لندن سے ہوا تھا اور امریکہ میں 1733ء میں فری میسنری نے اپنے کام کا آغاز کیا۔

"The first Masonic Lodge was established in the United State on April 13, 1722. In the United State it Yielded great influence . Infect many scholars believe that Freemasonry helped inspire the American revolution. There is also evidence that Freemasonry was influential in the formation of U.S. constitutions. It has even been theorized that the design on the back of American currency can be linked to Masonic signs and symbols."(11)

”3 اپریل 1733ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں پہلا میسونی لاج کھولا گیا۔امریکہ میں اس لاج نے کافی اثرورسوخ پیدا کرلیا۔بعض سکالر اس بات کا یقین کرتے ہیں کہ امریکہ کی تحریک آزادی میں فری میسنری نے کردار ادا کیا۔اس بات کے بھی ثبوت ہیں کہ فری میسنری امریکی اداروں میں بھی اثرورسوخ رکھتی ہے اور اس بات کا بھی قیاس کیا جاتا ہے کہ امریکی ڈالر کے پیچھے کی علامت میسنری کی علامات سے ملتی جلتی ہے۔“

اسلامی ممالک میں فری میسنری نے اپنا آغاز سلطنتِ عثمانیہ سے کیا کیونکہ یہ سلطنت صیہونی مفادات کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی۔فری میسنری نے اپنی تاریخ کے آغاز کے فوراً بعد یعنی 1784ء سے کام شروع کر دیا تھا۔اس وقت ترکی میں اکادکا فری میسن لاج تھیں۔

بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

”1830ء میں یورپی اقوام نے یورپ کے مردِ بیمار ترکی میں اپنا اثرورسوخ بڑھانے اور سازشوں کی پشت پناہی کے لیے نئی ماسونی لاجیں کھولیں۔پہلی لاج قسطنطنیہ میں گرینڈ لاج آف انگلینڈ کی اجازت سے کھولی گئی۔“(12)

مصر میں بھی فری میسنری نے اپنے لاج کھولے مصر کی سیاسی اہمیت اور معاشی ترقی کی وجہ سے فری میسنری نے مصر کی سیاست میں سازشوں کے جال بننے شروع کر دیے تھے۔1798ء میں مصر میں پہلی فری میسن لاج کھولی گئی اور یوں فری میسنری کے مصر کے معاشرے میں سرایت کرنا شروع کر دیا۔

1939ء میں فری میسنری نے شام میں بھی اپنے کام کا آغاز کیا۔فری میسنری کی مخالفِ اسلام سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے عراق کے 14 جولائی 1958ء کے انقلاب کے بعد اور پاکستان میں 1969ء میں اس تنظیم پر پابندی لگا دی گئی۔مگر اس کے بعد بھی اس تنظیم نے خفیہ طریقوں سے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔

3۔فری میسنری کی تنظیم:

فری میسنری ایک یہودی خفیہ تنظیم ہے جو عالمی سطح پر قائم ہے۔یہ تنظیم تحریکِ صیہونیت کا اہم بازو ہے۔امریکہ اور یورپ کے کسی بھی شہر میں چلے جائیں تو وہاں پر عظیم الشان فری ٹمپل اور ماسونی ہال دکھائی دیتے ہیں۔فری میسن حضرات معاشرہ کے مقتدر لوگوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنساتے ہیں اور ان کو آہستہ آہستہ فری میسن لاجوں میں لایا جاتا ہے۔

فری میسنری تنظیم اپنے اراکین کومختلف ڈگریوں میں تقسیم کرتی ہے۔ ہر ڈگری کے اپنے اصول اور قواعد وضوابط ہوتے ہیں۔ایک ڈگری کا فری میسن دوسری ڈگری کے فری میسن کے مقاصد اور اس کے کاموں سے مکمل طور پر بے خبر ہوتا ہے۔ کیونکہ رازداری کواس تنظیم میں خاصی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص اس کے رازوں کوافشا کرتا ہے تواس کی سزا موت تجویز کی جاتی ہے۔فری میسنری کے ابتدائی 3 درجے اس کے روح رواں ہوتے ہیں اوران کوحاصل کیے بغیر کوئی بھی شخص فری میسن سلسلہ میں داخل نہیں ہوسکتا ہے اور نہ ہی فری میسن کہلاسکتا ہے۔

فری میسنری کے ابتدائی درجے درج ذیل ہیں۔

(1) نوآموز (Apprentice):

فری میسنری تنظیم میں پہلی بار داخل ہونے والا شخص نوآموز کہلاتا ہے۔میسونی لاج جوہیکل سلیمانی کی نمائندہ عمارت ہے وہ شخص اس میں داخل ہوتا ہے اور بطور ابتدائی فری میسن اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے۔

پہلی ڈگری کا حلف: پہلی ڈگری میں داخلے کے وقت امیدوار یہ حلف اُٹھاتا ہے:

"I (name) in the presence of Almighty God , most solemnly promise and swear that I will always hail, ever conceal and never reveal any of arts parts and of the poirits of the Hidden mysteries of Freemasonry, binding myself under the penalty than that of having my throat out across, my tongue torn out, my body buried in the rough sands of the sea."(13)

''میں خداءِ بزرگ و برتر کی موجودگی میں وفاداری کے عہد کے نبھانے کا حلفاً اقرار کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ وفادار رہوں گا۔ میں ہمیشہ رازوں کی حفاظت کروں گا اور فری میسنری کے کوئی راز،کوئی اشارہ کسی بھی طریقے سے نہ بتاؤں گا۔اگر میں ایسا کرنے میں ناکام رہا تو میری سزا یہ ہوگی کہ میرا گلا کاٹ دیا جائے۔میری زبان گدی سے کھینچ لی جائے،میرے جسم کوسمندر کی لہروں سے قریب دبا دیا جائے۔''

فری میسری کے چیدہ چیدہ افراداس موقع پرنوآموز کو چند خفیہ کوڈز سے آگاہ کرتے ہیں جس کی

مدد سے وہ اپنے فری میسن بھائیوں کو پہچانتے ہیں۔ مثلاً پہلی ڈگری کے فری میسن کو بتایا جاتا ہے کہ

''دوسرے فری میسن سے ہاتھ ملاتے وقت دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کے بائیں ہاتھ کی پہلی پور کے اوپر جوڑ سے ذرا نیچے دباؤ دیں۔ اس سے آپ دن ہو یا رات کسی بھی وقت اپنے مخالف کو بطور میسن شناخت کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی پاش ورڈ بوآز (B.O.A.Z) کہنا ہوگا۔(14)

Password

2۔ساتھی معمار(Fellow Craft):

نو آموز جب ہیکل سلیمانی کے احاطہ میں داخل ہوتا ہے تو ماسونی لاج میں دوسرا درجہ حاصل کرتا ہے تو اسے ساتھی معمار کہتے ہیں۔

دوسری ڈگری کا حلف:

"He swears on the bible , in the presence of Almighty God , under the penalty than of having my breast open... and my heart & lungs thrown over my lift shoulder... so help me God." (15)

''وہ عظیم خداءِ بزرگ و برتر کی موجودگی میں بائیبل پر یہ حلف اٹھاتا ہے کہ اگر میں رازوں کی حفاظت نہ کر سکا تو میرا سینہ چیر کر دل اور پھیپھڑے نکال کر ہوا میں بکھیر دیے جائیں۔ اے خدا مجھے استقامت دے ''۔

دوسری ڈگری کے فری میسن کو بھی چند خفیہ کوڈز اور علامتیں دی جاتی ہیں مثلاً اس ڈگری کے لیے علیحدہ علامات استعمال ہوتی ہیں۔ اس کا علیحدہ پاس ورڈ اور ہاتھ ملانے کا انداز ہے۔

''اس میں مقابل میسن برادر کے ہاتھ کی پشت پر پہلی اور دوسری انگلی کے بنیادی جوڑ کے درمیان پہنچی جگہ پر انگوٹھے سے دباؤ ڈالا جاتا ہے اور خفیہ ورڈ شبولیتھ (Shiboleth) استعمال کیا جاتا ہے۔''(16)

3۔ماسٹر میسن(Master Mason)

جب ساتھی معمار اس قابل ہو جائے کہ ہیکل سلیمانی کی مقدس ترین جگہ پہنچ جائے اور اس کے راز کو معلوم کر سکے اور باقی فری میسن کو رسومات ادا کرنے میں مدد فراہم کرے تو میسن کہلاتا ہے۔

تیسری ڈگری کا حلف:

"He swears under the penalty than that of having my body served in

two , my bowels taken from thence and burn to ashes... so help me God."(17)

''وہ حلف اٹھاتا ہے کہ (رازوں کی حفاظت نہ کرنے کی صورت میں) میرے جسم کے ٹکڑے کردئے جائیں اور انتڑیوں کو نکال کر جلا دیا جائے اور خاک بکھیر دی جائے۔۔۔اے خدا مجھے استقامت دے۔''

پہلی اور دوسری ڈگری کی طرح سے تیسری ڈگری میں فری میسن حضرات کو شناخت کے لیے چند علامات اور کوڈز دیے جاتے ہیں جس سے اس تیسری ڈگری کا فری میسن بھائی اپنے تیسری ڈگری کے فری میسن بھائی کو پہچانتا ہے۔

''اس میں دوسرے برادر کے ہاتھ کی پشت پر بڑی انگلی کے ابھار اپنے انگوٹھے سے معمولی دباؤ ڈالنا ہے اور خفیہ لفظ جے چن (JACHIN) استعمال ہوتا ہے۔''(18)

4۔فری میسنری کا طریقہ کار:

فری میسنری تنظیم نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے عالمی سطح پر فری میسن لاج اور ٹمپل قائم کیے جن کو انہوں نے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر رفاہی اداروں کا نام دیا ہے جو کہ معاشرے کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لیے کام کررہے ہیں جو کہ فلاحی کاموں میں اور غریب و نادار افراد کو امداد فراہم کرتے ہیں۔

جب کہ لاج اور ٹمپل کے پردوں کے پیچھے یہودی ذہن معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے، ملک میں سیاسی انتشار اور صیہونیت کے حق میں پرچار کررہے ہیں یہ لاج اور ٹمپل درحقیقت ملک کے سازشی اور غدار عناصر کو تحفظ فراہم کرنے والے پلیٹ فارم ہیں۔

فری میسنری کے لاج اور ٹمپل دراصل سازشی عناصر کے لیے محفوظ مقامات ہیں اس وجہ سے لوگ آسانی کے ساتھ ان کی طرف راغب ہوجاتے ہیں اور ان کو کسی قسم کی مشکل اور سیکورٹی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے۔

فری میسنری کے سرکردہ لیڈروں کو بھی معاشرہ میں اپنے ایجنٹ ڈھونڈنے اور انہیں اپنے دامِ فریب میں لانے کے لیے رکاوٹوں کا سامنا نہیں ہوتا۔ وہ معاشرے کے اہم افراد کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں۔ یہ وہ افراد ہوتے ہیں جو صیہونی مفادات کے لیے موثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔ یہ معاشرہ کے وہ افراد ہوتے ہیں کہ جو اقتدار کے بھوکے، ملک دشمن، باغی اور مفاد پرست ہوتے ہیں۔ فری میسن تنظیم ان افراد کو بطور آلہ کار استعمال کرتی ہے۔ تنظیم ان سازشی و باغی عناصر کو معاشرت اور سیاست میں مدد فراہم کرکے اہم مقام دلواتی ہے اور پھر یہ لوگ لاعلمی میں صیہونی

فری میسنری
پہلی ڈگری
دوسری ڈگری
تیسری ڈگری

مفادات کے لیے سرگرم ہو جاتے ہیں اور اصل حقائق سے مکمل طور پر بے خبر ہوتے ہیں کہ وہ کن خفیہ ہاتھوں کے آلہ کار بن چکے ہیں اور ان کی منفی سرگرمیوں کی وجہ سے کن عناصر کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

ڈاکٹر غلام فرید بھٹی لکھتے ہیں کہ

"Freemasonry likes to take into its fold only high officials of a country , civil or military , top figures in foreign or native firms. There is no bar of caste, colour, religion or nationality for joining the organization." (19)

''فری میسنری اپنے حلقہ میں ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کو لینا پسند کرتی ہے۔ سول یا فوجی اداروں کے اعلیٰ عہدیدار یا پھر غیر ملی یا علاقائی جانے پہچانے لوگ اس تنظیم میں شمولیت کے لیے ذات، رنگ، مذہب یا قومیت کی کوئی شرط نہیں ہے۔''

یہی وجہ ہے کہ فری میسنری میں یہودی عیسائی مسلمان اور ہندو بھی شامل ہیں اور وہ اس بات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ فری میسنری خفیہ مذہبی تحریک ہوتی تو اس میں سے صرف یہودی مذہب رکھنے والے اشخاص شامل ہوتے جب کہ اس میں ہر مذہب ہر رنگ اور قومیت کے لوگ شامل ہیں۔

سلطنتِ عثمانیہ کے زوال میں اس فری میسن تنظیم نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ فری میسنری نے سلطنت کے باغی و سازشی ٹولہ کو ہر طرح سے مدد فراہم کی لاج اور ٹمپل ان کی خفیہ سرگرمیوں میں پلیٹ فارم کی حیثیت سے تحفظ فراہم کر رہے تھے۔ ینگ ترک صیہونی ہاتھوں میں کھلونا بنے ہوئے تھے۔ مگر مکمل طور پر اس بات سے بے خبر تھے کہ وہ کن کے مفادات کے لیے سرگرم ہیں اور پہلی جنگ عظیم کے بعد جب مغربی ممالک میں ترکی کی بندر بانٹ شروع ہوئی تو تب ان کی آنکھیں کھلیں کہ وہ تحریک جو انہوں نے آزادی و ترقی کے نام سے شروع کی تھی دراصل وہ غلامی اور پسماندگی کی طرف لے گئی۔

فری میسنری تنظیم میں رازداری کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ اس تنظیم کے اصل حقائق اور مقاصد کے بارے میں اس تنظیم کے چند اہم اور چیدہ چیدہ افراد کو پتہ ہوتا ہے۔

فری میسن حضرات ان لاجوں اور ٹمپلوں میں خفیہ تقاریب منعقد کرتے ہیں جس میں فری میسنری کے سردار، یہودی اکابرین کا روپ دھارتے ہیں اور بنی اسرائیل کی تاریخ کے چیدہ چیدہ واقعات بیان کرتے ہیں

اور انہی کی بنیاد پر انہیں اخلاق درس دیا جاتا ہے۔

مصباح الاسلام فاروقی، یہودیوں ان خفیہ تقاریب کی کارروائی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"Freemasons enact and dramatize in their lodges the stories and the fable of Jewish golden era, the old temple days, and try to relive their past in the rituals and ceremonies, in the atmosphere and the General layout of the interior of Freemasons Hall." (20)

''فری میسنری اپنے لاجوں میں یہودی سنہری تاریخ کی کہانیاں اور فرضی قصوں کی تمثیل پیش کرتی ہے اور فری میسنری کے پراسرار ماحول میں رسوم و تقاریب کے ذریعے اپنے ماضی کو یاد کرتے ہیں۔''

ان تقاریب میں ان کو بتایا جاتا ہے کہ ہیکل سلیمانی ان کی ایک عظیم عبادت گاہ تھی۔ یہ یہودی شان و شوکت کا مظہر تھی آج اس کی جگہ مسجد اقصیٰ تعمیر ہے جس کو مسمار کر کے دوبارہ ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا ہے تاکہ دنیا کے تمام یہودی اس مرکز پر جمع ہوسکیں اور خداوند یہوا کی تعریف کے گیت گاسکیں۔

لاجوں کی ان تقاریب کے ذریعے یہودیوں کو ایک سوچ اور فکر دی جاتی ہے اور ان کو روحانیت کی طرف بلایا جاتا ہے۔ ان کو ان کے آباؤ اجداد کے شاندار ماضی اور ان کی عظیم سلطنتِ یہود کے شاندار واقعات سنائے جاتے ہیں۔

لاجوں اور ٹمپلوں کی یہ تقاریب نہایت ہی خفیہ رکھی جاتی ہیں۔ یہودی پروٹوکولز میں ہے کہ

''ہم فری میسنری کی سرگرمیوں کو اس طرح سے منظم کریں گے کہ ہمارے بھائی بندوں کے سوا کسی کو بھی ان کا علم نہ ہوگا یہاں تک کہ ہمارے حکم پر موت کے منہ میں جانے والوں کو بھی اس کا علم نہ ہوگا۔'' (21)

اقوام عالم کی سیاست میں جتنے بھی فتنے اٹھے ان فتنوں کی آماجگاہ یہودی ذہن ہی رہے۔ دنیا کی سیاست میں جتنے بھی واقعات رونما ہوئے ہیں ان کے پیچھے یہودی خفیہ تنظیم فری میسنری ہی سرگرم رہی ہے۔ فری میسنری امریکہ، برطانیہ، فرانس، وسطِ یورپ، ایشیا اور بیشتر افریقی ممالک میں سرگرم ہے۔ اس تنظیم سے وابستہ ذیلی تنظیمیں ہیں کہ جنہوں نے دنیا میں پھیلے ہوئے یہودی مفادات کی خاطر فتنہ انگیزیوں کا بازار گرم کر رکھا ہے۔

محمد انیس الرحمن لکھتے ہیں کہ

''میسونی تحریک سے وابستہ تحریکوں کا مختلف ادوار میں انکشاف ہوتا رہا ہے۔ میسونی تحریک

سے وابستہ خطرناک تنظیم کا نام P-2 ہے۔جس کا گرینڈ ماسٹر جان للی تھا۔اس تنظیم نے دہشت گردی اور قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔"(22)

5۔فری میسنری بطور خفیہ تنظیم:

یہودی تاریخ کا مطالعہ کریں تو بات واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے اقوامِ عالم کے خلاف جتنی بھی کارروائیاں کی ہیں ان میں رازداری کو اہمیت حاصل رہی ہے۔ یہود نے اپنے رازوں کی حفاظت کی ہے اور حتیٰ الامکان اپنے رازوں اور منصوبوں کو غیر یہود اقوام پر افشا نہیں ہونے دیا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کی گرفتاری سے لیکر صلیب کے جانے تک یہودی سازش اور منصوبہ بندی کا عمل دخل تھا مگر کہیں بھی یہودی دامن پر دھبہ نہ لگا اور یہ ان کی رازداری کا ہی کمال تھا۔ یہود کا نام کسی بھی مرحلہ پر ظاہر نہیں ہوا اور تمام تر الزام رومی حکومت پر لگا۔

حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ کی شہادت میں مکمل طور پر یہودی منصوبہ بندی تھی۔جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں یہودیوں نے انتہائی رازداری کے ساتھ دو مسلمان گروہوں کو مدِ مقابل کر دیا۔سقوطِ اندلس کا تمام تر الزام عیسائیوں پر لگا اور اس موقع پر بھی یہودی اپنا دامن بچا کر نکل گئے۔سلطنتِ عثمانیہ کے خلاف جماعت اتحاد و ترقی برسرِ پیکار تھی مگر ان کے پیچھے یہودی بڑی رازداری کے ساتھ سرگرمِ عمل تھے۔

ٹوئن ٹاورز کو ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ تباہ کر کے عیسائی طاقت کو عالم اسلام کے خلاف برسرِ پیکار کر دیا مگر کہیں بھی یہودی منصوبہ بندی کے راز ظاہر نہ ہوئے۔

اسی رازداری کو بنیاد کر یہودیوں نے سیاسی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے فری میسنری تنظیم کی بنیاد رکھی جو نہایت ہی رازداری کے ساتھ اپنے مقاصد کے حصول کے لیے سرگرم ہے۔ یہود اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ فری میسنری یہودی خفیہ تنظیم نہیں ہے۔ بلکہ معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لیے قائم کیے جانے والے رفاہی ادارے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ تنظیم خفیہ نہیں ہے تو اس کی تقاریب خفیہ اجلاسوں میں کیوں منعقد کی جاتی ہیں اور اس تنظیم کے اراکین کی فہرست کو منظر عام پر کیوں نہیں لایا جاتا ہے۔

مصباح الاسلام فاروقی اس تنظیم کے خفیہ ہونے کے شواہد پیش کرتے ہیں جس سے اندازہ لگایا

جاسکتا ہے کہ فری میسنری یہودی خفیہ تنظیم ہے یا ایک رفاہی ادارہ۔

1۔ ''کسی اعلیٰ درجے کے پولیس آفیسرز اگر ملک کے کسی بھی فری میسن ہال میں داخل ہونا چاہے اور خصوصاً اس وقت کہ جب اس کا اجلاس منعقد ہو رہا ہو تو اس اعلیٰ عہدیدار کو دروازہ پر کھڑے ہوئے دربان ایک قدم بھی اندر نہیں جانے دیں گے۔''

2۔ اگر حکومت کا کوئی اعلیٰ عہدیدار اس تنظیم کے سربراہ یا کسی دوسرے ممبر سے اس لاج کے اراکین کی فہرست طلب کرے تو شدت کے ساتھ اس کا انکار کر دیا جائے گا۔'' (23)

فری میسنری ایک یہودی خفیہ تنظیم ہے اور اس کے خفیہ ہونے کے لیے مصباح الاسلام فاروقی کے یہ دو دلائل ہی کافی ہیں کہ یہ تنظیم ہے کہ نہیں۔

اگر یہ تنظیم رفاہی ادارہ ہی ہے تو اس کے اجلاس میں جانے اور اس کے ممبران کی فہرست ظاہر نہ کرنے میں کیا حکمت عملی پوشیدہ ہے۔ اس کے اجلاس لاج اور ٹیمپلوں کے پردوں کے پیچھے خفیہ طور پر کیوں منعقد کیے جاتے ہیں۔

جب 1906ء میں صیہونی دستاویزات (یہودی پروٹوکولز) طشت از بام ہوتی ہیں تو فری میسنری تنظیم کے بارے میں خود یہودی اکابرین اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ ایک یہودی تنظیم ہے۔

یہودی پروٹوکولز میں ہے کہ

''فری میسنری کی سرگرمیاں ہمارے عزائم کی پردہ پوشی کرتی ہیں اور ہماری قوت کے منصوبے بھی لوگوں سے اوجھل رہتے ہیں اور ان کے اسرار کو کوئی سمجھ نہیں سکتا ہے۔'' (24)

یہودی پروٹوکولز میں صیہونی اکابرین نے خود فری میسنری کو ایک خفیہ تنظیم کہا ہے۔

فری میسنری تنظیم کے خفیہ ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ تمام انسائیکلو پیڈیاز جو دنیا بھر کی معلومات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں فری میسنری کے حقائق کے بارے میں خاموش ہیں۔

فری میسنری تنظیم کے اجلاس نہایت ہی رازدارانہ ہوتے ہیں اور ان کے اصل حقائق منظر عام پر نہیں آتے ہیں وہ لوگ جو فری میسنری کے ممبر نہیں ہیں وہ اس کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں سیکھ سکتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ممبر بننے والے ابتدائی درجہ کے فری میسن حضرات بھی اس کی مکمل سرگرمیوں سے بے خبر ہوتے ہیں

ڈاکٹر غلام فرید بھٹی لکھتے ہیں کہ

"A person belonging to a particular degree can fraternize with the member of same degree only, and this categorization is so strictly observed that a man belonging to one degree members can never learn the objects, purpose and secret designs of other Degree member." (25)

''کسی خاص ڈگری کا ایک شخص صرف اپنی ہی ڈگری کے اشخاص سے روابط قائم رکھ سکتا ہے اور ڈگریوں کو اتنی سختی سے چیک کیا جاتا ہے کہ ایک ڈگری کا شخص دوسری ڈگری کے اراکین کے مقاصد اور خفیہ علامات کے بارے میں کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا۔''

فری میسنری تنظیم کے خفیہ ہونے کی انتہا ہے کہ ایک ہی تنظیم کو مختلف ڈگریوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ایک ڈگری کا فرد اسی تنظیم کے دوسری ڈگری کے افراد سے نہ ہی روابط رکھ سکتا ہے اور نہ ہی ان کی سرگرمیوں مقاصد اور اہداف کے بارے میں جان سکتا ہے۔

فری میسنری کے اراکین کو کوڈورڈز (Code Words) بتائے جاتے ہیں جن کو وہ استعمال کرتے ہیں اور انہی کے ذریعے سے وہ ایک دوسرے کو معلومات فراہم کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں

-

مصباح اسلام فاروقی لکھتے ہیں کہ

''کسی اجنبی ملک میں کسی فری میسن کو کسی دوسرے فری میسن کے ساتھ تعارف کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے بلکہ وہ ایک مخصوص انداز میں دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے اور دوسرا خود بخود جان جاتا ہے کہ دروازے پر اس کا فری میسن بھائی ہے۔'' (26)

بالکل اسی طرح سے جب کسی معاشرتی اجلاس یا کسی میٹنگ میں یہ لوگ اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کو ایک دوسرے سے تعارف کرانے کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ وہ مخصوص حرکات وسکنات سے اس چیز کا پتہ چلاتے ہیں کہ اس معاشرتی اجتماع میں ان کے کتنے فری میسن بھائی موجود ہیں۔

مثال کے طور پر اگر فری میسن برادری کا کوئی شخص کسی اجتماع میں اپنی شناخت کروانا چاہتا ہے کہ وہ فری میسن کا نمائندہ ہے تو وہ جسم کی حرکات وسکنات سے اس چیز کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً تکون △ صیہونیت کی

علامت ہے جسے وہ آنکھ سے تعبیر کرتے ہیں۔اپنی پہچان کرانے کے لیے فری میسن برادری کا وہ نمائندہ اپنے کوٹ یا واسکٹ کے بٹن میں انگلیاں ڈالتا ہے اوران بٹن اور کوٹ کے سرے کی مدد سے ایک تکون بناتا ہے۔فری میسن برادری کا ہر وہ نمائندہ جو وہاں موجود ہوتا ہے اسی طرح کا ردعمل دیتا ہے جس سے تمام فری میسن ایک دوسرے کو پہچان جاتے ہیں۔" (27)

فری میسنری ایک خالصتاً یہودی تنظیم ہے جو صیہونی مفادات کے تحفظ کے لیے نہایت رازداری کے ساتھ سرگرمِ عمل ہے۔اس تنظیم نے رفاہی ادارہ کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے اوراس کا مقصد ہیکل سلیمانی کی تعمیر اور یہود کی نشاۃ ثانیہ کے لیے کی جانے والی کوششوں کو عملی جامہ پہنانا ہے۔

اے ایس میک برائڈ جو کہ فری میسنری تنظیم کا اعلیٰ عہدیدار تھا اس نے اپنی کتاب "Speculative Masonry its evolution and its Landmarks" جو دراصل اس کے فری میسنری اجلاس میں دیے گئے لیکچرز ہیں وہ فری میسنری کے بارے لکھتا ہے کہ

"The mission of Gunshot is the death and destruction of the University, knowledge of church, salvation of Freemasonry , the building of ideal temple."(28)

"فری میسنری کا مقصد اس کی غلامی ، یونیورسٹی ،علم اور چرچ کی تباہی و بربادی ہے اوراس کا مقصد مثالی ہیکل کی تعمیر ہے۔"

وہ ایک جگہ پر لکھتا ہے کہ

"The central motive idea of its existence , the building of its divine temple." (29)

"فری میسنری کا محرک اور وجود کا تصور شاندار ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہے۔"

"This temple is the grand landmark the highest and the grandest ideal of masonry."(30)

"فری میسنری کا سب سے بڑا مقصد سب سے بڑی پہچان اور سب سے بلند و بالا ہیکل کی تعمیر ہے۔"

جب ایک فری میسن کا نمائندہ اپنی کتاب میں فری میسنری کے مقاصد کو بیان کرتا ہے اوراپنی

برادری کے دوسرے افراد کو تعلیم دیتا ہے تو ان کو ہیکل کی تعمیر کے لیے ابھارتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر فری میسنری کا مقصد ہے تو اس تنظیم کو رفاہی ادارے کا نام دینا دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ بھلاوہ تنظیم کہ جس کا مقصد قدیم ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہے وہ کیوں کر ایک معاشرتی رفاہی ادارہ ہو سکتی ہے۔

محمد عبدالمجید صدیقی لکھتے ہیں کہ

"فری میسنری یہود کی خفیہ تنظیم ہے جو آج بھی دنیا میں یہودی مقاصد کو آگے بڑھانے میں مدد فراہم کر رہی ہے اور یہودیوں کو مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اس نے بظاہر انسانیت، اخلاق اور بھائی چارے کا روپ دھار رکھا ہے مگر حقیقت میں یہ نہایت ہی پراسرار اور خطرناک تاریکی میں ڈوبی ہوئی تحریک ہے۔" (31)

فری میسن حضرات نے اس تنظیم کی خفیہ سرگرمیوں کو چھپانے کے لیے اسے فلاحی اداروں اور کلبوں کا نام دے رکھا ہے اور اس تحریک کو مذہبی تحریک کا نام نہیں دیتے ان کے بقول کہ اگر یہ مذہبی تحریک ہوتی تو اس میں صرف یہودی لوگ شامل ہوتے۔ جب کہ اس میں عیسائی، مسلمان اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ مذہبی تحریک نہیں ہے تو اس کی سرگرمیوں کو خفیہ کیوں رکھا جاتا ہے اس کے ارکان مختلف ڈگریوں میں تقسیم ہیں۔ ایک ڈگری کا رکن دوسری ڈگری کے اصول وضوابط اور دوسری چیزوں کے بارے میں معلومات حاصل کیوں نہیں کر سکتا ہے۔

سٹیفن نائٹ Stephen Knight لکھتا ہے کہ میں نے انہی رازوں سے پردہ اٹھانا چاہا ۔کیا فری میسنری ایک رفاہی ادارہ ہے یا ایک یہودی مذہبی خفیہ تحریک ہے۔ وہ لکھتا ہے

"کہ جب میں نے ایک فری میسن سے اس کے بارے میں جاننا چاہا تو اس نے کہا کہ اس تنظیم کی مثال تو روٹری کلب اور ٹینس کلب کی طرح سے ہے تو سٹیفن نے اعتراض کیا کہ روٹری کلب یا ٹینس کلب کے اراکین خفیہ اجلاس منعقد نہیں کرتے جبکہ فری میسن کے علیحدہ لاج ہیں وہ پناہ گاہیں ہیں کیا فری میسن حضرات وہاں اپنے Diety کے سامنے جھکتے نہیں وہ تورات پر حلف نہیں اٹھاتے۔ اگر یہ روٹری کلب ہے تو یہ سب کچھ کیا ہیں" (32)

ان تمام حقائق سے یہ بات روز روشن کی طرح سے عیاں ہوتی ہے کہ فری میسنری ایک یہودی خفیہ تنظیم ہے جو عالمی سیاست میں صیہونی تسلط کے لیے سازشوں میں مصروف ہے۔ اس کے مقاصد، اس کے اجلاس اس کی ڈگریاں اور ان افراد کی رازداری اس تنظیم کے خفیہ اور یہودی تنظیم ہونے کے ٹھوس ثبوت ہیں۔

6۔فری میسنری کے مقاصد:

فری میسن تنظیم کے قیام کے بعد اس تنظیم کے یہودی فری میسن ممبروں نے اس تنظیم کو روحانیت کی طرف موڑ دیا تھا انہوں نے اپنے آپ کو ہیکل تعمیر کرنے والے معماروں کے جانشین کہا اور ان کے جانشین ہونے کے ناطے ہیکل سلیمانی کو دوبارہ تعمیر کرنا ان کا اولین مقصد ہے۔

ان یہودیوں کے بقول جہاں آج مسجد اقصی کھڑی ہے وہاں پر حقیقت میں ہیکل سلیمانی کی بنیادیں ہیں۔ جسے مسلمانوں نے منہدم کر دیا ہے۔ یہودی بیت المقدس کو ایک خالصتاً یہودی ریاست بنانے کے خواہاں ہیں ایک یہودی ربی یوسف بن ییٹم نے کہا ہے کہ

"Until we perform our prayers and rituals in the temple, we shall be only half Jews." (33)

''جب تک ہم ہیکل سلیمانی میں اپنی مذہبی رسومات اور عبادات ادا نہیں کرتے ہم آدھے یہودی ہوں گے۔''

یہودی ربی اس چیز کا پروپیگنڈہ جگہ جگہ کر رہے ہیں کہ ہیکل سلیمانی کی تعمیر ان کے لیے کتنی ضروری ہے کہ اگر وہ ہیکل کے اندر اپنی مذہبی رسومات اور عبادات ادا نہیں کر سکتے تو وہ یہودی کہلوانے کے حقدار نہیں ہیں۔

فری میسنری کا سب سے بڑا مقصد ہیکل سلیمانی کی تعمیر کرنا ہے کہ جس کو حضرت سلیمان نے یہودیوں کی عبادت کے لیے تعمیر کیا تھا۔

A S Macbride اپنی کتاب

"Speculative masonry its Evolution and its landmarks."

میں فری میسنری تنظیم کا مقصد اس طرح سے ظاہر کرتا ہے۔

" The mission of the masonry being the building of ideal temple, he is the true mason, who works true to the place of temple." (34)

''میسنری کا مقصد شاندار ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہے اور وہ وہی سچا فری میسن ہے جو سچائی کے ساتھ ہیکل کی وسعت کے لیے کام کرتا ہے۔''

فری میسنری تنظیم کا دوسرا بڑا مقصد سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ کر کے مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ بکھیر کر عالمی سیاست میں ان کے سیاسی اثر و رسوخ کو ختم کرنا تھا۔ تاکہ ارض فلسطین میں ایک خالصتاً یہودی ریاست کے قیام میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے ۔سلطنت عثمانیہ کے خلاف فری میسن تنظیم صرف اسی لیے سرگرم ہوئی تھی کہ سلطان عبدالحمید نے فلسطین میں صیہونی آبادکاری کی تجویز کو شدت کے ساتھ رد کر دیا تھا۔

فری میسنری تنظیم کا ایک اور مقصد دنیا کے مقتدر ممالک امریکہ، برطانیہ، روس اور فرانس کی سیاست میں ایک ایسے طبقہ کو فروغ دینا ہے جو اس ملک میں صیہونی مفادات کے لیے کام کرے اور یہ طبقہ براہِ راست ان ممالک کی خارجہ پالیسی اور منصوبوں پر اثر انداز ہو اور یہودیوں کی یہی فطرت ثانیہ رہی ہے۔ کہ وہ کسی بھی ملک میں رہتے ہوئے اندرون خانہ ایک چھوٹی ریاست بنا کر صیہونی مفادات کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہو جاتے ہیں۔

یہود اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ عالم اسلام صیہونی مقاصد کی تکمیل میں واحد مضبوط رکاوٹ ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی فری میسنری کو مسلم ممالک میں متحرک کیا عصرِ حاضر میں فری میسنری اور اس کی ذیلی تنظیمیں مکمل طور پر عالم اسلام کے خلاف برسرِ پیکار ہیں جو اپنی مختلف سرگرمیوں سے عالم اسلام کی سیاسی صورتحال کو توڑ پھوڑ کا شکار کرنا چاہتی ہیں۔

فری میسنری تنظیم ہمیشہ صیہونی مفادات کے لیے سرگرم رہی ہے۔ امریکہ کی جنگ آزادی، انقلاب فرانس اور روسی انقلاب میں فری میسنری نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ فری میسنری کی تنظیم نے اٹلی کے با اثر افراد کو اپنے حلقہ ارادت میں لے کر یہودی مقاصد کی راہ ہموار کی ہے۔

محمد انیس الرحمٰن لکھتے ہیں کہ

"اٹلی کا مشہور جنرل G. Allevena جو کہ ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ بھی تھا، فری میسنری تنظیم کے باقاعدہ رکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیتا رہا ہے اور اپنے ملک کے سیاسی معاملات کے متعلق حساس دستاویزات اپنے آقا گرینڈ للّی کو دیتا رہا ہے۔" (35)

فری میسنری کے اقوام عالم پر اثرات

فری میسنری تنظیم اقوام عالم کی سیاست پر بری طرح سے اثر انداز ہو رہی ہے۔ دنیا کے بڑے

بڑے ممالک بھی اس کے اثرات سے محفوظ نہیں ہیں۔ برطانیہ ہے یا امریکہ اس تنظیم نے ان ممالک کی سیاست میں اپنے آلہ کار اور ایجنٹ بنا رکھے ہیں جو صیہونی مفادات کے تحفظ اور بقا کے سرگرم ہیں۔

ویٹی کن سٹی جو کہ عیسائیت کا مقدس شہر ہے جو ایک خالصتاً عیسائی شہر ہے فری میسنری وہاں پر بھی سرگرم ہے اور صیہونی مفادات کے لیے کام کر رہے ہیں۔

سٹیفن نائٹ جو کہ فری میسنری کا ایک سرگرم رکن تھا جب اس نے فری میسنری کے حقائق سے پردہ اٹھایا تو دنیا یہ جان کر حیران ہو گئی کہ ویٹی کن میں فری میسنری مکمل طور متحرک ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ

"Inside sources have informed me that behind all this disarry in the Vatican there may well have been a small number of masons prelates, specially an archbishop who in july 1975 was dismissed from his post when unquestionable proof of his being a Freemason was submitted to pope."(36)

''اندرونی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شواہد کے باوجود ویٹی کن سٹی میں پاپ کی کچھ تعداد میسنری کے ارکان ہی ہے۔ خصوصی طور پر لاٹ پادری کو غیر مصدقہ اطلاعات کے اوپر اس وقت اپنے عہدے سے معطل کر دیا گیا جب اس کے میسن ہونے کی اطلاع پوپ کو دی گئی۔

وہ مزید لکھتا ہے کہ

"I have become aware that a number of popes had condemned the masonry."(37)

''مجھے اس بات کی آگہی ہے کہ بہت سے پاپ نے فری میسنری کو رد کر دیا ہے۔''

فری میسنری تنظیم نے اقوام عالم کی سیاست پر کتنے مضر اثرات چھوڑے اور وہ کس طرح سے ان ممالک کی سیاست میں زہر کی طرح سے سرایت کر چکی ہے اس بات کا اندازہ اس چیز سے لگایا جا سکتا ہے کہ ویٹی کن شہر کے پادری بھی فری میسن کے آلہ کار کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اٹلی میں انٹیلی جنس کا جنرل فری میسن کا نمائندہ تھا جو صیہونی مفادات کے لیے کام کر رہا تھا۔ امریکی صدر ریگن نے جب صیہونی دباؤ سے ہٹ کر اپنی خارجہ پالیسی مرتب کی تو فری میسنری تنظیم نے اسے حکومت سے الگ کر دیا اور اسی طرح سے ترکی کے ینگ جوان اس تنظیم کے آلہ کار کے طور پر کام کرتے تھے۔ مگر اصل حقیقت سے بے خبر تھے۔ فری میسنری ہمیشہ کسی ملک کے اعلیٰ

پولیس آرمی اور سول کے عہدیداروں کو اپنا آلہ کار بناتے ہیں اور پھر ان کی مدد سے ہر اس ملک کی سیاست کا تختہ الٹ دیتے ہیں جو صیہونی مفادات کے خلاف کام کر رہی ہو۔

7۔فری میسنری کے عالمِ اسلام پر اثرات:

فری میسنری یہودی خفیہ تنظیم ہے اور ایسے فلسفہ وفکر کی داعی ہے جو اسلامی اقدار سے متصادم ہے ۔فری میسنری قدیم یہودیت کا احیا کرتی ہے اور اپنا ایک اخلاقی تصور پیش کرتی ہے جبکہ اسلام کا اپنا دستور حیات ہے۔یہودی تنظیم باطنیت قبالہ ازم کو بنیادی حیثیت دیتی ہے اور اسلام خدا کا ایک جامع تصور پیش کرتا ہے۔

خدا کی مغضوب قوم،قومِ یہود فری میسنری کے خفیہ ہتھیار سے اسلامی اقدار کو تباہ کرنے کی سازش میں مصروف ہے اور اب بھی اس روش پر چل رہی ہے۔فری مسنری کا براہِ راست نشانہ عالم اسلام ہے رفاہی کاموں کی آڑ میں اس تنظیم نے عالم اسلام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔سلطنت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے عالم اسلام کے اتحاد و جمعیت کا شیرازہ بکھیر دیا ہے۔فری میسنری نے مصر کی سیاست میں عروج وزوال کی ایک نئی داستان رقم کی ہے تو فلسطین میں اپنے مذموم مقاصد کی راہیں ہموار کی ہیں۔

کئی مسلم حکمران اس فری میسنری کی سازشوں کا شکار ہوئی ہیں۔فری میسن کے ایک اعلیٰ اجلاس میں عمان کے سلطان قابوس اور ایران کے رضا شاہ پہلوی کو ایک اعلیٰ درجے کے فری میسن کے مخصوص لباس میں پایا گیا اور اسی طرح سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد جب کمال اتاترک کو اقتدار ملا تو اس نے صیہونی مفادات کے لیے بھرپور کام کیا اور معاشرہ کو مکمل طور پر سیکولر بنا دیا۔

فری میسنری نے سب سے اہم رول سلطنت عثمانیہ کے دور میں کیا تھا۔ترکی میں خفیہ سوسائٹیوں کو فری میسنری نے پلیٹ فارم مہیا کیا 1830ء میں ترکی میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کے لیے پہلی لاج قسطنطنیہ میں گرینڈ لاج آف انگلینڈ کی اجازت سے کھولی گئی۔ 1840ء تک ترکی میں کئی فری میسن لاجیں کھل چکی تھیں جنہوں نے ترکی کے نظم ونسق اور سیاسی استحکام کو کمزور کرنے کے لیے سازشوں کے جال بننا شروع کر دیے تھے۔

کئی ترک زعما اور اراکین سلطنت اس کے ممبر بن گئے جس میں وزیر خارجہ جیسے لوگ شامل تھے جو حکومتی معاملات میں ان سے رابطہ کرتے۔اس دور میں فری میسنری نے حکومتی معاملات میں مداخلت شروع کر دی تھی اور سب سے پہلے حکومت کی اقلیتوں کے بارے میں پالیسی پر تنقید ہوئی۔

فری میسنری تحریک نے عثمانی سلطنت کی حکومت کے خاتمہ کے لیے نوجوان ترکوں کی تنظیم اتحاد وترقی سے روابط پیدا کیے اوران کوایک پلیٹ فارم مہیا کیا اور ہر طرح سے ان کو مدد فراہم کی۔

محمد انیس الرحمن اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں کہ

''جماعت اتحادوترقی اور مغرب کی میسونی تحریک کے درمیان روابط کا کام استنبول میں سلطنت عثمانیہ کی بیوروکریسی میں شامل میسونی تنظیم سے رکھنے والے افراد کرتے تھے۔انہی روابط کی بناپر ترکی کے سلطان کو یورپ کی جانب سے میسونیوں کے ساتھ مشروط معاملاطے کرنے کے لیے کہاجاتا تھا۔''(38)

چونکہ مقدونیہ اور سالونیکا میں یہودیت کافی اثر پذیر ہوچکی تھی چنانچہ ان دونوں علاقوں میں فری میسنری کوفعال بنایا گیااور یہ فری میسنریاں باغی عناصر کے لیے ایک پناہ گاہ اور ایک پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتی تھیں۔

جولائی 1908ء میں ترک فوج کی تھرڈ آرمی نے سلطان کے خلاف سازش کردی جس میں فری میسن مصطفیٰ کمال پاشا اتاترک کا ہاتھ تھااس موقع پر تمام خفیہ تنظیمیں متحد ہوگئیں اور سلطان کی معزولی کا مطالبہ کرنے لگیں۔ترک فوج نے سمرنا استنبول بیروت میں بغاوت کردی اور بغاوت کوروکنے کے لیے 24 جولائی 1904ءکوسلطان عبدالحمید کومعزول کردیا گیا۔نئی ینگ ترک قیادت برسرِ اقتدار آئی اوراس کے بعد تمام کلیدی عہدوں پر یہودیوں اور فری میسنری کے ممبرز کوتعین کیا گیا۔

اب جب ترکی میں ان کے آلہ کاراور ایجنٹوں کی حکومت وجود میں آچکی تھی اسی لیے فری میسنری کومزید سے مزید فعال کیا گیافری میسنری نے انٹرنیٹ کے اوپر اپنے افکاروخیالات کی ترویج شروع کردی۔محمد انیس الرحمن لکھتے ہیں کہ

''ترکی کے میسونی لاج نے انٹرنیٹ پر باقاعدہ ویب سائیٹ حاصل کی جس کا ایڈریس http/www.mason.mahfil.org.tr./99 تھا انٹرنیٹ کی اس ویب سائیٹ کے ذریعے ترکی میسونی لاج اپنے افکار کی ترویج اور سازشوں کے نئے جال بن رہی تھی۔(39)

سلطنت عثمانیہ کے سلطان عبدالحمید کومعزول کرنے کے بعد پروپیگنڈہ اور صاف الفاظ میں کہا گیا کہ اگروہ لوگ عہدہ اور ترقی چاہتے ہیں تو فری میسن بھائی بن جائیں اس کے بعد وہ انگریز برادری کے رکن بن جائیں گے۔

جلالة السلطان مع جلالة امبراطـور ايران

سلطنت عثمانیہ فری میسنری کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی چنانچہ فری میسنری نے سلطنت کو اہم سول اور فوجی سربراہوں کو فری میسنری کا رکن بنایا اور سلطان کے خلاف ایک محاذ تیار اور پھر شہرت اور دولت کے بھوکے افراد کی مدد سے بغاوت کروا کر حکومت کا تختہ الٹ دیا اور پھر انہی باغیوں کے دورِ اقتدار میں سلطنت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

بشیر احمد لکھتے ہیں کہ

''مسلمانوں کی عظیم سلطنت، سلطنت عثمانیہ کی شکست و ریخت میں فری میسنری نے اہم کردار ادا کیا۔ ینگ ترکی میسنری کے آلہ کار اور یہودیوں کے مہرے تھے جوان کی چالوں سے بے خبر تھے۔ ترقی وحدت اور ماڈرن پسند اسلام اور وسعت نظر کے فریب میں آ کر یہ غیر مسلم فری میسوں کے جال میں پھنس گئے۔ جس وجہ سے ترک سیکولر اور نسل پرستی کا شکار ہو گئے انہی کے دور اقتدار کے اندر ترکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔'' (40)

ترکی کے علاوہ دوسرے بیشتر مسلم ممالک میں بھی فری میسنری نے موثر کردار ادا کیا اور سیاسی انتشار کا سبب بنی مصر جو کہ سیاسی و معاشی لحاظ سے ایک مضبوط افریقی مسلم ملک ہے فری میسنری نے اس کے سیاسی انتشار میں اہم کردار ادا کیا فری میسنری نے مصر کے معاشرہ میں اتنی سرایت کر لی تھی کہ مصری اسکالر، الازہر یونیورسٹی کے اساتذہ، مقتدر مسلمان علما اور مصر کے اعلیٰ سیاستدان فری میسن ہونا ترقی رجعت پسندی اور روشن خیالی کی علامت تصور کی جاتی تھی۔

1945ء سے 1964ء تک مصر کی سیاسی تاریخ میں جتنے بھی واقعات رونما ہوئے۔ اس تمام عرصہ میں فری میسنری نے مصر میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی تھیں۔ جنگ سویز صدر جمال ناصر کا عروج و زوال، اشتراکیت نواز پالیسیاں انور السادات کی اسرائیلی نواز پالیسیاں اور کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کے پیچھے فری میسن ہاتھ تھے۔

یہودیوں کی آرزؤں کی علامت اور عالمی سیاسی سازشوں کے مرکز فلسطین میں فری میسنری کو متحرک کیا گیا اور 1873ء میں ہی قائم ہونے والی پہلی ماسونی لاج قائم ہوئی جس کا نام سلیمان کی ابتدائی شاہی لاج Soloman is Basic Royal Lodge رکھا گیا۔

عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت اسرائیل کی نظروں میں کھٹکتی رہی ہے۔ فری میسنری نے پاکستان میں بھی اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا ہوا ہے۔ جن کے بھارتی اور عالمی فری میسنری سے قریبی روابط قائم ہیں۔ فری

میسنری یہاں پاکستان کو ایک اسلامی نظریات سلطنت بنانے کے خلاف سرگرم رہی ہے تا کہ پاکستان کے مسلمانوں سے صیہونی اور اسرائیل دشمنی کو ختم کر دیا جائے۔ پاکستان میں فری میسنری کی سرگرمیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ یہاں پر بھی حکمرانوں نے ماڈرن اسلام جدت پسندی کا نعرہ لگایا ہے۔

الغرض! فری میسنری نے اپنے مکروہ پنجے میں عالم اسلام کو جکڑا ہوا ہے۔ عالم اسلام کی سب سے بڑی سلطنت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے اور اس کے بعد عالم اسلام کے بیشتر ممالک میں سیاسی انتشار پیدا کیا گیا اور بیشتر مسلم ممالک میں اپنی مرضی کی حکومتیں قائم کی گئی ہیں تا کہ فری میسنری کی راہ تمام رکاوٹوں کو دور کر دیا جائے۔ آج فری میسنری کی سرگرمیوں کیوجہ سے مسلم ممالک سیاسی عدم استحکام اور سیاسی انتشار کا شکار ہیں۔ معاشرتی سطح پر ایسے ایسے فرسودہ خیالات اور معاشرتی برائیوں کو ختم کر دیا گیا اور معاشرہ کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا گیا۔

☆☆☆

فصلِ سوم

صیہونیت (ZIONISM)

یہود دنیا کے جس کونے میں بھی گئے اور جس حال میں بھی رہے انہوں نے اپنی تہذیب وکلچر کو نہیں چھوڑا وہ اپنے عقائد سے شدومد سے چمٹے رہے اور ارض موعود کو واپسی ان کا مقصد اور نظریہ حیات رہا ہے۔ ان کے دل ودماغ میں ایک ہی خیال رہا کہ وہ اپنے خوابوں کی جنت ارضِ موعود (فلسطین) میں ضرور جا کر آباد ہوں گے۔

یہودی اکابرین کے لیے یہ ایک بہت بڑا چیلنج تھا کہ وہ کس طرح سے دنیا میں بکھرے ہوئے یہودیوں کو ایک جگہ پر مجتمع کر کے ایک فکر اور سوچ دیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک نفسیاتی چال چلی۔ انہوں نے یہودی عوام کو ایک نظریہ پر لانے کے لیے نفسیاتی حربے استعمال کیے وہ یہود جو دنیا کے مختلف کونوں میں بکھر کر اپنے تصورِ عظمت کو بھلا بیٹھے تھے ان کو Chosen People of God کا تصور یاد دلایا ان کو بتایا گیا کہ یہوا نے ان کو ایک مقصد کے تحت زندہ رکھا ہوا ہے۔ تھیوڈر ہرزل نے اپنی کتاب یہودی ریاست میں لکھا کہ

"اگر انسانی تاریخ میں ہمارے کرنے کا کوئی کام رہ نہ جاتا تو خدا ہمیں اتنے لمبے عرصے تک زندہ نہیں رکھ سکتا تھا۔" (41)

تھیوڈر ہرزل کے بعد شائم ویزمین وہ یہودی مصنف تھا کہ جس نے صیہونیت کو فروغ دینے کے لیے بھرپور طریقے سے کام شروع کیا تھا اس نے اپنی کتاب "TRIAL & ERROR" میں لکھا ہے کہ

"معلوم ہوتا ہے کہ خداوند نے فلسطین کی سرزمین کو اس لیے چٹانوں دلدلوں اور ریت سے ڈھانپ دیا ہے تا کہ اس کے حسن کی نقاب کشائی صرف وہ لوگ کر سکیں جو اس کی محبت والفت سے سرشار ہیں جو اس کے زخموں کا مداوا کرنے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔" (42)

یہ وہ نفسیاتی حربے تھے کہ یہودی اکابرین نے دنیا کے یہودیوں کو ارضِ موعود کی طرف راغب

کرنے کے لیے استعمال کیے تھے۔ان بیانات اور جذباتی تقریروں سے یہود کو ان کی عظمت و بزرگی کا سبق یاد دلایا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر یہودی اکابرین ان نفسیاتی حربوں کو استعمال نہ کرتے تو یورپ کے یہودی کبھی اپنی پر تعیش زندگی کو چھوڑ کر فلسطین کے صحراؤں کا رخ نہ کرتے ۔ یہودی اکابرین نے ان یہودیوں کو اعتماد دیا کہ وہ سلطنتِ داؤد پر دوبارہ قابض ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ خداوند ان کے ساتھ ہے۔

یہودی اکابرین نے دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں کو یہ تصور دیا کہ وہ خدا کے برگزیدہ و چنیدہ لوگ ہیں جن کو دنیا پر حکمرانی کا حق حاصل ہے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ سلطنتِ داؤد کو دشمنوں کے قبضہ سے لیکر اسے ازسرِ نو بحال کر کے دنیا کا واحد دار الحکومت بنا دیا جائے۔

چنانچہ ارض موعود میں واپسی کے لیے ایک خفیہ تحریک چلائی گئی جس کا نام صیہونیت (Zionism) رکھا گیا۔

1۔ صیہون (ZION)

صیہون دراصل یروشلم کا پہاڑ ہے جو یہودیوں کے لیے حضرت سلیمانؑ کے دور سے مقدس چلا آرہا ہے۔ یہودی اس پہاڑ کو مقدس جانتے ہیں اور اسی وجہ سے یہودیوں نے صیہون کو بطور علامت اپنا لیا ہے۔ ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ

"It was the name of a hill in the city of Jerusalem, where the royal palace of king David Stood and where Solomon later built the temple."(43)

''صیہون یروشلم کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس پر حضرت داؤدؑ کا شاندار محل ہے جہاں بعد میں حضرت سلیمانؑ نے ہیکل کو تعمیر کیا تھا۔''

2۔ صیہونیت (ZIONISM)

صیہونیت یہودیوں کی ایک خفیہ تنظیم ہے جس کا مقصد فلسطین میں یہودیوں کے لیے اراضی خرید کر اس میں ان کی آباد کاری اور مستحکم دفاع و معیشت کو عمل میں لانا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف امریکہ میں ہے:

"The age old Jewish aspiration and the modern movement to return to the land or Israel."(44)

''صیہونیت دراصل ''قدیم یہود کی آرزوں اور تمناؤں اور اسرائیل میں واپسی کی جدید تحریک کا نام ہے۔''

انسائیکلوپیڈیا آف برٹینکا میں ہے کہ

"Jewish nationalist movement that had as its goal the creation and the support of a Jewish national state in Palestine, the ancient homeland of Jews." (45)

''یہودیوں کی قومی تحریک جس کا مقصد یہودیوں کے قدیم وطن فلسطین میں ایک اسرائیلی ریاست کا قیام اور اس کی معاونت ہے۔''

صیہونیت ایک خالصتاً عقائد کی بنیاد پر اٹھنے والی ایک یہودی تحریک کا نام ہے جس کا مقصد بنی اسرائیل کے بکھرے ہوئے قبائل کو ایک جگہ پر اکٹھا کر کے انہیں سلطنت داؤد کی بحالی اور ازسرِ نو ہیکل سلیمانی کی تعمیر کی طرف راغب کرنا تھا۔ چنانچہ یہودیوں نے صیہون پہاڑ کو علامتی نشان بنا کر دنیا کے تمام یہودیوں کے عقائد میں شدت پیدا کی کہ وہ ایک مذہب اور ایک عقیدہ کی بنیاد پر سرزمین فلسطین کی طرف واپس لوٹیں اور جب یہ تحریک شروع ہوئی تو اس نے ہر جائز اور ناجائز حربہ کو استعمال کرتے ہوئے فلسطین میں یہودی آبادکاری کے لیے کوششیں کیں اسی لیے کہا جاسکتا ہے کہ

''صیہونیت دنیا کے یہودیوں کی ایک ایسی تنظیم کا نام ہے جو خوف اور دہشت گردی کی بنیاد پر سرزمین فلسطین میں خالصتاً یہودی ریاست کے قیام کے لیے کوشاں ہے۔''(46)

(i) صیہونی ستارہ (ZION STAR)

مثلث یہودیوں کی خاص علامت اور نشان ہے جسے وہ آنکھ سے تعبیر کرتے ہیں اگر یہ مثلث △ شکل میں ہو تو یہ مادہ پرستی اور مادیت کی نشاندہی کرتی ہے اور اگر اسے الٹ ▽ دیا جائے تو یہودیوں کے خیال کے مطابق وہ روحانیت کی علامت بن جاتی ہے اور اگر دونوں کو ملا دیا جائے تو یہ صیہونی ستارہ بن جاتا ہے۔

چنانچہ اس سے نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صیہونیت مادہ پرستی پر مبنی تحریک ہے جس کا مقصد دینی غلبہ

اور سیاسی اقتدار ہے۔

صیہونی جھنڈے پر نظر دوڑائیں تو درمیان کے صیہونی ستارہ کو دو نیلی پٹیوں نے اوپر نیچے سے گھیرا ہوا ہے۔ نقشہ بینی کی زبان میں نیلا رنگ بہتے ہوئے پانی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان نیلی دو پٹیوں سے مراد دریائے نیل اور دریائے دجلہ ہے۔ صیہونیت نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ ان دو دریاؤں کے درمیان کا علاقہ صیہونی ریاست پر مشتمل ہوگا۔ جسے وہ اپنا موروثی علاقہ سمجھتے ہیں۔

3۔ صیہونیت کا آغاز:

ایک جرمنی یہودی موسے ہیس (1812-1875) نے سب سے پہلے صیہونیت کا علم بلند کیا اس شخص نے دنیا کے یہودیوں کو ایک فکر دی اور ان کے لیے ایک منزل متعین کر دی اس نے کہا کہ دنیا کا مستقبل یہود کے پاس ہے وہ اگر جدوجہد کریں تو ارضِ موعود میں پہنچ کر پوری دنیا کا احاطہ کر سکتے ہیں۔ مذکورہ یہودی کی اس فکر کے بعد یہودی مفکرین نے ایک صیہونی ریاست کے قیام کے لیے پروپیگنڈہ کرنے لگے یہ خیال یہ دھن ان کے دلوں میں موجزن رہی۔ یہودی مفکرین نے فلسطین میں صیہونی جھنڈا گاڑھنے کے لیے دنیا کے یہودیوں کو اعتماد دیا سکہ وہ ذرا سی کوشش سے اس مقدس مشن میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ اس طرح سلطنت داؤدؑ بحال کی جا سکتی ہے۔ ہیکل سلیمانی کو دوبارہ تعمیر کیا جا سکتا ہے۔

"1887ء میں روسی یہودیوں نے فدائین صیہون (Lovers of Zion) کے نام سے ایک پارٹی تشکیل دی بعض روسی یہودی فلسطین جا پہنچے۔ انہوں نے یروشلم میں زمینیں خریدنے اور مکانات بنانے کا کام شروع کیا۔" (47)

17 ویں صدی میں صیہونیت کا منظم طور پر آغاز ہوتا ہے اور اب صیہونیت جو پہلے چند لوگوں کی سوچ اور فکر تھی اب منظم ہو چکی تھی۔ صیہونیت کو سیاسی رنگ دینے میں تھیوڈر ہرزل (1860-1924) نے اہم کردار ادا کیا۔

1896ء میں وی آنا کے اس یہودی نے "ریاست یہود" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا اور صیہونیوں کے قومی وطن کا ٹھوس ثبوت فراہم کیا۔ تھیوڈر ہرزل نے اسی سال "باسلے" میں یہودیوں کی ایک کانفرنس بلائی جس میں یہودی مورخین، ربی، طلبا، مزدور، تاجر غرض کہ ہر طبقہ کے افراد نے شرکت کی اور صیہونی سلطنت کے

قیام کے لیے ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا۔ ہرزل نے پوری دنیا کے یہودیوں کو اس مقصد کے لیے کام کرنے کو کہا۔
صیہونی ریاست کی تشکیل کے لیے وسیع پیمانے پر کوششیں شروع ہوئیں۔ صیہونیت کی پہلی باقاعدہ کانفرنس 27 اگست 1897ء میں سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں ہوئی۔ اس کانفرنس نے صیہونیت کو سیاسی رنگ دیا۔

اس پہلی کانفرنس میں ہی عالمی صیہونی تنظیم (WZO) یعنی کہ (World Zionist Organization) قائم کی گئی تا کہ صیہونی تنظیم کو ایک وسیع اور بڑے پیمانے پر پھیلا دیا جائے۔(48)

4۔ صیہونیت کے مقاصد:

انیسویں صدی کے اواخر میں اس تحریک نے جنم لیا اور شروع سے ہی اس نے جارحانہ پالیسی اپنائی ہوئی ہے۔ اس کا سب سے بڑا مقصد فلسطین میں آزاد صیہونی ریاست کی تشکیل تھا۔ چنانچہ صیہونی تحریک نے فلسطین میں یہودی آبادکاری کو اپنا اولین مقصد قرار دیا۔

دو ہزار برس قبل جب رومیوں نے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا تھا تو وہ دنیا کے مختلف کونوں میں بکھر گئے مگر اپنی سرزمین میں واپسی ان کا اولین مقصد تھا جس کو انہوں نے چھپا کر نہیں رکھا ہے اور وہ یہ کہ دریائے نیل سے دریائے فرات اور شمالی حجاز (بشمول مدینہ منورہ) سے لے کر شام کی انتہائی شمالی سرحدوں تک پورا علاقہ مسلمانوں سے چھین لیا جائے اور اس میں دنیا بھر کے بکھرے ہوئے یہودیوں کو مجتمع کر کے سلطنتِ داؤد کو بحال کیا جائے۔

چنانچہ فلسطین میں یہودی آبادکاری کا کام شروع ہوا۔ روس امریکہ اور جرمنی کے یہودی ایک نظریے کو اپنائے اپنی پر تعیش زندگی کو چھوڑ کر فلسطین میں آباد ہونا شروع ہو گئے۔

صیہونیت کی کوششوں سے جب ارضِ مقدس میں خالصتاً یہودی ریاست وجود میں آ گئی تو اس کے بعد صیہونیت کا مقصد اس سلطنت کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا تھا اور اسرائیل کی حمایت میں اٹھنے والی تمام تحریکوں کو آپس میں جوڑنا تھا۔ ڈیوڈ بن گوریان نے 1951ء میں کہا تھا کہ

"Establishment of a new state was never the fulfillment of Zionism and that the movement was more necessary now than ever."(49)

ایک نئی سلطنت کا قیام تحریک صیہونیت کا آخری منزل نہ تھی بلکہ اس کی ضرورت اب پہلے سے بھی زیادہ ہے۔
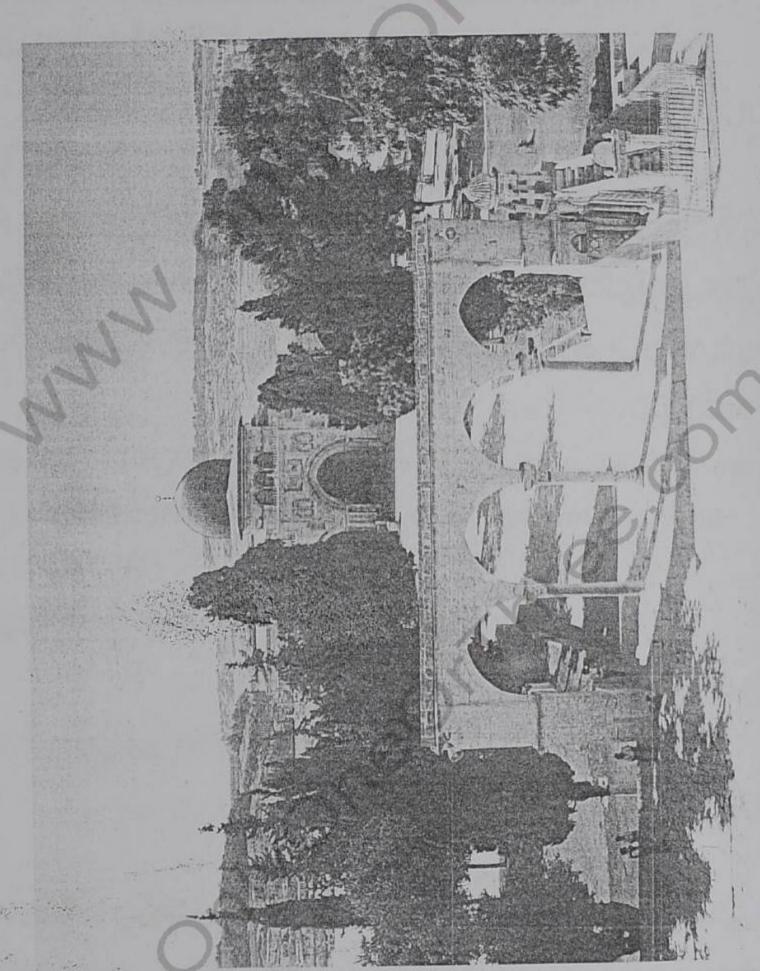
Figure 4: A beautiful front view of al-Masjid al-Aqṣā, first built by 'Umar ibn al-Khaṭṭāb. It was later rebuilt by 'Abd al-Malik ibn Marwān.

مصباح الاسلام فاروقی لکھتے ہیں کہ

"The main objective of Zionism is today to attract as many peoples to Israel as possible. While capital is no consideration to the Jews, they plan to conquered and subjugate Muslim land."(50)

عصرِ حاضر میں صیہونیت کا سب سے بڑا مقصد زیادہ زیادہ ممکن لوگوں کو فلسطین کی طرف بلانا ہے ۔جبکہ اس کا اہم ترین غرض مسلمانوں کی زمینوں پر قبضہ ہے۔"

صیہونیت کا ایک اور مقصد یہ ہے کہ وہ ارضِ فلسطین میں مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اس کی جگہ ہیکل سلیمانی کو تعمیر کیا جائے ۔صیہونیوں کا دعویٰ ہے کہ ارضِ فلسطین ہمیشہ سے ان کے لیے ارضِ موعود رہی ہے۔حضرت داؤدؑ کے زمانے میں ایک عظیم یہودی ریاست تھی جس کا دارالحکومت یروشلم تھا۔چنانچہ صیہونی تحریک کا مقصد ارضِ فلسطین میں صیہونی ریاست قائم کر کے دنیا میں حکمرانی کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا جائے اور یروشلم دنیا کا دارالحکومت قرار پائے۔

"It has been an established fact for years that the political Zionist plan to make Jerusalem the administrative capital of one world Government."(51)

"روزِ روشن کی طرح سے یہ ایک حقیقت ہے کہ سیاسی صیہونی تنظیم کا مقصد یروشلم کو دنیا کی سپر گورنمنٹ کا انتظامی دارالحکومت قرار دینا ہے۔"

اسرائیلی ریاست کے قیام کے بعد صیہونیت کا ایک اور مقصد صیہونی ریاست کی معاشی اور سیاسی بہتری کا تھا تاکہ اسرائیل کو معاشی لحاظ سے مضبوط کر دیا جائے۔

انسائیکلوپیڈیا آف ریلجن میں ہے کہ

"They sought freedom from persecution by acquiring a land where the Jewish masses might find economic opportunities and political security."(52)

انہوں نے زمین کا ایک ٹکڑا عقوبت / ایذا رسانی سے آزادی کے لیے حاصل کیا ہے جہاں یہودی لوگ معاشی مواقع اور سیاسی تحفظ حاصل کر سکیں ۔چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ صیہونی تحریک کا سب سے پہلا مقصد
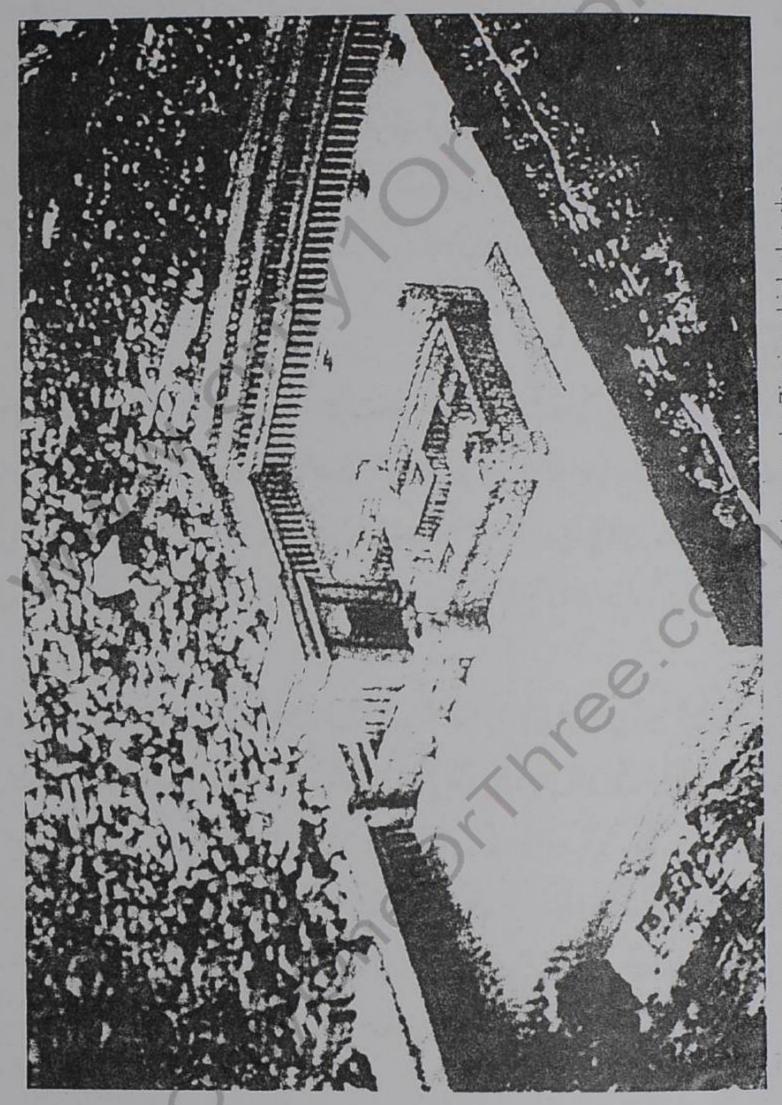
Figure 8: Reflects a like suggestion of the way the Zionists think that the Third Temple should look like when built in place of the Dome of the Rock.

سرزمین فلسطین میں یہودی آبادکاری ان یہودیوں کے لیے زمینوں کا خریدنا اوراوہاں پر ان کے کاروبار کے لیے مواقع اور سرمایہ فراہم کرنے تھا۔

اسرائیلی ریاست کے وجود میں آنے کے بعد تنظیم کا مقصد اسرائیلی تنظیموں کی معاونت کرنا، گریٹر اسرائیل کے قیام کی کوششیں اور عالمی سطح پر اپنے حق میں راہ ہموار کرنا، یہودیوں کے مفادات کا تحفظ اور پروپیگنڈہ سے اسرائیل کے جارحانہ عزائم اور کارروائیوں کو جائز قرار دے کر ان کی حمایت کرنا ہے۔

5۔ صیہونیت کا لائحہ عمل:

یہودیوں کے سامنے اس وقت دو بڑے مقاصد تھے کہ زیادہ سے زیادہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد کیا جائے اور دوسرا جلد از جلد عالمی سطح پر پروپیگنڈہ کر کے عالمی حمایت حاصل کر کے آزاد صیہونی ریاست کے قیام کا اعلان کیا جائے۔ چنانچہ ایک باقاعدہ منصوبہ بندی تیار کی گئی کہ کس طرح سے یہودیوں کو ارضِ فلسطین میں آباد کیا جائے اور ان کو مالی و جانی تحفظ فراہم کیا جائے اور راہ میں آنے والی مشکلات کو کس طرح سے دور کیا جائے۔

چنانچہ سب سے پہلے یہودیوں کی آبادکاری کا کام شروع ہوا۔ اس مقصد کے لیے صیہونیوں نے نہایت ہی جارحانہ پالیسی اپنائی وہ جن جن علاقوں میں صیہونیوں کو آباد کر رہے تھے وہیں وہ تشدد کی کارروائیوں عربوں کو ان کی زمینوں سے بے دخل کر رہے تھے۔ کیونکہ وہ ان علاقوں کو مقبوضہ علاقے بنا کر مسلمانوں کو وہاں غلام کی حیثیت سے نہیں رکھ سکتے تھے بلکہ وہ ان کو فنا کر کے یا ملک سے باہر نکال کر زمین خالی کرانا چاہتے تھے تاکہ یہودیوں کو آسانی کے ساتھ آباد کیا جاسکے وہ اپنے اردگرد عربوں کے وجود کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

ڈیوڈ ہرسٹ اپنی کتاب "Gun and Olive Branch" میں صیہونی مقاصد کو اس طرح سے واضح کرتا ہے۔

یہودی آبادکاری کے ذمہ دار منتظم (Joseph Weitz) نے کہا تھا کہ

"Between ourselves it must be clear that there is no room for both peoples together in this country. We shall not achieve our goal of being an independent people with the Arabs in this small country. The only solution is Palestine without Arabs and there is no other

way than to transfer the Arabs from here to neighboring countries, to transfer all of them , not one village, not one tribe, should be left. "(53)

''یہ بات واضح ہوتی چاہیے کہ اس ملک (فلسطین) میں دو قوموں کے اکٹھا رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ہم آزاد قوم ہونے کے مقصد کو اس وقت حاصل کر سکیں گے کہ جب تک عرب یہاں پر موجود ہیں۔اس کا واحد حل عربوں کے بغیر فلسطین کا ہونا ہے اور اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ عربوں کے نہ صرف ایک گاؤں اور ایک قبیلہ کو نہیں بلکہ تمام کے تمام کو قریبی مما لک میں منتقل کر دیا جائے۔''

یہودی سرزمین فلسطین سے عربوں کا انخلا چاہتے تھے ان کا مقصد تشدد کی پرزور کارروائیوں سے عربوں فلسطینیوں کو ان کے علاقوں سے بے دخل کر کے یہودیوں کو ان میں آباد کرنا تھا۔اس مقصد کے لیے یہودیوں نے دہشت تنظیموں کو وجود میں لایا جو نہتے فلسطینیوں پر رات کی تاریکی میں حملہ آور ہوتے ان کے گھروں کو مسمار کرتے اور ان کو پناہ گزین کیمپوں میں رہنے کے لیے مجبور کر دیا گیا۔

صیہونیت نے یہودی آبادکاری کے ساتھ ساتھ فلسطینیوں کے انخلا کو بھی جاری رکھا۔صیہونی آبادکاری کے لیے نفسیاتی لائحہ عمل کو اختیار کیا گیا۔ ہر یہودی کے ذہن میں یہ بات بٹھائی گئی کہ ارض مقدس یہودیوں کی ارض موعود ہے۔جس پر دشمنوں نے قبضہ کر لیا ہے اور یہودیوں کی عبادت گاہ ہیکل سلیمانی کو منہدم کر کے مسجد اقصیٰ تعمیر کی گئی ہے۔ ہر یہودی کے گھر میں مذہبی موقع پر اس تاریخ کا پورا ڈرامہ رچایا جاتا رہا ہے کہ وہ کس طرح سے مصر سے نکلے کس طرح سے اقوام عالم نے ان پر ظلم کیا اور کس طرح سے ہیکل کو تباہ کیا گیا۔یہ بات ہر صیہونی بچے کے ذہن میں بھی بٹھا دی گئی ۔ان کی برین واشنگ کی گئی اور نظریاتی ٹریننگ کی گئی ۔ان کو Motivate کیا گیا کہ وہ دور تھا کہ جب یہودی یورپی مما لک میں تعیش پرست زندگی گزار رہے تھے اور یہودی اکابرین کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج تھا کہ وہ کس طرح سے ان کو سرزمین فلسطین کی جانب مائل کریں گے کہ جس سرزمین میں ویرانی ہی ویرانی ہے اس کے لیے انہوں نے ٹریننگ کیمپ بنائے۔

"The Zionist leaders have established throughout the world camps for brain washing and ideological training and physical preparedness."(54)

صیہونی اکابرین نے پوری دنیا میں برین واشنگ ،نظریاتی تعلیم اور جسمانی طور پر اسرائیل میں

جانے کے لیے کیمپ تعمیر کیے۔"

فلسطین میں سب سے پہلے آباد ہونے والوں میں روسی یہودی سرِ فہرست تھے جب ان یہودیوں کو نفسیاتی طور پر تیار کر کے فلسطین میں پہنچایا گیا تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ وہ جنت ان کو نظر نہ آئی جس کا تذکرہ ان کے ربی نے کیا تھا۔ وہ دودھ اور شہد کی نہریں کدھر ہیں کہ جن کو ان کے یہوا نے فلسطین میں ان کے لیے چلائی تھیں۔ ان کے ربیوں نے پھر انہیں دلاسا دیا کہ یہوا نے ان نہروں کو اوپر اٹھالیا ہے اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ جب میں اپنی برگزیدہ چنیدہ قوم (یہود) کو دوبارہ آباد کروں گا تو انہیں پھر نوازوں گا۔

فلسطین میں یہودی آبادکاری کے لیے سرمایہ کی ضرورت تھی۔ ڈاکٹر ہرزل 1902ء میں مر گیا مگر جانے سے قبل وہ "صیہونی بنک" قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ بنک 1901ء کو قائم کیا گیا تھا اور فلسطین میں اراضی کو خریدنے کے لیے صیہونی سرمایہ داروں سے رقم کی اپیل کی گئی۔ پہلے سال ہی 4 لاکھ پاؤنڈ رقم جمع ہوئی

۔

"یہودیوں کی قارونی دولت کی انتہا نہیں جو سوئٹزرلینڈ کے بنکوں میں محفوظ ہے (Zion Bank) میں رازداری کا ایسا نظام ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس بنک میں کھاتہ دار کو ایک نمبر الاٹ کیا جاتا ہے جس کے نمبر سے اس کی شناخت ہوتی ہے۔ کون سا نمبر کس کا ہے اس راز کا کسی کو پتہ نہیں ہوتا ہے۔" (55)

سوئٹزرلینڈ کے ان تمام بنکوں پر یہودی قابض ہیں۔ اس بات کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں دنیا کے تمام ممالک کسی نہ کسی صورت میں جنگ میں شامل رہے مگر دونوں جنگوں میں سوئٹزرلینڈ مکمل طور پر محفوظ رہا۔ کیوں کہ اس کے بنکوں میں یہودی سرمایہ جمع تھا۔

یہودیوں کی دولت اور ذہانت دونوں مشہور ہیں اور انہوں نے صیہونی تحریک میں اسے بھرپور طریقے سے استعمال کیا۔ صیہونیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سلطنتِ عثمانیہ کی تھی۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے تھیوڈر ہرزل نے سلطان عبدالحمید سے متعدد ملاقاتیں کیں کہ سلطنت عثمانیہ فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن تسلیم کرلے تو یہودی ترکی کے تمام قرضے ادا کردیں گے۔ قرضوں کی ادائیگی مالی امداد اور ان تمام دوسری مراعات کو سلطان عبدالحمید نے ٹھکرا دیا۔

تھیوڈر ہرزل سلطان عبدالحمید کے اس رویہ سے پریشان نہ ہوا بلکہ اس نے صیہونیت کے فروغ کے لیے اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کردیا۔ سلطان عبدالحمید جو صیہونی ریاست کی تشکیل میں ایک رکاوٹ کے طور

پر سامنے آئے ان کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے یہودیوں نے سازشیں شروع کر دیں اور سلطان کی حکومت کا تختہ الٹنا ان کا اولین مقصد ٹھہرا۔

"They wanted to depose Sultan Abdul Hamid because he was stiff for Jews and did not allow them to land in Palestine."(56)

''وہ سلطان عبدالحمید کو معزول کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ یہودیوں کے سخت مخالف تھے اور فلسطین میں یہودی آبادکاری سے انکار کیا تھا۔''

ترکی میں اسلام دشمن یہودی خفیہ تنظیم فری میسنری کو متحرک کیا گیا اور معاشرہ کے باغی اور سازشی عناصر کو مدد فراہم کی اس سازشی ٹولہ میں وہ مسلمان نوجوان شریک تھے جو مغربی تعلیم کے زیرِ اثر آ کر ترکی قوم پرستی کے علمبردار بن گئے تھے۔ ان لوگوں نے ترکی فوج میں اپنے اثرات پھیلائے اور سات سال کی مدت میں ان کی سازشیں پختہ ہو کر اس منزل پر پہنچ گئیں تھیں کہ سلطان عبدالحمید کو معزول کر دیں۔ صیہونی تحریک نے خفیہ سازشوں کے ذریعے سے یہودی ریاست کے قیام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ کو 24 جولائی 1909ء جو معزول کر دیا اور پھر جماعت اتحاد و ترقی کے ینگ ترک نے ملک کی باگ ڈور سنبھال لی کہ جن کے زمانہ اقتدار میں ترکی کے ٹکڑے کر دیے گئے تھے۔

اب صیہونیت (Zionism) کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عالم اسلام کا اتحاد تھا۔ صیہونی اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر عرب اور دوسرے مسلم ممالک متحد رہے تو صیہونی تحریک کسی صورت میں بھی کامیابی سے ہم کنار نہ ہو سکے گی۔ چنانچہ مسلم ممالک میں نیشنلزم کو فروغ دینے کے لیے منصوبہ بندی کا آغاز ہوا۔

ایک طرف تو ترکوں کو ترک قوم پرستی کا سبق دیا جا رہا تھا کہ وہ اپنی سلطنت کی بنیاد اسلامی اخوت کے بجائے ترکی قوم پرستی پر رکھیں۔ جس کا مقصد اس عظیم سلطنت میں موجود کرد، عرب اور دوسری نسلوں کے مسلمانوں کی ترک ہمدردیاں ختم ہو جائیں تو دوسری طرف عربوں کو عرب قومیت کا درس دیا گیا اور ان کے دماغ میں یہ بات بٹھائی گئی کہ وہ ترکوں کی غلامی سے آزاد ہونے کی جدوجہد کریں۔ لارنس آف عریبیہ عربوں کا ہمدرد بن کر اٹھا جس نے بھرپور پروپیگنڈہ کے ذریعے عربوں اور ترکوں میں نفرت کی ایک بہت بڑی خلیج پیدا کر دی اور انہیں عرب قومیت کا درس دیا۔ اس طرح ترکوں اور عربوں میں بیک وقت دو متضاد قسم کی قوم پرستیاں ابھاری گئیں

اوران کو یہاں تک بھڑکایا گیا کہ جب 1914ء میں پہلی جنگِ عظیم برپا ہوئی تو ترک اور عرب ایک دوسرے کے رفیق ہونے کے بجائے دشمن اور خون کے پیاسے بن کر آمنے سامنے کھڑے ہوگئے۔ 9 جون 1916ء کو بالآخر فلسطین سے بغاوت کا علم بلند ہوا اور دو سال کے اندر ترک عرب علاقوں سے دستبردار ہو گئے۔

مکاری و عیاری جو یہود کے خمیر میں رچی بسی ہے اور سازش جن کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، سادہ لوح عربوں کی فہم سے ماورا تھا، وہ اس بات سے مکمل طور پر بے خبر تھے کہ قومیت کے نام پر یہود، عرب مسلمانوں اور ترکوں میں نفرت کی ایک خلیج پیدا کر رہے ہیں وہ جسے سلطنت عثمانیہ سے آزادی سمجھ رہے ہیں دراصل وہ آزادی ان کو قید و صعوبتوں، جلاوطنی اور یہودی مظالم کی طرف لے کر جارہی ہے۔

صیہونی تنظیم جنگِ عظیم اول (1914-1919) تک دو سرے بڑے مقاصد حاصل کر چکی تھی

(1) سلطنت عثمانیہ کے سلطان عبدالحمید کا زوال

(2) عالم اسلام کے اتحاد کا خاتمہ

6۔ اعلانِ بالفور معاہدہ:

اور جب جنگِ عظیم اول کے آثار واضح دکھائی دے رہے تھے، صیہونیت کے سرکردہ لیڈر سوچ میں پڑ گئے کہ وہ کس کا ساتھ دیں یہودی برطانیہ جرمنی اور فرانس میں آباد تھے لیکن وہ اپنے ہی مفادات کے وفادار تھے انہوں نے کسی ملک کے مفادات کو نہ دیکھا بلکہ صیہونی مفادات کو ترجیح دی ان کی نظر میں دنیا کے مختلف ممالک کی طرف اٹھیں کہ کون سا ملک صیہونیت کے مقاصد میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔ ان کی نظریں فوراً ہی جرمنی کی طرف اٹھیں انہوں نے جرمنی کو اپنا حلیف بنایا چاہا کیونکہ یہودیوں کی ایک بہت بڑی تعداد جرمنی میں آباد تھی۔ یہودیوں نے جرمنی سے اس وجہ سے الحاق نہ کیا کیونکہ جرمنی کا معاہدہ ترکوں سے ہو چکا تھا اور ترک حکومت جرمنی کی حلیف تھی۔ صیہونی اکابرین کو یقین کامل نہ تھا کہ جنگ کے بعد جرمنی صیہونی مفادات کے تحفظ کے لیے مدد فراہم کرے گا۔ چنانچہ انہوں نے برطانیہ سے معاہدہ کرنا چاہا اس موقع پر ڈاکٹر وائزمین آگے بڑھا اس نے انگلستان کی حکومت کو یقین دالوایا کہ

"جنگ میں تمام دنیا کے یہودیوں کا سرمایہ اور تمام دنیا کے یہودیوں کا دماغ اس کی ساری قوت وقابلیت انگلستان اور فرانس کے ساتھ آسکتی ہے اگر آپ ہم کو یہ یقین دلائیں کہ آپ فتح یاب ہو کر فلسطین کو

یہودیوں کا قومی وطن بنا دیں گے۔‘‘(57)

راتھس چائلڈ جو کہ ایک یہودی معیشت دان تھا اس نے برطانیہ کو قرضے فراہم کر کے اپنا خیر خواہ بنالیا تھا۔ یہودیوں نے برطانیہ کو یقین دلایا کہ وہ جنگ میں برطانوی حکومت کو جرمنی کے فوجی راز فراہم کریں گے جب برطانوی حکومت نے یہودیوں کی اس پیش کش کو دیکھا تو رضامندی کا اظہار کیا۔

انگریز مصنف لکھتا ہے کہ

"Great Britain pledge itself to aid Israel in establishing an official Jewish stat for all Jews."(58)

’’برطانیہ نے اس بات کی ضمانت دی کہ وہ تمام یہودیوں کے لیے ایک سرکاری یہودی ریاست (اسرائیل) کے قیام میں ہر ممکن معاونت فراہم کرے گا۔‘‘

اس موقع پر یہودیوں اور برطانوی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جسے معاہدہ بالفور کا نام دیا گیا تھا۔

1917ء میں انگریز حکومت اور یہودیوں کے درمیان معاہدہ طے پا گیا کہ دنیا کے یہودی جنگِ عظیم میں برطانیہ کا بھرپور ساتھ دیں گے اور جنگ کے بعد برطانیہ فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کے لیے تعاون فراہم کرے گا۔ آرتھر بالفور جو کہ برطانیہ کے خارجی معاملات کا سیکریٹری تھا اس نے راتھس چائلڈ کو لکھا کہ

"Dear Rothas Child,"

I have much pleasure in conveying to you on behalf of his majesty government following declaration of sympthay to jewish zionist aspiration which has been submitted to and approved by the cabinet. His majesty government view with favour the establishment in Palestine of national hume for the jewish people and will use their best endeavours that nothing shall be done which may prejudice the civil and the religious right of existing none jewish comities in Palestine or the rights and the political status enjoyed by jews in any other country.

I shall be greatful if you would bring this declaration to the knowledge of Zionist federation.

Yours Sincerely,

Arthur Balfour."(59

برطانوی دفتر خارجہ

2 نومبر 1917ء

راتھس چائلڈ

میں ہز مجیسٹی کی حکومت کی طرف سے صیہونیت کے تقاضوں کی ہمدردی کا اعلان آپ کو پہنچاتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کر رہا ہوں جسے کابینہ کے سامنے پیش کیا گیا اور اس کی تائید بھی حاصل کی گئی۔

ہز مجسٹی کی حکومت فلسطین میں یہودی قوم کے لیے یہودی وطن کے قیام کو حمایت کی نظر سے دیکھتی ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے سہولتیں بہم پہنچانے کی انتہائی کوشش کرے گی۔ یہ بات واضح طور پر تسلیم کرلی گئی ہے کہ فلسطین میں موجود غیر یہودی قوموں کے شہری اور مذہبی حقوق کو متاثر کرنے کے لیے یا یہودیوں کے ان حقوق اور سیاسی حیثیت کے خلاف جو انہیں دوسرے ملکوں میں حاصل ہیں کوئی اقدام نہیں کیا جائے گا۔ ممنون ہوں گا اگر آپ میر یہ اعلان صیہونی فیڈریشن کے علم میں لائیں۔

آرتھر جیمس بالفور

یہودیوں نے اعلان بالفور کا خیر مقدم کیا اور امریکہ کو برطانیہ کی حمایت پر اکسا کر جنگ میں لا کھڑا کر دیا۔ یہودیوں نے ترکی اور جرمنی کے دفاعی راز کو اتحادیوں تک پہنچایا۔

برطانیہ جنگ میں عربوں کی حمایت بھی حاصل کرنا چاہتا تھا چنانچہ برطانیہ نے جنگ عظیم اول میں یقین دلایا کہ جنگ کے بعد عربوں کو خود مختار ریاست بنانے دیا جائے گا۔ اس غرض کے لیے انہوں نے شریف حسین کو تحریری وعدہ بھی دے دیا تھا۔ اسی وعدے کی بنیاد پر عربوں نے ترکوں کے خلاف بغاوت کا علم بلند کر دیا تھا کہ جس کی وجہ سے عراق اور شام پر انگلستان کا قبضہ ہو گیا۔

برطانیہ نے جنگ میں یہودیوں کی معاونت حاصل کرنے کے لیے ان سے معاہدہ کر لیا اور ان کو یقین دلوایا کہ برطانیہ جنگ کے بعد صیہونی ریاست کی تشکیل میں ہر ممکن مدد فراہم کرے گا تو دوسرے طرف عربوں

کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ان سے معاہدہ کیا کہ جنگ کے بعد انہیں خود مختار ریاست بنا دیا جائے گا۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

''یہ یہود کی اتنی بڑی بے ایمانی تھی کہ جب تک انگریز قوم اس دنیا میں موجود ہے وہ اپنی تاریخ پر سے اس کلنک کے ٹیکے کو نہ مٹا سکے گی۔'' (60)

پہلی جنگِ عظیم میں فتح حاصل کرنے کے بعد برطانیہ نے یہودیوں سے کیئے گئے وعدہ کے مطابق سرزمین فلسطین میں یہودی آبادکاری کا کام شروع کر دیا۔ دنیا کے یہودیوں کو جب برطانیہ کی پشت پناہی حاصل ہوئی تو وہ دھڑا دھڑ فلسطین میں آ کر آباد ہونا شروع ہو گئے۔ تھیوڈر ہرزل کے قائم کردہ بنک کا تمام سرمایہ یہودیوں کے آباد ہونے پر صرف کر دیا گیا۔ اب ان کی تحریک صیہونیت کی سرپرستی برطانوی شاہی خاندان کر رہا تھا۔ 1922ء میں فلسطین میں ان کی تعداد بیاسی ہزار تھی جو کہ 1936ء میں ساڑھے چار لاکھ ہوئی۔ پہلی جنگ عظیم سے دوسری جنگِ عظیم کے دوران فلسطین میں یہودی آبادکاری زور شور سے جاری رہی۔ اسی عرصہ میں جب 1937ء میں عربوں نے مسلح جدوجہد کا فیصلہ کیا تو اسے بغاوت کا نام دے کر حکومت برطانیہ نے شدت سے کچل دیا اور فلسطین میں صیہونی آبادکاری مسلسل جاری رہی۔ رابرٹ لکھتا ہے کہ

"Many terrorist organizations sprang up in Palestine in an efforts to force the creation of a Zionist state."(61)

کئی یہودی دہشت گرد تنظیمیں فلسطین میں صیہونی ریاست کی تشکیل کے لیے سرگرم ہو چکی تھیں۔

دوسری جنگ عظیم (1945-1939) میں صیہونیت کے سرکردہ رہنماؤں نے برطانیہ کی ہر ممکن حمایت کی۔ برطانیہ نے جنگِ عظیم دوئم میں عربوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے ان سے وعدہ کیا کہ جنگ کے اختتام پر آزاد فلسطینی ریاست کے قیام کا اعلان کر دیا جائے گا۔

مگر جنگ کے اختتام پر عربوں کی توقعات پر پانی پھر گیا جب دنیا جنگ کی تباہیوں اور ہولنا کیوں کا مشاہدہ کر رہی تھی دنیا کے یہودی برطانیہ کی سرپرستی میں دھڑا دھڑ فلسطین میں داخل ہو رہے تھے۔

1947ء میں برطانیہ نے فلسطین کا مسئلہ اقوامِ متحدہ میں پیش کر دیا۔ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے فلسطین کو یہودیوں اور عربوں کے درمیان تقسیم کرنے کا فیصلہ صادر کر دیا۔

14 مئی 1948ء جو عین اس وقت جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں مسئلہ فلسطین پر بحث

جاری تھی، یہودی ایجنسی Jewish Agency نے رات کے دس بجے اسرائیلی ریاست کے قیام کا باقاعدہ اعلان کر دیا اور فوراً ہی امریکہ اور روس نے اسے تسلیم کر لیا۔ جب فلسطین سے برطانوی فوج کا انخلا ہو رہا تھا تو یہودی اتنی طاقت حاصل کر چکے تھے کہ وہ عربوں کے کسی بھی متوقع حملہ کی صورت میں نہ صرف دفاع بلکہ جارحانہ پالیسی بھی اپنا سکتے تھے۔ اور یوں انگریز قوم نے اعلان بالفور کے تحت عربوں کو دھوکہ دے کر اسرائیلی ریاست کی تشکیل میں بھرپور معاونت کی۔

صیہونیت کا قیام جن مقاصد کے لیے کیا گیا تھا وہ ایک بڑی حد تک کامیاب ہو چکے تھے۔ سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ اور عالم اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے صیہونیوں نے فلسطین میں آزاد صیہونی ریاست کو تشکیل دے دیا تھا۔ صیہونیت کی سرپرستی برطانوی شاہی خاندان کر رہا تھا۔

ایک آزاد صیہونی سلطنت کا قیام عمل میں آ چکا تھا اور صیہونی دہشت گرد تنظیمیں ہگانہ اور ارگون دہشت گردی کی کارروائیوں سے عربوں کو ان کے علاقوں سے نکال کر یہودیوں کو آباد کر رہے تھے۔ دنیا میں بکھرے ہوئے یہودی دھڑا دھڑ فلسطین کی جانب آ رہے تھے۔

ڈیوڈ بن گوریان نے 31 اگست 1949ء میں امریکہ میں یہودی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

"Come and build the Jerusalem, send your sons to Jerusalem, have a second home and a first child in Jerusalem."(62)

صیہونیت کے بانیوں نے صیہونی تحریک کو خالصتاً مذہبی تحریک کے نام سے شروع کیا انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضرت داؤدؑ نے سرزمین فلسطین میں ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی تھی اور یروشلم اس کا دارالحکومت تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ غیر یہود قوموں نے ان سے یہ علاقے چھین لیے تھے چونکہ وہ خدا کی محبوب قوم ہیں اور دنیا پر حکمرانی کا حق انہی کو حاصل ہے چنانچہ سلطنت داؤدؑ کی بحالی اور ہیکل سلیمانی کی ازسرِ نو تعمیر کے لیے یہودیوں نے صیہونیت کی بنیاد رکھی۔ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ قوم (یہود) اپنے انبیاؑ کو مجذوب اور مجنوں بنا کر پیش کرتی آئی ہے ان کا ناحق خون کیا اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ماننے سے انکار کر دیا۔ مسیحا کے منتظر تھے مگر اسی کی جان کے درپے ہو گئے۔ وہ نبی آخر الزمان ﷺ کے منتظر تھے مگر وہی ان کے سب سے بڑے مخالف بن بیٹھے۔ اللہ رب العزت کی ناشکری اور نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے۔ تو اللہ رب العزت نے رسالت کا منصب بنی

اسرائیل سے لیکر بنی اسماعیل کو دے دیا اور دین اسلام کو تمام مذاہب پر غالب ہونے کے لیے مبعوث فرمایا۔

هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون (9:61)

''وہ اللہ کہ جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تا کہ یہ دین تمام ادیان پر غالب آجائے چاہے مشرکین اس بات کو ناپسند ہی کریں۔''

مگر صیہونی ابھی تک اپنے عظمت و بزرگی کے تصور سے شدت سے چمٹے ہوئے تھے انہوں نے اسلام کو اپنی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا چنانچہ خدا کی مغضوب قوم نے سرزمین فلسطین میں آباد ہونے کے لیے صیہونیت کی بنیاد رکھی۔ وہ یہود جنہوں نے حضرت موسیٰؑ کی نافرمانی کی تورات کے احکامات کو پسِ بشت ڈال دیا تھا اب یہودیت کا لبادہ اوڑھ بیٹھے تا کہ ایک صیہونی ریاست کو تشکیل کر سکیں۔

انہوں نے اس مقصد کے لیے ہر جائز اور ناجائز کارروائی کی اور دہشت گردی کی کارروائیاں کیں غریب عرب لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال کر پناہ گزین کیمپوں میں رہنے پر مجبور کیا۔ پناہ گزین کیمپوں میں بھوک و افلاس کی زندگی بسر کرنے والوں کو مجاہد کہہ کر گولہ باری کی۔

یہودیوں کے علما اور عوام کے ایک گروہ نے اسرائیل کی ان جارحانہ کارروائیوں کو ناجائز کہا ہے اور خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان شدت پسند صیہونیوں نے یہودیت کا لبادہ اوڑھ کر مظلوم عربوں پر تشدد روا رکھا ہے۔ ان یہودیوں نے اسرائیل اور صیہونیت کو انسان دشمن کا نام دیا ہے کہ جنہوں نے یہودیت کے چہرے کو داغ دار کر دیا ہے ایک صیہونی نے اعتراف کیا کہ صیہونیوں نے تشدد کی بدولت عربوں کو ان کے گھروں سے نکال کر ان کی زمین اور جائداد پر قابض ہو بیٹھے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ اس پر شرمندہ ہوتے وہ اس پر فخر کا اظہار کرتے ہیں۔ (63)

7۔ صیہونیت کے بارے میں حقائق:

صیہونیت کہ جس کا اصل مقصد سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ کر کے فلسطین میں ایک خالصتاً یہودی ریاست کا قیام تھا اپنے مقاصد کے حصول میں یہ تحریک بظاہر تو کامیاب نظر آتی ہے لیکن کچھ حقائق ایسے ہیں کہ جو صیہونیت کے خلاف جاتے ہیں۔ صیہونیوں نے اس تحریک کی بنیاد مذہب پر رکھی اور لوگوں کو ایک نظریہ پر اکٹھا کیا

لیکن یہودیوں کا ایک فرقہ جو مخصوص نظریات کا حامل ہے صیہونی تحریک کا مخالف ہے۔

اس یہودی فرقہ نے صیہونیت اور اسرائیل کی پرزور مخالفت کی ہے۔ اس فرقہ کا نام ناطوری کارتہ ہے جو کہ آرامی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "ارض مقدس کے مخالفین" اس یہودی طبقہ نے یہودیوں کو تورات کے اصولوں پر قائم رکھنے کے لیے ناطوری کارتہ تنظیم کی بنیاد رکھی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ تورات اور ارضِ مقدس کے اصل محافظ ہیں۔

اس خالصتاً یہودی فرقہ نے صیہونیت اور اس کے عزائم کی بھرپور مخالفت کی ہے۔ ان کے نزدیک صیہونی لوگ سیکولر ہیں اور سیکولرازم کی بنیاد پر ہی انہوں نے اسرائیل کی بنیاد رکھی ہے یہ اسرائیلی حکومت تورات کے اصولوں کے مطابق نہیں بلکہ اس کی تمام کارروائیاں یہودیت کے خلاف ہیں۔ اسی لیے اسرائیلی حکومت کافر ہے اور ارض مقدس میں ان کا وجود ناجائز ہے۔

ناطوری کارتہ کے ایک ربی نے صیہونیت کی مخالفت ان الفاظ سے کی ہے:

"Zionism is diametrically opposed to Judiasm The Jewish people are charged by divine oath not to be force themselves back to Holy Land against the wishes of those living there. The Jewish people were given the Holy Land by God and we sinned, we exiled and charged not to take back the land."(64)

صیہونیت یہودیت سے یکسر مختلف ہے۔ یہودی لوگوں کو خدائی حلف تفویض کیا گیا اور فلسطین میں رہنے والوں کی خواہشات کے برعکس ان کو ارض مقدس واپسی کے لے مجبور نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو ارضِ مقدس عطا کی تھی۔ ہم نے گناہ کیے تو جلاوطن کر دیے گئے اور ارضِ مقدس کو واپسی ممکن نہ رہی۔"

حقیقت کچھ اسی طرح سے ہی ہے۔ اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل کو ایک خاص وقت اور مدت کے لیے فضیلت عطا کی تھی۔ اللہ رب العزت نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم 2 مرتبہ زمین میں فساد پھیلاؤ گے تو عذاب سے دوچار کیے جاؤ گے۔ اس کے بعد ایک موقع فراہم کیا جائے گا۔ اگر تم اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہو جاؤ گے اور اپنے سابقہ گناہوں سے مغفرت کر لو گے تو تمہاری توبہ قبول کر لی جائے گی۔ اللہ رب العزت نے قوم بنی اسرائیل کو تیسرا موقع فراہم کیا جب حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا مگر بنی اسرائیل کی سرکش قوم نے پھر باغیانہ روش اختیار کی اور نبی آخر الزمان ﷺ کی بھرپور مخالفت کی۔ منصب رسالت تو پہلے ہی اللہ رب العزت نے بنی

اسرائیل سے بنی اسمٰعیل کی طرف منتقل کردی اور تحویل کعبہ سے تمام تر فضیلت اور بزرگی امتِ محمدی ﷺ کو دے دی گئی اور اسرائیل پر دائمی ذلت کو مسلط کردیا گیا۔

ناطوری کارتہ فرقہ کے مطابق صیہونیت نے اپنے خوفناک چہرے پر یہودیت کا لبادہ اوڑھا ہوا ہے جس سے یہودی لوگ دھوکہ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ان کے مطابق یہودی اور عرب سالہا سال ارضِ مقدس میں آباد تھے اور اکٹھے رہ رہے تھے۔مگر جب سے صیہونیت وجود میں آئی ہے تو ان صیہونیوں نے یہودیوں کی عبادت گاہوں اور علاقوں کو تاراج کیا ہے۔یہودی عورتوں بچوں کا قتلِ عام کیا اور تمام تر الزام عربوں پر لگادیا اس کا مقصد یہودیوں کے لیے عدم تحفظ کی فضا پیدا کرکے اسرائیلی ریاست کا جواز پیدا کرنا تھا۔صیہونیت نے یورپ میں آباد یہودیوں کو ارضِ فلسطین میں آباد کرنے کے لیے ہٹلر کے ظلم کا نشانہ بنوایا کیونکہ یہودا گر یورپ میں عدم تحفظ کا شکار نہ ہوتے تو کبھی بھی اسرائیل کا رخ نہ کرتے۔"

حال ہی میں 24 فروری 2005ء کو بیروت لبنان میں فلسطین کے دفاع کے لیے ایک کانفرنس ہوئی اس کانفرنس میں یہودیوں کے فرقہ ناطوری کارتہ کے مشہور ربی اور دوسرے علما نے شرکت کی۔اس موقع پر یہودیوں کے ربیوں نے خطاب کیا اور کہا کہ

"صیہونیت دنیا کے تمام یہودیوں کے نظریات کی حامل نہیں ہے۔یہودیت اور صیہونیت ایک دوسرے کے مکمل مخالف تحریکیں ہیں اور فلسطین کے لوگوں کا یہ حق ہے کہ انہیں ارض فلسطین میں واپس لوٹا دیا جائے۔" (66)

صیہونیت کے اصل حقائق کا پردہ ایک دوسری کتاب "The New World Order and throne of Antichrist" میں چاک ہوتا ہے۔مصنف نے اس کتاب میں صیہونیت کے بارے میں حقائق کو واضح کیا ہے۔جس سے صیہونی تحریک کے مذموم اور گھناؤنے مقاصد کا پردہ چاک ہوتا ہے۔

ایک یہودی (Nathan Chafshi) جو صیہونی تحریک کا سرکردہ رکن تھا اور ہجرت کرکے فلسطین میں آباد ہوا تھا اس نے جب فلسطین میں اسرائیل میں اسرائیلی مظالم کی انتہا دیکھی تو لکھا کہ

"ہم فلسطین میں آکر آباد ہوئے اور ان کے رہنے والوں کو پناہ گزین بنادیا اور ان پر طرح طرح کی جارحیت کی۔بجائے اس کے کہ ہم اپنی ان ظالمانہ کارروائیوں پر شرمندہ ہوتے ہم نے فخر کرنا شروع کردیا۔" (67)

وہ مزید لکھتا ہے کہ مظلوم عربوں کے قتل سے اسرائیلیوں کو صرف ایک اندرونی تحریک ہی روک سکتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ

''عرب پناہ گزین وہ لوگ ہیں جن کے قصبوں میں ہم آ کر آباد ہوئے۔ ان کے گھروں کو ہم نے اپنی وراثت بنالیا ہے۔ اور اب ہم ان کے کھیتوں میں فصل بوتے ہیں اور اس کا پھل کھاتے ہیں اور ان عربوں کے پھلوں اور انگوروں کے باغات کے پھل خود ہم لے جاتے ہیں اور ان عربوں کے لوٹے گئے شہروں میں ہم نے تعلیمی خیراتی ادارے اور عبادت گاہیں بنا رکھی ہیں۔'' (68)

حقیقت کچھ اسی طرح سے ہے کہ ارضِ مقدس میں فلسطینی اپنے آباؤ اجداد کے گھروں میں خوشی کی زندگیاں بسر کر رہے تھے۔ یہودیوں نے اپنی جارحانہ کارروائیوں کی بدولت ان معصوم اور نہتے عربوں کو ان کے گھروں سے نکال کر پناہ گزین کیمپوں میں رہنے کے لیے مجبور کر دیا ہے۔ دنیا میں جارحیت اور دہشت گردی کی اس سے بڑھ کر کوئی اور مثال نہیں ہے کہ کوئی کسی کو اس کے گھر سے نکال کر خود اس میں آباد ہو جائے اور پھر مظلوم کو دہشت گرد کا لقب دیا جائے۔ آج ارضِ فلسطین میں یہودیوں نے اپنے ظلم و ستم کی انتہا کر دی ہے۔ گھر کے مکینوں کو گھسیٹ کر باہر نکالا جاتا ہے۔ ان نہتے شہریوں پر صیہونی دہشت گردی کو مسلط کر دیا گیا ہے۔

1956ء میں ایک اسرائیلی فوجی کے جنازے کے موقع پر چیف آف سٹاف موشے دایان نے کہا کہ

"Who are we that we should argue against their hatred ; For eight year now they sit in the Refugee camps in Ghaza. And before their every eyes we turned into our homestead the land and the villages in which they and their forefathers have lived."(69)

''ہم وہ ہیں جو ان لوگوں سے نفرت کی دلیلیں پیش کرتے ہیں وہ 8 سال سے غزہ کے پناہ گزین کیمپوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم ان کے سامنے ان کے آباؤ اجداد کی سرزمین اور ان کے گاؤں میں متمکن بیٹھے ہیں۔''

جنرل موشے دایان کے الفاظ کو غور سے پڑھیے تو اس بات کا خود اعتراف کر رہا ہے کہ سرزمین فلسطین دراصل فلسطیوں کے آباؤ اجداد کی سرزمین ہے اور ہم نے ان فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکال کر پناہ

گزین کیمپوں میں رہنے کے لیے مجبور کر دیا ہے۔

1921ء میں ایک صیہونی مصنف (Asher Ginzburg) نے لکھا کہ ''کیا یہی ہمارا مقصدِ حیات تھا کہ جس کے حصول کے لیے ہمارے بزرگوں اور ہماری نسلیں مصیبتیں جھیلتی نظر آ رہی تھیں کیا صیہون کو واپسی کا یہ خواب تھا جو ہم صدیوں سے دیکھتے آ رہے تھے۔ کیا یہی خواب کی تعبیر ہے کہ ہم نے صیہون پہنچ کر معصوم لوگوں کے خون سے صیہون کی مٹی کو سیراب کریں گے۔'' (70)

یہودی اکابرین نے جب صیہونیت کی بنیاد رکھی تو اس تحریک کو مذہبی اور جذباتی رنگ دیا۔

صیہون کا پہاڑ جو یہودیوں کے لیے مقدس ہے اسی صیہون کو مذہبی اور جذباتی رنگ دیا گیا اور دنیا میں بکھرے ہوئے یہودیوں کو ارضِ مقدس میں لانے کے لیے جذباتیت کا رنگ دیا گیا ان کو ان کی عظمت کا سبق دیا دلایا گیا کہ وہ خدا کی برگزیدہ قوم ہیں۔ ارضِ مقدس ان کا شہر و علاقہ ہے جس پر مسلمانوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس تحریک نے Back to Zion کا نعرہ بلند کیا۔

ارضِ مقدس میں ایک صیہونی ریاست کے جواز کو پیدا کرنے کے لیے ارضِ مقدس اور یورپ کے یہودیوں پر طرح طرح کے مظالم کرائے گئے اور اس کا تمام تر الزام معصوم عربوں پر لگایا گیا۔ ہٹلر کے ظلم و ستم سے تنگ سفر اور موسم کی مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے جب یہودی ارضِ مقدس میں داخل ہوئے تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں یہ ہر طرف ریت ہی ریت اور لق و دق صحرا، وہ دودھ اور شہد کی نہریں کدھر ہیں کہ جن کا تذکرہ ان کی ربی اپنی جذباتی تقریروں میں کرتے تھے۔ ان کو تسلی دی گئی کہ ان نہروں کو خداوند نے اوپر اٹھا لیا ہے تاکہ جب اس کی محبوب قوم اس میں آباد ہوگی تو ان نہروں کو دوبارہ جاری کر دیا جائے گا۔

جب فلسطین میں ان کی آبادکاری شروع ہوئی تو صیہونت کی دہشت گرد تنظیموں نے عربوں کے خلاف اپنی دہشت گردی کی کارروائیوں کو تیز کر دیا اور ارضِ مقدس کو معصوم فلسطیوں کے خون سے رنگ دیا گیا اور صیہونی ریاست کے قیام کے لیے ہر ناجائز کارروائی جو جائز سمجھ لیا گیا۔

یہودیوں کے گروہ نے جو اپنے دل میں انسانیت کے جذبہ ہمدردی رکھتے تھے جب انہوں نے ارضِ مقدس کو معصوم اور نہتے فلسطینیوں کے خون سے رنگا ہوا دیکھا تو وہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ مظلوم فلسطینیوں کو دہشت گردی کے بل بوتے پر گھروں سے نکال کر ذبح کرنے کا نام یہودیت ہے۔ وہ صیہونی اکابرین سے سوال کرنے لگے کہ کیا یہی وہ خواب ہے کہ جس کی تکمیل کے لیے ان کے آباؤ اجداد نے طرح طرح کی صعوبتیں جھیلی

ہیں؟ کیا ہمارے خوابوں کی تکمیل یہ ہے کہ ہم غریب فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکال کر قتل کر دیں۔

ارضِ مقدس حقیقت میں مسلمانوں کی ہی سرزمین ہے جس میں وہ صدیوں سے آباد ہیں۔ دنیا کے بکھرے ہوئے یہودیوں نے جن اپنے لیے ایک علیحدہ سلطنت کی ضرورت کو محسوس کیا تو انہوں نے جغرافیائی و سیاسی لحاظ سے فلسطین کا چناؤ جوان کے مفادات کے تحفظ کی ضامن ہوسکتی تھی۔ انہوں نے صیہون کو جذباتی رنگ دے کر یہودیوں کو اس میں آباد ہونے کے لیے تیار کیا اور پھر ظلم وستم اور دہشت گردی کی کارروائیوں کی بدولت اس میں آباد ہوتے گئی اور ان کے مکینوں کو وہاں سے باہر نکال کر پناہ گزین کیمپوں میں رہنے کے لیے مجبور کر دیا۔

8۔ صیہونیت کے عالم اسلام پر اثرات

صیہونی تحریک کی بنیاد کے ساتھ ہی صیہونی مقاصد طے ہو گئے تھے۔ صیہونیت نے اپنے مقاصد کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ مذہب اسلام کو ہی سمجھا۔ چنانچہ صیہونی تحریک نے خفیہ سازشوں کے ذریعے سے مسلم ممالک کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔

صیہونی تحریک نے عالم اسلام کی واحد طاقت سلطنتِ عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں کلیدی رول ادا کیا ہے۔ عربوں اور ترکوں کے درمیان قومیت (Nationalism) کو فروغ دے کر جمعیت اسلامی کا شیرازہ بکھیر دیا۔ اخوت و محبت کے رشتے میں جڑے ہوئے مسلمان تسبیح کی طرح سے ٹوٹ کر بکھر گئے تھے۔ وہ جو ایک دوسرے کے بھائی تھے جنگ عظیم اول میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے تھے۔

وہ عرب جو ترکوں سے آزادی کا مطالبہ کر رہے تھے وہ یہود کی سازشوں سے مکمل طور پر بے خبر تھے۔ وہ جسے ترکوں سے آزادی سمجھ رہے تھے وہ دراصل انہیں یہودیوں کی قید و صعوبتوں اور مظالم کی طرف لے کر جارہی تھیں۔

صیہونیت نے ایک باقاعدہ منصوبہ بندی سے اسلامی ممالک کے قلب میں ایک خنجر گھونپ دیا ہے جو کسی بھی صورتحال میں عالم اسلام کی معیشت، معاشرت اور سیاست کو مضبوط نہ ہونے دے گا۔ اسرائیل کا وجود نہ صرف عرب ممالک بلکہ دنیا کے تمام مسلم ممالک کے لیے خطرہ ہے جو اپنے جارحانہ عزائم کی تکمیل کے لیے کسی بھی جارحانہ کارروائی سے گریز نہیں کرتا ہے۔ چونکہ اسرائیل کے ہاں انسانیت کا کوئی وقار نہیں ہے۔ اسی لیے وہ انسانوں کی جان سے کھیل جانا یا ان کو قید و صعوبتوں کی مشکلات سے دوچار کر کے ظلم وستم کا نشانہ بنانا اسرائیل

کے لیے ایک معمولی چیز ہے۔

صیہونیت نے اپنی خفیہ سازشوں اور جارحانہ کارروائیوں سے عالم اسلام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ عرب فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کر کے ان کو اپنے ہی سرزمین پر پناہ گزینوں کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ جو کھلے آسمانوں تلے بے یارومددگار کسی صلاح الدین ایوبی کے منتظر ہیں۔ صیہونی عیاروں نے نہ صرف ان فلسطینیوں کو گھروں سے نکالا بلکہ ان کے قصبوں، گھروں، شہروں اور صحراؤں میں دہشت گردی کی کارروائیوں سے ہزارہا فلسطینیوں کو شہید کیا اور معصوم نہتے لوگوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا۔

فلسطینی آج اپنے ہی ملک میں پناہ گزینی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ صیہونیوں کے مطابق جب تک کہ ایک ایک فلسطینی کو باہر نکال نہیں دیا جاتا ہے اس خطہ میں امن ناممکن ہے۔ چنانچہ اس کے لیے انہوں نے فلسطینیوں کے انخلا کا کام تیزی سے شروع کیا ہوا ہے۔ ایک عیسائی شاعر Kemal Nasr لکھتا ہے کہ

"The refugees are ever kindling

In their camps, in that world of darkness

Their stolen rights cry in their hearts

Inflamed by misery and hunger

Dismayed by the persistent throng

The enemy spread poison and haterd abroal" (71)

"پناہ گزین اپنے کیمپوں میں اپنی تاریک دنیا آگ جلائے بیٹھے ہیں۔ ان کے چھینے گئے حقوق ان کے دلوں میں چیخ وپکار کر رہے ہیں۔ بھوک وظلم سے سرخ اور پے در پے ہجوم سے دہشت شدہ اور دشمن نے ان کے درمیان نفرت وزہر کو پھیلا دیا ہے۔"

ذرا اس صورتحال پر نظر دوڑایئے کہ جب عربوں کو ان کی سرزمین اور ان کے گھروں سے نکال دیا گیا ہوگا اور جب ان کی نظروں کے سامنے ان کے آباؤ اجداد کی نشانیاں اور باقیات کو مسمار کر دیا گیا ہوگا اور وہ پناہ گزین کیمپوں میں زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہو گئے ہوں گے تو وہ دور صحرا میں بیٹھے جب اپنے مکانات جن میں یہودی آباد ہو چکے ہیں ان پر نظر دوڑاتے ہوں گے تو ان کے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی۔

صیہونیت نے اب اسرائیل کے استحکام ومضبوطی کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کی ہوئی ہیں۔ سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کے بعد اب عالم اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کر کے عظیم تر اسرائیل کے قیام کے لیے

کوشاں ہے۔اسرائیل سلطنت داؤدؑ کی بحالی کو اپنا مقصد بنائے مزید سے مزید عرب علاقوں کو ہڑپ کرتا جا رہا ہے
۔

صیہونیت نے عظیم تر اسرائیل کے قیام کے لیے عالم اسلام کی ایک دفاعی طاقت عراق کو ایک سازش اور منصوبہ بندی کے تحت امریکی جارحیت کا نشانہ بنوایا ہے۔صیہونیت نے اب شام اور لبنان کے علاقوں پر اپنی نظریں گاڑھی ہوئی ہیں۔ حال ہی میں شام نے امریکی دباؤ میں لبنان سے اپنی فوجیں واپس بلائی ہیں۔ صیہونیت اپنی خفیہ سازشوں سے پس پردہ رہ کر امریکہ کو عالم اسلام پر اپنی جارحانہ کارروائیوں اور مذموم مقاصد کے لیے استعمال کر رہی ہے۔ عالم اسلام کے خلاف امریکی جارحیت کے تمام منصوبوں کے پس پردہ صیہونیت کارفرما ہے۔

صیہونی تحریک بین الاقوامی سطح پر یہودی مفادات کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل ہے۔ پروپیگنڈہ جو کہ یہودیوں کا موثر ترین ہتھیار ہے اسی پروپیگنڈہ کی بدولت صیہونیت نے اپنی کارروائیوں کو اقوام عالم کے سامنے جائز قرار دلوانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور اسی کی بدولت اقوام عالم میں مسلم ممالک کے خلاف شدید نفرت کی فضا پیدا کی ہے۔اس مقصد کے لیے صیہونیت نے میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ آج بیشتر یورپی و مغربی ممالک اسلام اور اسلامی ممالک کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔اسلامی ممالک کو دہشت گرد ملک قرار دلوانے میں بھی صیہونیت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔صیہونی پروپیگنڈہ کی بدولت ہی آج بیشتر مسلم ممالک اور ان کی تنظیموں پر دہشت گردی کا لیبل لگا ہوا ہے۔

خلاصہ بحث (CONCLUSION)

"لفظ یہود جونہی ذہن میں ابھرتا ہے ایک سازشی، مکار، عیار، کینہ پرور اور سود خور قوم کا تصور ذہن میں آتا ہے۔ یہودی دنیا کے جس کونے میں بھی گئے اپنے ذہانت اور عیار ذہن سے اس ملک میں سازشوں کے جال بننا شروع کردیتے تھے، اس ملک کی معاشرت میں اخلاقی اقدار کو ختم کر کے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کردیتے۔ اس کی معیشت پر اپنی اجارہ داری کا خواب دیکھتے۔ اسی لیے وہ بار بار ملکوں سے نکالے گئے۔ یہود نے ایک طویل عرصہ جلاوطنی میں گزارا اور ان کا کوئی وطن نہ تھا۔ یہودی اکابرین نے سوچا کہ وہ کس طرح سے دنیا میں ایک مقام حاصل کرسکتے ہیں۔ وہ کس طرح سے ہر ایک کی ضرورت بن سکتے ہیں۔ تاکہ وہ اقوام عالم جنہوں نے ان پر ظلم و زیادتی روا رکھی ہے وہ ان کے محتاج بن جائیں۔ ان کی سیاست، معاشرت، معیشت اور دفاع ان کے مرہون منت ہو۔ چنانچہ یہودی اکابرین ایک بند کمرے میں بیٹھے سازشوں کے جال بننے لگ گئے۔ 33 اعلیٰ پایہ یہودیوں نے چند دستاویزات تحریر کیں کہ جس میں عالمی تسلط کے منصوبے اور ان کے لیے عملی لائحہ عمل درج تھے۔ ان صیہونی دستاویزات میں اقوام عالم کے 3 اہم شعبہ جات کو خصوصی طور پر ہدف بنایا گیا۔ ان میں سے ایک معاشرت، معیشت اور سیاست تھے۔ ان اداروں میں اگر یہودیوں کا تسلط ہوجائے تو دنیا پکے ہوئے پھل کی طرح ان کی گود میں آگرے گی اور اس کے بعد فلسطین میں صیہونی ریاست قائم کر کے گریٹر اسرائیل کے خواب کو شرمندہ تعبیر کیا جائے گا۔

چنانچہ ان دستاویزات میں 3 عالمی انقلابات اور تین عالمی جنگوں کی منصوبہ بندی کی گئی تھی۔ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں جزئیات طے ہوئیں۔ دوسری جنگ عظیم کے فوراً بعد UNO کو تشکیل دے کر اس کے ذیلی ادارے بنائے جنہوں نے اقوام عالم کی معیشت معاشرت سیاست اور دفاع کو یہودیوں کے زیر سایہ لانے میں اہم کردار ادا کیا۔ معاشی قبضہ کے لیے IMF، ورلڈ بنک اور ملٹی نیشنل کمپنیوں نے یہودی سازشوں پر کام شروع کردیا۔ NGO's اور اس کے ذیلی ادارے ہمہ وقت اقوام عالم کی معاشرہ کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں مصروف

ہیں اور فری میسنری خفیہ تنظیم اپنی سازشوں اور منصوبہ بندی سے مقتدر مغربی ممالک اور خصوصاً اسلامی ممالک میں سیاسی استحکام اور سیاسی انتشار پیدا کر کے اپنے آلہ کاروں اور ایجنٹوں کو اقتدار میں لے آتی ہے اور پھر ان دولت و شہرت کے بھوکے لوگوں کو صیہونی مفادات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

فری میسنری تنظیم اقوام عالم کے معاشرے میں مکمل طور پر سرایت کر چکی ہے۔ جس کا اصل مقصد وہدف مسجد اقصیٰ کو گرا کر ہیکل سلیمانی کی تعمیر ہے۔

صیہونیت (Zionism) نامی یہودی تنظیم کا مقصد ارضِ فلسطین میں ایک یہودی ریاست کا قیام تھا۔ صیہونی تحریک زیادہ سے زیادہ یہودیوں کو فلسطین میں آباد کر کے برطانیہ اور امریکہ کی شہ پر اسرائیل کو وجود میں لے آئی ہے اور عصرِ حاضر میں صیہونیت نے عظیم تر اسرائیل کے قیام کی کوششوں کو تیز کر دیا ہے۔ عالمی سطح پر صیہونیت اسرائیل کے حق میں پروپیگنڈہ کر کے اسرائیلی کارروائیوں کو جائز قرار دلوانے کے لیے کوشاں ہے اور عالم اسلام کے خلاف شدید پروپیگنڈہ کر کے انہیں عالمی سطح پر تنہا کرنے کی کوششوں میں ہے۔

☆☆☆

حوالہ جات

E. Marsden, Protocols of the elders of the Zions." P.-11-1

Victor Ostrovsky, By way of Deception. P-125-2

Misbah-ul-Islam Faruqi , Jewish Conspiracy against Muslim World, -3
P-34

4-ای مارسڈن، یہودی پروٹوکولز، ص 121

5- عبدالرشید ارشد، آخری صلیبی جنگ، ج.ا، ص 40

6- سید عظیم، ملٹی نیشنل کمپنیاں، ص 262

7- بشیر احمد، فری میسنری، ص 9

8- عبدالرشید ارشد، فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم، ص 11

9-\-\-\-\-\-ایضاً\-\-\-\-\-، ص 53-52

Stephen Knight, The Brotherhood , P-17-10

www.google.com(freemasonry)-11

12- بشیر احمد، فری میسنری، ص 204

www.google.com(freemasonry)-13

14- عبدالرشید ارشد، فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم، ص 56-55

www.google.com(freemasonry)-15

16- عبدالرشید ارشد، فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم، ص 75

www.google.com(freemasonry)-17

18- عبدالرشید ارشد، فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم، ص 86

Ghulam Farid Bhatti, Zonism and International Security, P-103-19

Misbah-ul-Islam Faruqi, Freemasonry a Critical Study, P-55-20

E. Marsden, Protocols , 15, P.-103-21

22- محمد انیس الرحمن ، مدینہ سے وائٹ ہاوس تک، ص 18

Misbah-ul-Islam Faruqi, Freemasonry a Critical Study, P-23-23

E. Marsden, Protocols , 4, P.-45-24

Ghulam Farid Bhatti, Zonism and International Security, P-94-25

Misbah-ul-Islam Faruqi , Jewish Conspiracy against Muslim -26
World, P-81

Misbah-ul-Islam Faruqi , Jewish Conspiracy against Muslim -27
World, P-34

A.S. Macbride, Speculative Masonry its Evolution and its land -28
Marks, P-8

A.S. Macbride, Speculative Masonry its Evolution and its land -29
Marks, P-97

A.S. Macbride, Speculative Masonry its Evolution and its land -30
Marks, P-222

31- محمد عبدالمجید صدیقی ، دنیا جنگوں کے دھانے پر، ص 137

Stephen Knight, The Brotherhood , P-231-232 -32

Islamic Studies, vol 40. Autumn-Winter 2001. P-430-33

A.S. Macbride, Speculative Masonry its Evolution and its land -34
Marks, P-9

35- محمد انیس الرحمن ، مدینہ سے وائٹ ہاوس تک، ص 183

Stephen Knight, The Brotherhood, P 251-36

Stephen Knight, The Brotherhood, P 258-37

38- ہفت روزہ ندائے ملت لاہور، 19 تا 25 اگست 1999ء

39- محمد انیس الرحمن ، مدینہ سے وائٹ ہاوس تک، ص 192

40-بشیر احمد، فری میسنری، ص 212

41- تھیوڈر ہرزل، یہودی ریاست،

Sheime Weizmen, Trial and Error, P-371-42

The World book Encyclopedia, (2000) Vol. 21, P-599-43

Encyclopedia of America, (1998) Vol. 29, P-7813-44

Encyclopedia of Britaica, (1997) Vol. 29, P-922-45

Ghulam Farid Bhatti, Zonism and International Security, Preface-46

47- یوسف ظفر، یہودیت، ص 369

Ghulam Farid Bhatti, Zonism and International Security, Preface-48

New York Time, 30 May 1951-49

Misbah-ul-Islam Faruqi , Jewish Conspiracy against Muslim -50
World, P-69

Robert Driscoll, The New World Order and the throne of -51
antichrist, P -119

Encyclopedia of Religion, Vol. 8, P144-52

David Hirst, The Gun and the Olive Branch, P -53

Misbah-ul-Islam Faruqi , Jewish Conspiracy against Muslim -54
World, P-72

55- محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، ص 65

Bernad Lewis, The Emergence of Modern Turkey, P-209-56

57- سید ابوالاعلیٰ مودودی، عصرِ حاضر میں امت مسلمہ کے مسائل اور انکا حل، ص 156

Harry Rimmer, The Palestine Coming Storm Center, P-29-58

David Hirst, The Gun and the Olive Branch, P-38-59

60- سید ابوالاعلیٰ مودودی، عصرِ حاضر میں امت مسلمہ کے مسائل اور انکا حل، ص 157

Robert Driscoll, The New World Order and the throne of -61

antichrist, P -111

David Hirst, The Gun and the Olive Branch, P-223-62

Dimbley, Palestine, P-91-63

Robert Driscoll, The New World Order and the throne of -64
antichrist, P -183

65-روزنامہ نوائے وقت ملتان، سنڈے میگزین، 5 اکتوبر 2003ء

www.google.com (zionism)-66

Robert Driscoll, The New World Order and the throne of -67
antichrist, P -129

Robert Driscoll, The New World Order and the throne of -68
antichrist, P -129

David Hirst, The Gun and the Olive Branch, P-172 -69

Robert Driscoll, The New World Order and the throne of -70
antichrist, P -130

David Hirst, The Gun and the Olive Branch, P-71-71

☆

باب سوم

اہم یہودی خفیہ تنظیمیں (حصہ دوم)

1۔ موساد

2۔ امریکہ میں یہودی تنظیمیں

3۔ UNO میں صیہونی کردار

4۔ NGOs میں صیہونی کردار

5۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں میں صیہونی کردار

6 ۔ ذرائع ابلاغ میں صیہونی کردار

1۔ موساد (MOSAD)

انسان کی جبلت میں متجسس رہنا لکھ دیا گیا ہے وہ اردگرد کے ماحول پر نظر دوڑاتا ہے اس کا بغور مشاہدہ کرتا ہے اور ماحول میں رونما ہونے والے واقعات کی تہہ میں جانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اصل حقائق سے آگاہ رہ سکے۔ دنیا کی کسی بھی تہذیب پر نظر دوڑائیں تو اس میں معلومات کا ذخیرہ کرنے اور مختلف حربوں اور طریقوں سے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے ایک خفیہ محکمہ نظر آتا ہے جوان کو اس کے دشمن ممالک کی فوجی طاقت اور نقل وحمل کے بارے میں آگاہ کرتا ہے اس دنیا کی تاریخ میں کوئی ایسی بادشاہت نظر نہیں آتی ہے جس نے فنِ جاسوسی سے استفادہ نہ کیا ہو۔

جاسوسی (Intellegence) بنیادی طور پر معلومات جمع کرنے کے عمل کو کہتے ہیں یا معلومات کے حصول کے ذریعے کو جاسوسی کا نام دیا جاتا ہے۔

آج کی دنیا میں کسی ملک کے پاس جتنا مضبوط نظام جاسوسی ہوتا ہے وہ اتنا ہی طاقتور سمجھا جاتا ہے حالات کا بغور جائزہ لیں تو صیہونی طاقتیں اس معاملہ میں سب سے آگے ہیں کہ جنہوں نے پوری دنیا میں اپنے مخبروں کا جال بچھایا ہوا ہے خلائی سیارے اور سٹیشن ان کی آنکھیں اور کان ہیں دنیا کی کوئی حکومت، کوئی ادارہ جاسوسی کے اس وسیع نظام کی پہنچ سے باہر نہیں ہے۔

یہودی جاسوسی کے شعبہ میں اقوام عالم میں کسی سے بھی پیچھے نہیں رہے یہودیت کی تاریخ میں نظام جاسوسی کسی نہ کسی صورت میں قائم رہا ہے گو کہ وہ موجودہ دور کی طرح منظم نہ تھا۔

مگر یہودی اپنے مقاصد کی تکمیل میں جاسوسوں سے مدد ضرور لیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کی مجلس میں یہودیوں نے حواری کے لباس میں ایک جاسوس مقرر کیا تھا۔ جو حضرت عیسیٰؑ کی سرگرمیوں اور ان کی موجودگی کا پتہ دیتا تھا آنحضور اکرم کی بعثت کے بعد یہودیوں نے اپنے خفیہ ایجنٹ تیار کیے اور آپ کی مجلس میں بھیجے جو واپس آ کر

ان مجلسوں کی کاروائیاں اپنے یہودی اکابرین کو دیتے اور پھر وہ یہودی ان کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل تیار کرتے۔

i۔ یہودی خفیہ ایجنسیوں کا قیام:۔

اسرائیلی ریاست کے قیام تک یہودیوں کا جاسوسی کا کوئی منظم ادارہ نہ تھا مگر صیہونی ریاست کے وجود میں آنے کے بعد درپیش مسائل میں ایک اہم مسئلہ سلامتی کا تھا یہودی ریاست کا قیام ایک بہت بڑا چیلنج تھا یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے تحفظ اور بقا کے لیے ہر ظالمانہ اور دہشت گردی کی کاروائی کو جائز سمجھتے ہیں۔ یہودیوں کے سامنے چند اہم مقاصد تھے کہ انہوں نے سرزمین فلسطین میں ایک ناجائز صیہونی ریاست کی بنیاد رکھی ہے جو چاروں طرف سے عربوں میں گھری ہوئی ہے ان کا اولین مقصد اس ریاست کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے۔ عرب حکومتوں میں انتشار پیدا کر کے ان کو دفاعی لحاظ کی حفاظت کرنا ہے، عرب حکومتوں میں انتشار پیدا کر کے ان کو دفاعی لحاظ سے کمزور کرنا اور تیسرا اہم مقصد عرب ریاستوں میں دہشت گردی کی کاروائیوں کو فروغ دینا ہے۔

اس کیلئے ضروری تھا کہ وہ ایک ایسے خفیہ ادارے کو وجود میں لاتے جو عرب ممالک کی عسکری و معاشی صورتحال، عرب فوجوں کی نقل و حرکت کا جائزہ لے اور عرب ممالک میں اپنے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو سختی سے دبا دے تاکہ اسرائیل کی نظریاتی سرحدوں کی بقا ممکن ہو سکے۔

دوسرا جب فلسطین میں یہودی آباد ہو رہے تھے تو ان کو اس بات کا احساس ہوا کہ ان کیلئے جاسوسی اور دفاعی محکموں کا ہونا از حد ضروری ہے۔ بصورتِ دیگر ان کی بقا خطرے میں رہے گی اس وقت ان کو اپنی جان و مال کی حفاظت کا احساس ہوا تو انہوں نے 1870ء میں ایک دفاعی تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام (Hashomer) تھا جس نے فلسطین میں یہودیوں کے تحفظ کیلئے اہم کردار ادا کیا۔(1)

اسرائیل نے اپنے قیام کے بعد خفیہ ایجنسیوں کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا اسرائیل کو اس بات کا مکمل احساس تھا کہ جاسوسی کا نظام اس کیلئے کتنا ضروری ہے کہ وہ چاروں طرف سے عربوں میں گھرا ہوا ہے اور اس کی بقا کو خطرہ ہے۔

یہودیوں نے اپنے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے صیہونی ریاست کی تشکیل سے پہلے ہی اپنی کوششوں کو تیز کر دیا تھا۔

اسرائیل کے بقا و تحفظ کیلئے صیہونیوں نے اپنی خفیہ ایجنسی کا قیام 1929ء میں صیہونی کانگریس میں کیا

اور ایک چھوٹا سا ادارہ جیوئش ایجنسی (Jewish Agency) کے نام سے متعارف کرایا۔ سوئٹرز لینڈ کے شہر زیورچ میں مقعقد ہونے والی اس کانفرنس میں دنیا بھر میں جاسوسی کے اپریشن شروع کرنے پر غور کیا گیا اس مقصد کیلئے ایک زیر زمین فورس کا وجود عمل میں لایا گیا جس کا نام ہگانہ (Haganah) رکھا گیا۔"(2)

ہگانہ اور جیوئش ایجنسی تنظیموں نے فلسطین میں زیادہ سے زیادہ یہودیوں کو بھی آباد کرنے کا کام سرانجام دیا۔ یہودیوں کیلئے سفر کے خفیہ راستوں اور خفیہ گھروں کا بھی بندوبست کیا۔

یہودی اپنے نظام جاسوسی کو مضبوط سے مضبوط تر بنانا چاہتے تھے انہوں نے تسخیر کائنات کا جو منصوبہ بنایا تھا اس کیلئے ضروری تھا کہ وہ دنیا کے مختلف ممالک کی معاشی سیاسی اور خصوصاً دفاعی صورتحال سے مکمل طور پر آگاہ رہیں اور ان کے بارے حاصل کردہ معلومات کی بنیاد پر اپنی حکمت عملی کو ترتیب دے سکیں۔

30 جون 1948ء میں ایک خفیہ اجلاس منعقد ہوا جس کا مقصد اسرائیل کے نظام جاسوسی کو فعال بنانا تھا اس اجلاس میں صیہونیت کے چیدہ چیدہ افراد نے شرکت کی۔

"مختلف تجاویز کے بعد Israeli Defence Force (IDF) نے ایک اعلامیہ جاری کیا جس کی رو سے جنرل سٹاف آپریشن (General Staff Operation) کیلئے ایک سب ڈویژن کا قیام عمل میں لایا گیا اس کا نام ملٹری انٹیلی جینس (Militry intellegence) رکھا گیا۔" (3)

ڈیوڈ بن گوریان جس نے اسرائیل کے دفاع کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کیا اس نے 1951ء میں چھوٹی مختلف ایجنسیوں کو باہم ملا کر ایک بڑی خفیہ ایجنسی موساد (Mosad) قائم کی۔

وکٹر اسٹرووسکی جو ایک لمبے عرصے تک اسرائیلی خفیہ ایجنسی موساد میں کام کرتا رہا ہے اس نے اس بات کا انکشاف کیا کہ

"On September, 1 1951 the prime minister David Bind Gurion issued a directive that the Mosaed be created as an intellegence organiszation." (4)

"یکم ستمبر 1951ء میں وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان نے ایک فرمان جاری کیا کہ موساد خفیہ تنظیم کے طور پر وجود میں آچکی ہے۔"

2۔ موساد اور اس کے شعبہ جات:۔

ڈیوڈ بن گوریان نے موساد کو جدید سے جدید تر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس نے خفیہ انٹیلی جینس موساد کو تین اہم شعبوں میں تقسیم کیا۔

(i) بیورو آف انٹیلی جینس:۔

یہ شعبہ فوجی کاروائیوں کے متعلق ہے جو غیر ممالک کے فوجی ہتھیاروں اور ان کی تکنیکی مہارت پر نظر رکھتا ہے یہ ادارہ تمام خفیہ معلومات اکھٹی کرنے کے بعد ان معلومات کو اسرائیل میں موساد کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچاتا ہے۔

ii۔ خارجی معاملات کا سیاسی شعبہ:۔

یہ محکمہ وزارتِ خارجہ کے تحت کام کرتا ہے یہ محکمہ مختلف ممالک کی سیاسی صورتحال اور معاشی ترقی پر مکمل نظر رکھتا ہے اور صیہونی مفادات کیلئے کام کرتا ہے۔

iii۔ سیکورٹی کا محکمہ:۔

''اس محکمہ کا تعلق محکمہ دفاع سے ہے جو اسرائیل کے اندر رہ کر خفیہ رپورٹیں تیار کرتا ہے'' (5)

اس کے علاوہ موساد تنظیم کے کئی ایسے ادارے ہیں جو مختلف ممالک میں دہشت گردی اور تباہی پھیلانے کیلئے سرگرم رہتے ہیں ان میں سے ایک کا نام ''لیکم'' اور دوسرے کا نام ''آل'' ہے لیکم کا ادارہ 1960ء میں وزیر دفاع شمعون پیریس کے کہنے پر قائم کیا گیا دوسری تنظیم آل ہے اس کا قیام امریکہ کی مالیات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے کیا گیا اس شاخ کا مقصد امریکہ کی اقتصادی صورتحال کی رپورٹیں تیار کر کے روزانہ اسرائیل میں موساد کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچانا ہے اسرائیل ہمیشہ امریکہ میں آل کے کردار پر اور امریکہ میں اس کے قیام سے انکار کرتا آیا ہے۔ مگر جب اسرائیلی ایجنٹ ''وکٹر آسٹروسکی'' نے اپنی کتاب میں اس بات کا اقرار کیا کہ ''آل'' 1978ء سے نیویارک میں کام کر رہی ہے تو موساد کے جھوٹے دعوے منظر عام پر آ گئے۔

iv کائی ڈون: Kidon

موساد کی سب سے خطرناک برانچ کائی ڈون ہے جو دراصل موساد کا قاتل گروپ ہے جس کا کام دنیا کے کسی بھی حصے میں حکم ملنے پر متعلقہ شخص کو بہر صورت قتل کرنا ہوتا ہے خواہ اس کی قیمت اپنی جان کے عوض کیوں نہ چکانی پڑے ان لوگوں کی قمیضوں کے کالرز زہر سے بجھے ہوئے ہوتے ہیں تا کہ دشمن کے ہتھے چڑھنے سے قبل وہ زہر چاٹ کر اپنا راز اپنے ساتھ لے جائیں (6)

موساد کو کنٹرول کرنا بہت مشکل کام ہے۔ جو اسرائیل کی جغرافیائی ونظریاتی سرحدوں کی حفاظت کیلئے ہر طرح کے جائز اور ناجائز ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے سرگرم عمل ہے۔

(By way of Deception) کا مصنف وکٹر آسٹروسکی اپنی کتاب کے پیش لفظ میں لکھتا ہے کہ

"The Mosad is out of controll that even the prime minister, although ostensibly in-charge, has no real authority over its actions." (7)

''موساد کنٹرول سے باہر ہے یہاں تک کہ وقت کا وزیراعظم بھی اس کے کاموں میں مداخلت کی اتھارٹی نہیں رکھتا ہے۔''

3۔ موساد کی ٹریننگ کے اہم پہلو:۔

موساد ہمیشہ سخت جان اور باعمل نوجوانوں کی تلاش میں رہی ہے۔ جو پبلک مقامات یا کسی جگہ پر گھنٹوں کھڑے رہیں اور کسی کو بھی اپنی موجودگی کا احساس نہ ہونے دیں اور اپنے اصل مقصد کو کسی پر ظاہر نہ کریں اور کسی کو بھی یہ بات عیاں نہ ہونے دیں کہ وہ اس جگہ پر کب سے کھڑا ہوا ہے کب تک رکے گا یہاں تک کہ اس کا قریبی دوست بھی آجائے تو وہ اس پر بھی کچھ ظاہر نہ کرے۔

موساد کی اکیڈمی میں ابتدائی تربیت کے دوران ان ریکروٹس کی کمزوریوں کو جانا جاتا ہے اور اس پر قابو پانے کیلئے ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے ریکروٹس کی مکمل چھان بین کی جاتی ہے ہر امیدوار کو مشکل ترین نفسیاتی اور دوسرے ٹیسٹ سے گزرنا پڑتا ہے اور اس کے بعد اسے سخت تربیت سے گزرنا پڑتا ہے۔

دوران تربیت ٹریننگ ان امیدواروں کو ان کے پیشے کی بنیادی چیزیں سمجھائی جاتی ہیں مثلاً کوڈ کی زبان ،عبارتیں، ہینڈ گن کا استعمال، ذاتی دفاع اور خطرات سے نپٹنا وغیرہ سمجھاتی جاتی ہیں۔

''غیر ملکی زبانیں جاننا بھی موساد کے مردو عورت کیلئے بہت ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ اہل زبان کی طرح سے ہی انہیں بول اور سمجھ سکیں ریکروٹس کو بین الاقوامی کلچر سے مانوس کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ جب وہ دوسرے ممالک میں جائیں تو وہاں پر وہ اجنبی دکھائی نہ دیں۔'' (8)

موساد میں پہلے پہل صرف مردوں کو ہی بھرتی کیا جاتا تھا مگر بعد میں عورتوں کی موثر کارکردگی کی وجہ سے انہیں موساد میں شامل کیا جاتا رہا ہے لبنان میں موساد کی کامیاب سرگرمیوں کے پیچھے ان اسرائیلی ایجنٹ عورتوں کا ہاتھ تھا جو فلسطینی لبادہ اوڑھ کر PLO کی فوجی تنصیبات ،اس کا محل وقوع اور پناہ گزین کیمپ کے بارے میں

Layout of the Mossad Academy

Main Floor

1. SECRETARY OF COMMANDER
2. OFFICE OF COMMANDER
3. OFFICE OF X.O
4. OFFICE OF RUTY KIMELLY
5. OFFICE OF COURSE COMMANDER
6. SAFE ROOM
7. WASHROOM
8. KITCHEN
9. OPEN YARD
10. PING PONG ROOM
11. CLASSROOM
12. STUDY ROOM
13. INDOOR GARDEN
14. TELEPHONE
15. CONFERENCE AND GUEST ROOM
16. CONFERENCE ROOM
17. CONFERENCE ROOM
18. CONFERENCE ROOM
19. GUEST PARKING

N

Second Floor

TV STUDIO

CONFERENCE HALL

HEDER HAKHASH

OPEN ROOF

WASHROOMS

CLASSROOM

CLASSROOM

CLASSROOM

N

معلومات فراہم کرتی رہی ہیں۔

وکٹر آسٹروسکی نے لکھا ہے کہ جب وہ موساد کی اکیڈمی میں زیر تربیت تھا تو ان کو وہاں پر خصوصی طور پر اسلام کے بارے میں لیکچر دیئے جاتے تھے اور ان میں مسلم ممالک کے خلاف کاروائی کیلئے خصوصی معلومات فراہم کی جاتی تھیں ان لیکچرز میں انہیں اسلام کے اہم فرقے ، اسلام کی تاریخ اور رسم ورواج کے بارے میں پڑھایا جاتا تھا۔

موساد کے اعلیٰ حکام کا معمول ہے کہ وہ منصوبہ بندی کیلئے ہفتہ میں دو بار ضرور اکھٹے ہوتے ہیں اور اگر ہنگامی صورتحال ہو تو فوری اجلاس بلوایا جاتا ہے جس میں پولیس کا انسپکٹر جنرل I.G اور وزارت خارجہ کا سینئر آفیسر وزیراعظم کے مشیران خصوصی برائے سیاسی وفوجی امور اور انسداد دہشت گردی کی شرکت لازم ہوتی ہے۔

اسرائیلی خفیہ تنظیم موساد اب پوری دنیا میں پھیل چکی ہے اس کے اہلکار سراغرسانی اور جاسوسی کے جدید ترین آلات سے لیس ہمہ وقت درپیش چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کیلئے مستعد رہتے ہیں ان کا شمار دنیا کی بہترین ایجنسیوں میں ہوتا ہے۔ موساد کے آپریشنز کی بنیاد دھوکہ Deception پر ہے اور یہی ان کی بنیادی تربیت ہے کہ دھوکہ دے کر اپنا کام نکالو یعنی (By way of Deception) اسرائیل کا وجود موساد کی خفیہ سرگرمیوں اور خفیہ آپریشنز کا مرہون منت ہے۔

موساد دنیا بھر کی انٹیلی جنس سروسز میں کے مقابلے میں پیچیدہ ترین ادارہ ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ موساد ایک ایسے ملک کیلئے کام کر رہی ہے جو ہر طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا ہے اور اس کا ہر شہری اپنے سر پر منڈلاتے ہوئے خطرات سے پوری طرح آگاہ ہے لہٰذا اس کی خفیہ انٹیلی جنس تنظیم موساد کو کسی بھی دوسری خفیہ ایجنسیوں سے مختلف نوعیت کی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں۔

موساد نے اسرائیل کو ایٹمی طاقت بنانے میں اسرائیلی سائنسدانوں سے مل کر ملک کو جوہری توانائی فراہم کی اور اسرائیل کی سرحدوں کو ناقابل تسخیر بنایا۔

4۔ اسلامی ممالک میں موساد کی سرگرمیاں:۔

اسرائیلی انٹیلی جنس موساد کا کردار نہایت ہی گھناؤنا رہا ہے موساد کے نزدیک انسانی جان کی کچھ قیمت نہیں ہے اس لیے موساد نے ایسی ایسی کاروائیوں میں حصہ لیا کہ جن کے تصور سے بھی ایک عام آدمی کانپ اٹھتا ہے۔ موساد نے اپنی بنیادیں منظر عام پر آنے والی جاسوسی کی پہلی کتاب ''ارتھ شاستر'' پر استوار کی ہیں۔ 150 ابواب کی

اس ضخیم کتاب میں اپنے ہمسایہ کو تباہ و برباد کرنے دشمن کے خلاف سازشوں کے جال بننے ہمسایہ ریاست کے امن و امان کو ختم کرنے کو، دھوکہ دہی، دہشت گردی اور تخریب کاری کے طریقے درج ہیں۔ موساد نے ان پر مکمل طور پر عمل کیا اور مسلم ممالک کے امن و امان کو دہشت گردی اور فرقہ واریت حوالہ سے تہ تیغ کیا۔

عرب ممالک اور دوسرے اسلامی ممالک میں موساد نے اپنی کاروائیوں کیلئے بھارت اور اس کی خفیہ ایجنسی (RAW) ''را'' سے مکمل معاونت لی ہے۔ کیونکہ بیشتر اسلامی اور عرب ممالک کے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات نہ تھے جس کی وجہ سے کسی بھی ملک میں ان کا سفارت خانہ نہ تھا جبکہ اس کے برعکس بھارت کے عرب ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے عربوں کی اکثر تعمیراتی کمپنیوں میں بھارت کے ملازمین کام کرتے تھے چنانچہ اسرائیلی موساد نے بھارت کی انٹیلی جنس ایجنسی ''را'' سے معاہدہ کیا اور اپنے جاسوسوں کو بھارت کے ویزے پر عرب ممالک کی تعمیراتی کمپنیوں میں بھیجا جو وہاں پر اسرائیل کیلئے جاسوسی کا کام سرانجام دیتے رہے ہیں۔

عربوں کے خلاف جنگوں میں اسرائیل کی کامیابی کا راز اس کی خفیہ تنظیم موساد کی مرہونِ منت ہے موساد نے کئی عرب ممالک کی حکومتوں کا تختہ الٹنے کی کامیاب سازش کرائی ہے۔ اگر کسی مسلم ملک میں حکومت مخالف کوئی گروہ یا تحریک اٹھتی تو موساد کے ایجنٹ کسی نہ کسی طرح سازشیوں کی مدد کو جا پہنچے اس موقع پر سازش کرنے والے عناصر خفیہ ہاتھوں کی طرف سے آنے والی مدد کو قبول کرنے سے انکار نہیں کرتے۔

ایچ ایچ بینسن نے لکھا ہے کہ

"A with out good intellegence, the jewish minorities in the region would not have stood a chance of Emerging victorious against the combined power of so many Arab states".(9)

''ایک اچھے نظام جاسوسی کے بغیر اس علاقہ میں یہودی کبھی بھی اتنے متحد عربوں کے خلاف فتح حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوتا۔''

موساد نے نفسیاتی حربوں اور پروپیگنڈہ کی بدولت عرب اور دوسری اسلامی ممالک کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا ہوا ہے جس سے عالم اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ ذیل میں اسرائیلی ایجنٹ ''وکٹر آسٹروسکی کی تصنیف (By Way of Deception) کے مستند حوالہ جات کی مدد سے موساد کی عالم اسلام کے خلاف ہونے والی کاروائیوں پر کسی حد تک روشنی ڈالی گئی ہے۔

(i) فلسطین میں موساد کی سرگرمیاں:۔

موساد کا موثر ترین حربہ یہ رہا ہے وہ فلسطینی گروپوں میں اپنے ایجنٹ کو داخل کرتی ہے اور بعض اوقات عرب باشندوں کو بھاری معاوضہ دے کر یا بلیک میل کر کے خطرناک کام سرانجام دینے پر آمادہ کیا جاتا ہے۔ جوان کو فلسطینیوں کے سرکردہ رہنماؤں کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح موساد ان رہنماؤں کی حرکات وسکنات پر مکمل نظر رکھتی ہے۔ وکٹر آسٹروسکی نے فلسطینی رہنما یاسر عرفات کے ڈرائیور کا تذکرہ کچھ اس طرح سے کیا ہے۔

''موساد کیلئے سب سے اہم کھلاڑی قاسم تھا وہ عرفات کا ڈرائیور بھی تھا اور اس کا ذاتی محافظ بھی موساد نے اس کو 1977ء میں اپنا ایجنٹ مقرر کیا تھا۔ قاسم تقریباً انہیں روزانہ کی رپورٹیں فراہم کرتا تھا اسے فی رپورٹ 2000 ڈالر ملتے تھے قاسم بیروت سے PLO کے دفتر کی اندرونی خبریں بھیجتا تھا۔'' (10)

اسرائیلی تنظیم موساد عرب ممالک میں کافی حد تک متحرک نظر آتی ہے۔ وہ PLO کے سرکردہ رہنماؤں پر مکمل نظر رکھتی ہے تاکہ کسی بھی متوقع سرگرمی سے نپٹنے کیلئے فوری کاروائی کی جائے بیت المقدس اور سرزمین فلسطین کی آزادی کی جدوجہد کرنے والے مجاہدین کو ان کی خفیہ تنظیم (Kidon) شہید کرنے کیلئے سرگرم رہتی ہے۔ جیسا کہ محمود ہمچاری کو موساد نے شہید کر دیا تھا۔

''18 دسمبر 1972ء کو موساد نے محمود ہمچاری کی غیر موجودگی میں ان کے ٹیلیفون میں آتش گیر مادہ نصب کر دیا۔ فون کی گھنٹی بجی محمود ہمچاری نے فون اٹھایا اور جونہی بتایا کہ وہ محمود ہمچاری ہی بول رہا ہے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے سے اس آتش گیر مادہ کو پھاڑ دیا گیا اور محمود ہمچاری شہید ہو گئے۔ (11)

(ii) شام میں موساد کی سرگرمیاں:۔

اسرائیلی جاسوس تنظیم نے شام کی گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کا اہم کام سرانجام دیا ہے شام میں گولان کی پہاڑیوں کی بہت زیادہ جغرافیائی اہمیت ہے گولان کی پہاڑیاں کافی بلندی پر واقع ہیں جس سے پورے شام اردن فلسطین پر نظر رکھی جاسکتی ہے۔ اسرائیل نے اپنے مضبوط دفاع کیلئے ان پہاڑیوں پر قبضہ کرنا ضروری سمجھا۔

''یہودیوں نے ایک اسرائیلی ایجنٹ تیار کیا جو عربی زبان پر عبور رکھتا تھا اس نے عرب ممالک میں پہنچ کر اسرائیل کو تباہ کرنے کے اعلانات شروع کر دیئے تقاریر اور جلسے جلوسوں کا سہارا لیا یورپ اور دوسرے کئی ممالک میں اسرائیل کے خلاف تقریریں کیں پھر شام کی سکونت اختیار کر لی وہاں پر وہ حافظ الاسد کا دوست بن گیا اور گولان کی پہاڑیوں پر شدید تنقید شروع کر دی۔ حکومت اسے گولان کی پہاڑیوں پر لے گئی اس نے پورے علاقے

کا دورہ کیا اور واپسی پر مکمل رپورٹ موساد کے حوالے کر دی اس دوران حکومت شام کو وائرلیس پر دی جانے والی اطلاعات کا پتہ چل گیا حکومتی اہلکار اس تک پہنچ گئے مگر وہ اسرائیل کو مکمل معلومات فراہم کر کے فارغ ہو چکا تھا۔ 1967ء کی جنگ میں اسرائیل نے ان پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا شام میں اس جاسوس کو سزائے موت سنائی گئی مگر وہ یہودی جان کی قربانی دے کر اسرائیل کی جغرافیائی سرحدوں کو مضبوط کر گیا۔ (12)

(iii) عراق میں موساد کی سرگرمیاں:۔

اسرائیلی تنظیم موساد کا کام عالم اسلام کے دفاعی اور معاشی صورتحال پر نظر رکھنا ہے۔ تا کہ عرب اور دوسرے اسلامی ممالک میں کوئی اتنی دفاعی قوت حاصل نہ کر کے جو اسرائیل کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کیلئے خطرہ ثابت ہو سکے۔ خطے میں عراق وہ مسلم ملک تھا کہ جس نے دفاع میں کافی مضبوط پوزیشن حاصل کر لی تھی اور اسرائیل کیلئے ایک مستقل خطرہ کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا تھا چنانچہ موساد حرکت میں آگئی اور اس نے پہلے کی طرح پھر 2 اسلامی ریاستوں (عراق، ایران) کو ایک دوسرے کے مدِ مقابل کر دیا۔ موساد نے جنوبی افریقہ کے ذریعے عراق کو اسلحہ سپلائی کیا اور دوسری طرف اٹلی جرمنی اور ڈنمارک کے راستے سے ایران کو اسلحہ کی ترسیل کی جرمنی میں ایرانی ہوابازوں کو تربیت دی گئی اور عراق کی دفاعی صورتحال کو کمزور کر دیا گیا۔

عراق کے ایٹمی ری ایکٹر کی تباہی موساد کی ہی کاروائیوں کی وجہ سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔ جس میں اسرائیلی ایجنسی موساد کے ایجنٹوں نے عراق کے ایٹمی سائنسدان حلیم اور اس کی بیوی سمیرہ سے دھوکہ دہی سے معلومات حاصل کر لی تھیں۔

" Operation sphinex ended specularly on June 7, 1981 when Israeli fighter bombers destroyed the Iraqi nuclear complex at Tamuze." (13

”7 جون 1981ء کو اپریشن (Sphinex) کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ جب اسرائیلی لڑاکا بمبار طیاروں نے تموز (Tamuze) کے مقام پر موجود عراقی ایٹمی ری ایکٹر کو تباہ کر دیا تھا۔“

(ii) پاکستان میں موساد کی سرگرمیاں:۔

پاکستان عالم اسلام کی واحد نظریاتی اسلامی سلطنت ہے اور اسرائیل اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ پاکستان کے مسلمان عربوں سے والہانہ عقیدت اور محبت کا جذبہ رکھتے ہیں اسرائیل نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام

کو مسلسل تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اس کی نظریں پاکستان کے ایٹمی پروگرام کہوٹہ پر لگی ہوئی ہیں۔

''پاکستان میں کہوٹہ کے قریب ایک گاؤں میں ایک یہودی عورت کو مشکوک حالت میں گرفتار کیا گیا یہ عورت دیہاتی عورتوں کا لباس پہنے ہوئے تھی اس نے کہوٹہ کے اردگرد کی مکمل رپورٹ تیار کر کے بھارت اور اسرائیل کے حساس اداروں کے سپرد کرنا تھی تاکہ کہوٹہ سے قریب کشمیر سے ملنے والی پہاڑیوں کے درمیان بھارت اور اسرائیل کے مشترکہ کمانڈوز کیلئے کمانڈو ایکشن کی منصوبہ بندی کی جا سکے۔ (14)

(V) لیبیا اور مصر کے خلاف موساد کی سرگرمیاں:۔

یہودیوں نے پروپیگنڈہ کی بدولت عالم اسلام کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے جس کی تازہ مثال پروپیگنڈہ کے ذریعے مسلم ممالک کو دہشت گرد ملک قرار دلوا کر اسے مغربی طاقتوں خصوصاً امریکہ کی جارحیت کا نشانہ بنانا ہے اور اس کو اقوام عالم کی برادری سے خارج کرانا ہے اسی طرح کی ایک کاروائی لیبیا کے خلاف ہوئی۔

''فروری 1986ء میں اسرائیل نے لیبیا میں آپریشن ٹراجن شروع کیا۔ موساد نے ٹراجن نامی وائرلیس سیٹ کو لیبیا کی بندرگاہ تریپولی میں نہایت احتیاط سے نصب کر دیا۔ سمندر میں لنگر انداز اسرائیلی بحری جہاز اس فریکونسی میں پیغام نشر کرتے جو فریکونسی لیبیا کے سرکاری وائرلیس سیٹ کی تھی ان پیغامات میں لیبیا کی حکومت کی جانب سے مغربی ممالک خصوصاً امریکہ میں دہشت گردی کیلئے کہا جاتا تھا۔ امریکی جہاز اس فریکونسی کو کنٹرول کرتے اور اسرائیل کی طرف سے دیئے جانے والے پیغامات لیبیا کی حکومت کی طرف منسوب ہو جاتے امریکہ لیبیا دشمنی میں اندھا ہو کر 14 اپریل 1986ء کو 180 ہوائی جہازوں پر 60 ٹن بارود لاد کر تریپولی کے ہوائی اڈے اور کئی دوسرے شہروں پر حملہ آور ہوا۔ موساد نے اس آپریشن کو کامیاب کروا کر معمر قذافی کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تخریب کار قرار دلوا دیا اور لیبیا کو عالمی برادری میں تنہا کر دیا۔ (15)

اس طرح سے جب کبھی بھی کسی مسلم ملک کے امریکہ کے ساتھ تعلقات بہتر ہونے کی کوئی صورتحال نظر آتی تو موساد ایسی کاروائی کر دیتی کہ وہ تعلقات پھر ایک لمبے عرصے تک سرد مہری کا شکار ہو جاتے۔

''1978ء میں مصر اور امریکی حکومت میں اختلافات کو ختم کرنے کیلئے مذاکرات کا دور شروع ہوا مگر موساد کے ایجنٹوں نے شدید رخنہ اندازی کی امریکہ کو عالم اسلام کے خلاف ابھارنے کیلئے موساد نے ہر طرح کے حربے استعمال کیے ہیں مصری حکومت سے امریکی تعلقات کو خراب کرنے کیلئے موساد کے ایجنٹوں نے اسکندریہ (مصر) میں امریکہ و برطانوی املاک پر حملے کیے لیکن یہ راز اس وقت فاش ہو گیا جب اسرائیلی ایجنٹ پال

فرینک نے یہ راز مصری حکومت پر افشاں کر دیئے۔ اس کے بعد تنظیم موساد کی پوری ٹیم کو گرفتار کر لیا گیا''۔

اسرائیلی خفیہ انٹیلی جنس موساد ایک بین الاقوامی ایجنسی ہے جس کے خفیہ لمبے ہاتھ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں موساد دنیا کے کسی بھی کونے میں کاروائی کرنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ موساد ہمیشہ مسلم ممالک کی ان کوششوں کے درمیان میں حائل رہی ہے جو انہوں نے معیشت یا دفاع کی ترقی کیلئے سرانجام دی ہیں۔ اسرائیل نے متحد عربوں کے خلاف زیادہ تر کامیابیاں اسی تنظیم موساد کی بدولت حاصل کی ہیں۔ موساد نے نہ صرف عربوں میں اپنے ایجنٹ بھیجے بلکہ عربوں میں سے ہی اپنے مخبر اور جاسوس ڈھونڈے جو ان کو خفیہ راز پہنچاتے رہے ہیں۔

جب بھی کسی مسلم ملک نے معیشت یا عسکری میدان میں پیش رفت کرنا چاہی تو موساد نے طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔ اور جب کبھی کسی مسلم ملک کے امریکہ برطانیہ وروس کے ساتھ تعلقات بہتر ہونے کی کوئی صورت نظر آتی ہے تو موساد دہشت گردی کی ایسی واردات کرتی ہے کہ تعلقات بہتر ہونے کی تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔

2۔ امریکہ میں یہودی خفیہ تنظیمیں:۔

امریکہ دنیا کا ایک ایسا ملک ہے جس میں یہودی منی سپر پاور ہیں۔ اسرائیل کے یہودیوں کے مفادات اور اسرائیل کے تحفظ کی اصل جنگ حقیقت میں امریکہ کے یہودی لڑتے ہیں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے یہودیوں کی تعداد 13 ملین بتائی جاتی ہے جن کا نصف امریکہ میں رہتے ہیں۔ عالمی تسلط کیلئے صیہونی لابی نے امریکہ کو ہمیشہ اپنے پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کیا ہے امریکہ کے شعبہ جات پر مکمل اجارہ داری حاصل کر کے دنیا پر تسلط حاصل کرنا صیہونیوں کا ایک خواب رہا ہے۔ یہود نے امریکہ کے تمام اشاعتی اداروں، اخبارات ہفت روزوں اور تمام ذرائع ابلاغ پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ تمباکو سگریٹ کی صورت میں ہو یا پھر سگار پائپ کی صورت میں یہود کی جاگیر بن کر رہ گیا ہے۔ امریکہ کے بیشتر نشریاتی ادارے یہود کی ملکیت ہیں بنکوں پر ان کا تسلط بلا شرکت غیرے قائم ہے۔ ہوٹلوں، کلبوں اور راگ رنگ کے اداروں پر ان کی اجارہ داری ہے۔ شراب کشید کرنے سے فروخت کرنے تک کا عمل ان کے تصرف میں ہے بارود سے تیار ہونے والا تمام اسلحہ ساز کمپنیاں یہود کی ملکیت ہیں۔

یہود نے پورے امریکہ کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ معاشرت، معیشت یا دفاع کا محکمہ ہر شعبہ میں یہود نے اپنے پنجے مضبوطی سے گاڑھ دیئے ہیں خود امریکہ اس بات سے مکمل آگاہ ہے کہ اس کی تمام صنعت پر یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں کا قبضہ ہے اس کے معاشرہ کے بگاڑ کے پیچھے یہودی میڈیا کا ہاتھ ہے۔

1۔ امریکہ میں یہودیوں کی آباد کاری:۔

1250ء میں جب عیسائی پورے سپین Spain پر قابض ہو گئے تو یہودیوں کو یا تو جلاوطن کر دیا گیا یا پھر ان کو تہ تیغ کر دیا گیا جو باقی بچے ان کو مجبور کر دیا گیا کہ وہ عیسائی مذہب کو قبول کر لیں لاکھوں یہودیوں نے چارو ناچار عیسائیت کا لبادہ اوڑھ لیا مگر 1449ء میں ان کے خلاف نفرت کا ایک طوفان اٹھا کہ ان لوگوں نے عیسائی مذہب کو تو قبول کر لیا ہے مگر یہ لوگ مذہب سے مخلص نہیں ہیں بلکہ عیسائیت میں رہ کر سازشوں کے جال بن رہے ہیں۔ چنانچہ بے دینی کے فتوے لگا کر ان کو قتل کر دیا گیا اور باقی لوگوں کو ملک بدر کر دیا گیا یہودیوں کی ایک بہت

بڑی جماعت ہجرت کر کے امریکہ میں پہنچی اور یہیں سے ان امریکی یہودیوں کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔

16ویں صدی عیسوی میں جب یہود غیر اقوام کے حملوں اور جارحیت سے بار ہا در بدر ہوئے تو امریکہ میں ان لوگوں کو سکون میسر آیا۔ 150 سال کے عرصہ میں چند متمول خاندان جنوبی امریکہ پہنچے انہوں نے سوری نام ،جمیکا اور بار باڈوس میں چینی اور تمباکو کی صنعت پر اپنا قبضہ جمالیا۔

17ویں صدی عیسوی میں جب ولندیزیوں نے ہسپانیوں کو شکست دی اور دنیا کے اہم اہم مقامات پر قبضہ کیا تو ان یہودیوں کو مزید سکون کا ماحول میسر ہوا ولندیزی جب شمالی امریکہ میں پہنچے تو یہودی ان کے ہم رکاب تھے اس طرح سے یہود نیوایمسٹرڈیم میں قدم جمانے میں کامیاب ہوگئے۔

1664ء میں یہودیوں کو امریکی شہریت حاصل ہوئی ان کو تجارت سفر اور حق ملکیت کی اجازت مل گئی انگریزوں کی آمد کے بعد یہودیوں کو امریکہ میں اپنے معبد خانے (Synagouge) تعمیر کرنے کی اجازت مل گئی۔ 1730ء میں نیویارک کی مشہور وال سٹریٹ میں یہودیوں کا پہلا معبد خانہ تعمیر ہوا اب یہودیوں کی خوشحالی کا دور شروع ہوا کہ ان کو امریکہ میں مذہبی آزادی تھی وہ امریکی شہری تھے تجارت سفر اور ہر طرح کے امریکی حقوق حاصل تھے رفتہ رفتہ انہیں امریکہ میں ووٹ اور ملازمت کا حق بھی مل گیا۔

18صدی عیسوی یہودیوں کیلئے خوشحالی کا پیغام لے کر آئی جب فرانس میں ان کو نپولین بونا پاٹ کی صورت میں ایک نجات دہندہ ملا جس نے یہودی بستیوں کی دیواریں گرا کر یہودیوں سے تفاوت اور نفرت کی آخری دیوار بھی گرادی۔

امریکیوں نے یہ تمام مراعات یہودیوں کو ایک اقلیت کی حیثیت سے دیں کیونکہ یہودی سازشی ذہن نے ان کی معیشت و معاشرت میں کافی اثر ورسوخ حاصل کر لیا تھا اور اسی معاشی و معاشرتی اثر ورسوخ کی وجہ سے ان کو حقوق ملتے گئے مگر امریکی اس بات سے غافل رہے کہ یہودیوں کو جہاں بھی پناہ ملی ان کو سکون میسر آیا تو وہ اس قوم کی معاشرت سے کھیل گئے اس کی معیشت پر اپنے ہاتھ صاف کر گئے اور پھر مکار ذہن منصوبہ بندی کرتا رہا اور رفتہ رفتہ امریکہ کی معاشرت معیشت اور دفاع پر مکمل قابض ہوگیا۔

امریکہ میں یہودیوں نے سب سے قبل ٹھیلوں اور خچروں پر مال لاد کر بستی بستی قریہ قریہ بیچنا شروع کر دیا پھر ان لوگوں نے ڈیپارٹمنٹل سٹورز (Departmental Stores) کا تصور دیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے صنعت وحرفت میں بھی نئی نئی راہیں کھولیں اس کے بعد فولاد لوہے اور تیل وغیرہ کی صنعت میں اپنا کاروبار شروع کیا

اس عرصہ میں یہود نے امریکی معاشرہ میں اہم مقام حاصل کر لیا۔ اسی زمانہ میں روسی یہودیوں نے بھی امریکہ کو اپنی آماہ جگاہ بنایا اب امریکہ میں 30 لاکھ یہودی آباد تھے یہ لوگ دھڑا دھڑ کالج اور یونیورسٹیوں میں داخل ہونے لگے۔" (17)

(We are the Chosen people of God) کا دعویٰ کرنے والی قوم (یہود) کو جب معاشی و معاشرتی آسودگی حاصل ہوئی تو ان کو اپنی فضیلت و بزرگی کا پھر سے خیال لگا وہ اس عرصہ میں اپنے عقائد سے مکمل طور پر چمٹے رہے ان یہودیوں نے امریکی معاشرہ میں اثر ورسوخ کو تو پیدا کر لیا مگر اپنی تہذیب کو نہ چھوڑا مذہبی لحاظ سے انہوں نے اپنے آپ کو ایک خول میں بند رکھا۔

"یہود امریکی معاشرہ میں مدغم نہ ہوئے امریکہ میں یہودی بچے امریکی بچوں میں کبھی مدغم (Mix up) نہ ہوئے امریکی یہودیوں کی تربیت کا ہی اثر تھا کہ یہ بچے گرمیوں میں رات 9 بجے اور سردیوں میں شام 7 بجے کے بعد گلیوں، سڑکوں اور کلبوں میں نظر نہیں آتے یہودی امریکہ کے اکثریتی عیسائیوں کے مذہبی اور قومی تہواروں کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ عیسائیوں کا کرسمس ہو، ایش ونز ڈے ہو یا گڈ فرائی ڈے ان مذہبی تہواریوں پر امریکہ میں مکمل چھٹی ہوتی ہے مگر یہودی اپنی دکانیں اور دفاتر کھلے رکھتے ہیں۔ مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جب یہودیوں کے مذہبی تہوار ہوں تو امریکہ کے تمام پرائیوٹ اور سرکاری اداروں کے دروازے بند ہوتے ہیں یوں لگتا ہے کہ جیسے یہودیوں کے تہوار نے امریکی تجارت اور کاروبار کا پہیہ ساکت اور جام کر کے رکھ دیا ہے"۔ (18)

یہودیوں نے امریکہ میں ایک منی سپر پاور کی حیثیت اختیار کر رکھی ہے۔ امریکہ میں یہودیوں کے اثر ورسوخ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ عظیم اول میں ایک منصوبہ بندی کے تحت امریکہ کو برطانیہ کی حمایت پر اکسا کر جنگ میں دھکیل دیا گیا تھا۔ راتھس چائلڈ نے امریکی حکومت کو قرضے فراہم کر کے اسے اپنا معاشی غلام بنا رکھا تھا۔

اب صورتحال یہ ہے کہ یہودی امریکہ میں اقلیت ہونے کے باوجود بھی مکمل طور پر چھائے ہوئے ہیں اور امریکہ کے حساس اداروں تک ان کی پہنچ ہے حتیٰ کہ وائٹ ہاؤس، سپریم کورٹ، اور دوسرے مالیاتی اداروں میں بھی ان یہودیوں کا کافی اثر ورسوخ ہے۔

سوڈان میں سابق امریکی سفیر اور ایک ریٹائرڈ سفارت کار ڈونلڈ برگس کا یہ قول امریکہ میں یہودی اثر و رسوخ کی مکمل ترجمانی کرتا ہے کہ

''اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ہم اکثر یہ پیش گوئی کرتے رہتے ہیں کہ اگر اسرائیل کا وزیر اعظم یہ اعلان کر دے کہ دنیا گول نہیں ہے بلکہ چپٹی ہے تو 24 گھنٹے کے اندر اندر امریکی کانگریس ایک قرارداد کے ذریعے اسرائیلی وزیر اعظم کو اس انکشاف پر مبارکباد کا پیغام ارسال کر دے'' (19)

یہ ایک حقیقت ہے کہ فری میسنری تنظیم اور امریکہ میں یہودی تنظیموں نے امریکی سیاست اور معاشرت کو مکمل طور پر اپنے قبضہ میں لے رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ دنیا کے یہودیوں کے مفادات کی جنگ دراصل امریکہ کے یہودی لڑ رہے ہیں۔

2۔ امریکی اقتصادیات اور یہودی:۔

یہودیوں نے امریکی معاشرت پر مکمل اجارہ داری قائم کی ہوئی ہے۔امریکہ میں تمام بڑے بڑے کاروبار جس میں ٹرسٹ بنک قدرتی وسائل نیز زرعی پیداوار یہودیوں کے ہی زیر اثر ہیں۔

صیہونیوں نے جس طرح سے امریکی اقتصادیات پر قبضہ جمایا ہے وہ ایک دلچسپ کہانی ہے اوائل میں راتھس چائلڈ نے امریکہ میں ''کوہن لوب اینڈ کمپنی'' کے نام سے ایک کمپنی قائم کی جلد ہی یہ کمپنی ترقی کرتے ہوئے بطورِ بنک کام کرنے لگی 1867ء میں اس کمپنی نیویارک میں ''کوہن لوب اینڈ کمپنی'' کے نام سے ایک بنک کا آغاز کیا۔

20 صدی میں راتھس چائلڈ انتظامیہ نے مشہور ماہرِ معاشیات پال مارٹنر وال برگ کو امریکہ میں بھیجا تا کہ وہ اس عظیم ملک کی اقتصادیات کو یہودی راتھس چائلڈ کے سایہ تلے لانے کی کوشش کرے کافی عرصہ کے بعد اس ماہر معاشیات نے بیان دیا کہ ''امریکہ معاشی میدان میں اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں کر سکتا جب تک ایک ایسا مرکزی بنک قائم نہ کر دیا جائے جو ملک کے تمام بنکوں کے مالی لین دین کو سنبھالے بصورتِ دیگر امریکہ معاشی بحران سے دوچار ہو سکتا ہے۔'' (20)

یہودی بین الاقوامی بنکار جنہوں نے امریکہ کی معیشت میں کافی اثر ورسوخ حاصل کر رکھا تھا مختلف طریقوں سے پروپیگنڈہ کے ذریعے امریکی حکومت کو یقین دلانے میں کامیاب ہو گئے کہ ملکی معیشت کیلئے ایک ریزور بنک Central Reserve Bank قائم کر لیا جائے اس مقصد یہ تھا کہ مالیاتی مسائل کا حل حکومت کے پاس نہ ہو بلکہ عالمی بنکاروں کے قائم کردہ بنک کے پاس ہو تا کہ تمام بنکوں اور مالیاتی اداروں پر مکمل اجارہ داری قائم ہو جائے ایسا بنک جو نصف دنیا کو خرید سکے وہ صرف یہودی سرمایہ کار ہی وجود میں لا سکتے تھے حکومت نے

ایسے بنک کی اجازت دے دی وال برگ اس بنک کا پہلا صدر قرار پایا یوں راتھس چائلڈ امریکہ کی اقتصادیات پر قابض ہو گیا (21)

اس بنک کا بڑا مقصد امریکی حکومت کو آسان شرح پر قرضے فراہم کرنا تھا تا کہ حکومت اور تمام مالیاتی اداروں کو اپنی گرفت میں لایا جاسکے وہ جب چاہیں امریکی معیشت کو مفلوج کر لیں یوں ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہودی امریکی بنکاری میں مضبوطی سے اپنے پنجے گاڑھ چکے تھے۔

امریکہ کی معیشت پر نظر رکھنے کیلئے صیہونیوں نے 1978ء میں نیویارک میں موساد کی ایک خفیہ شاخ ''آل'' کو تشکیل دیا اس کا کام اسرائیل کو امریکہ کی اقتصادیات سے باخبر رکھنا ہے۔ آل تنظیم اپنی تمام خفیہ رپورٹس روزانہ اسرائیل میں بھجواتے ہیں آل تنظیم کے ارکان کو سختی کے ساتھ ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ امریکہ میں امریکی بن کر رہیں یہاں تک کہ ان کے پاسپورٹ اور دوسرے کاغذات بھی امریکی ہوتے ہیں یہ لوگ تمام معلومات کمپیوٹر کے ذریعے اسرائیل کو بھجواتے ہیں (22)۔ معیشت کسی بھی ملک کی ترقی اور خوشحالی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اقوام عالم میں وہ ملک جن کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے ان کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے۔ چنانچہ صیہونی اکابرین نے معیشت کو اپنے کنٹرول میں کرنے کا منصوبہ بنایا اس مقصد کے لیے امریکہ اور برطانیہ کو قرضے فراہم کر کے معاشی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ آہستہ آہستہ صیہونی بنکوں نے ان ممالک کی معیشت کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور پھر ان ممالک کی مدد سے دنیا کی معیشت کو کنٹرول کیا گیا۔

3۔ امریکی ذرائع ابلاغ اور یہودی:۔

ذرائع ابلاغ کسی بھی معاشرے کے اجتماعی مزاج کو بنانے اور بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں ۔ذرائع ابلاغ انسانی زندگی ہے ہر شعبہ کو متاثر کرتے ہیں ذرائع ابلاغ دو دھاری تلوار کا نام ہے جو آپ کے ہاتھ میں ہو تو معاشرہ اور افراد کو بچانے کیلئے استعمال کی جاسکتی ہے اور یہی تلوار دشمن کے ہاتھ میں ہو تو معاشرے اور افراد کا شیرازہ بکھیرنے کیلئے استعمال ہو سکتی ہے۔

امریکی ذرائع ابلاغ پر مکمل طور پر یہودیوں کی اجارہ داری ہے اور اس کے امریکی معاشرے پر برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں امریکی تھیٹر اور فلمی صنعت پر یہودی کنٹرول اور غلبہ کا مقصد امریکی معاشرہ سے ہر وہ چیز خارج کر دینا ہے جس کا تعلق امریکی اخلاقی اقدار و روایات سے ہو اور اس کی جگہ پر ناپسند عناصر اور عوامل کو روشناس کرایا جائے۔ تا کہ امریکی معاشرہ جنسی بے راہ روی اور معاشرتی برائیوں سے دوچار ہو کالج اور یونیورسٹیوں کے

نوجوان ان کے پھیلائے ہوئے لٹریچر کی بدولت اوباش اور آوارہ ہو چکے ہیں امریکی عوام شراب راگ رنگ نیم عریاں رقص اور سیاہ وسفید فام جیسی لعنتوں میں اس طرح سے پھنسی کہ ان کو سوچنے کا موقع ہی نہ ملا کہ آج وہ کس سٹیج (Stage) پر کھڑے ہیں۔

امریکہ کی تمام بڑی میڈیا کی کمپنیوں کے اوپر یہودی قابض ہیں اور میڈیا کو اپنے مقاصد کے عین مطابق چلا رہے ہیں اور امریکی معاشرہ کو آہستہ آہستہ جنسی بے راہ روی کی طرف لے کر جا رہے ہیں اور امریکی عوام اس سے مکمل طور پر بے خبر ہے یہودی میڈیا نے امریکی میں فحاشی برائی اور بے حیائی کو اتنا فروغ دیا کہ امریکی معاشرہ تباہی و بربادی کے دھانے پر کھڑا ہوا ہے۔

4۔امریکہ میں یہودی انٹیلی جنس:۔

امریکہ اسرائیل کو اپنا دوست اور خیر خواہ سمجھتا ہے لیکن یہودیوں نے امریکہ میں بھی جاسوسی کا وسیع جال پھیلا رکھا ہے۔ یہودی خفیہ تنظیم موساد نے امریکہ میں بعض ایسی کارروائیاں کی ہیں جو امریکہ کیلئے ناپسندیدہ تھیں اسرائیل جو امریکہ کا خاص دوست ہے اگر اس کے بارے میں حقائق اکٹھے کیے جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں نے اپنے محسنوں اور اپنے قریب ترین دوستوں پر بھی کاری ضربیں لگائی ہیں۔

امریکی وزارتِ خارجہ، پینٹاگون، بیرونی سفارت خانوں اور دوسرے حساس مقامات پر یہودی قابض ہیں امریکہ میں اسرائیلی سفیر خفیہ اداروں میں یہودی آفیسر بھرتی کرتا رہا ہے امریکہ کی اہم ایجنسیوں اور CIA کے ڈائریکٹر جنرل پشیائی کٹر یہودی تھا جو اپنے صیہونی نظریات کے باعث بے لوث ہو کر اسرائیل کیلئے کام کرتے رہے ہیں ان کی مدد سے امریکی خفیہ ایجنسیوں میں یہودیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو بھرتی کیا گیا جو امریکی خفیہ اداروں میں بیٹھ کر اسرائیلی مفادات کیلئے کام کر رہے ہیں۔

''بظاہر یہ بات ناقابل یقین نظر آتی ہے کہ دنیا کا مقتدر ملک امریکہ اور امریکہ کے مقتدر ترین ادارے پینٹاگون کے تمام حفاظتی حصار پامال کر کے کوئی ملک اپنے جاسوس اس میں داخل کر دے جو اس کیلئے جاسوسی کا کام سرانجام دیں (FBI) نے ایک ایسے امریکی شہری جو پینٹاگون میں ملازم تھا اسرائیل کیلئے جاسوسی کرتے ہوئے پکڑ لیا۔(23)

امریکیوں کی آنکھیں اس وقت کھلیں جب 1985ء میں موساد کے دو ایجنٹ جوناتھ جے پولر اور اس کی بیوی انینڈرسن جاسوسی کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے جو کافی عرصہ سے امریکہ میں سرگرم تھے اور امریکی

افواج کی نہایت اہم راز اسرائیل تک پہنچا رہے تھے اس کے علاوہ امریکہ کی CIA روس اور عرب ممالک کے درمیان عسکری تعاون کی جو معلومات حاصل کرتی تھیں جو ناتھ انہیں اپنے ذرائع سے حاصل کر کے موساد کو مہیا کرتا تھا ان معلومات میں روسی اسلحہ کی شام اور دوسرے عرب ممالک کو ترسیل عراق، شام اور ایران میں میزائلوں کی جائے تنصیب، جنوبی افریقہ میں امریکن CIA کے جاسوسی کے نیٹ ورک سے متعلق تفصیلات شامل تھیں۔

اسی دوران FBI نے وائٹ ہاؤس میں ایک اہم عہدے پر فائز ایک یہودی ایجنٹ میگا کے بارے تفتیش شروع کر دی مگر FBI مکمل طور پر نا کام رہی۔

7 مارچ 1997ء میں موساد نے اسرائیل سے اپنا ایک ماہر واشنگٹن بھیجا جس کو کلنٹن اور مونیکا کی گفتگو ریکارڈ کرنے کیلئے آلات کی تنصیبات کی ذمہ داری سونپی گئی موساد کے اس ماہر نے اسرائیلی سفارت خانے کے قریب واٹر گیٹ بلڈنگ میں مونیکا کے فلیٹ میں آلات نصب کر دیئے تھے اس بات کا شک کلنٹن کو بھی ہو چکا تھا 27 مارچ کو کلنٹن نے مونیکا سے گفتگو کے دوران اس شک کا اظہار کیا تھا کہ کوئی غیر ملکی سفارتخانہ ان کی گفتگو ریکارڈ کر رہا ہے دوسری طرف FBI نے جب اسرائیلی ایجنٹ میگا سے متعلق تحقیقات کا دائرہ وسیع کیا تو موساد نے FBI کو یہ خبر پہنچائی کہ اگر وائٹ ہاؤس میں میگا پر ہاتھ ڈالا گیا تو امریکی صدر کی شرمناک گفتگو عام کر کے اسے سرِ عام ننگا کر دیا جائے گا اس کے بعد FBI کی تحقیق کا دور دور تک نام ونشان نہ رہا" (24)

اسی طرح سے امریکی معیشت پر مکمل طور پر اجارہ داری کیلئے موساد نے ایک خفیہ تنظیم "آل" تنظیم کے وجود سے موساد نے ہمیشہ انکار کیا ہے مگر اسرائیلی ایجنٹ وکٹر آسٹروسکی نے اپنی کتاب (By Way of Deception) میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آل امریکہ میں صیہونی مفادات کیلئے پروگرام عمل ہے۔

واشنگٹن پوسٹ کے مطابق اسرائیلی جاسوسوں نے حساس اور تکنیکی معلومات حاصل کرنے کی غرض سے امریکی حکومتی اہلکاروں کو رشوت دینا ان کے ذرائع آلات کو ٹیپ کرنا، خفیہ آلات نصب کرنا اور بیلک میلنگ کرنا سبھی ذرائع اختیار کیے ہوئے ہیں۔

اسرائیل کیلئے کی جانے والی 18 ماہ کی جاسوسی کے دوران جس کا پولارڈ نے خود اعتراف کیا ہے اس نے 1000 سے زائد خفیہ دستاویزات چرائیں ان میں 8 سے زائد پر انتہائی خفیہ (Top Secret) کی مہر ثبت تھی" (25)

موساد اسرائیل کی خفیہ تنظیم ہے جو صیہونی مقاصد کے حصول کیلئے سرگرم عمل ہے اسرائیل تنظیم موساد کے

سامنے بے بس نظر آتی ہے یہاں تک کہ اس بات کا بھی انکشاف ہوا ہے کہ امریکہ کے مالیاتی اداروں میں بھی موساد کا اثر رسوخ ہے۔

موساد نے اپنی خفیہ تنظیم آل کو صرف اس لیے تشکیل دیا کہ وہ امریکہ کی معاشیات کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرے۔

موساد نے اسرائیل کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کیلئے امریکہ کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت استعمال کیا ہے دنیا کے کسی بھی ملک میں یہودیوں کے خلاف کوئی کاروائی ہوتی ہے تو موساد امریکہ کو استعمال کرتی ہے اور امریکہ صیہونی مخالف پالیسیوں کی بھرپور مخالفت کرتا ہے۔

5۔امریکہ میں یہودی تنظیمیں:۔

امریکہ میں صہونیت کے فروغ اور صیہونی مقاصد کی تکمیل کیلئے کئی خفیہ تحریکیں چلا رکھیں ہیں جو یہودیوں کیلئے ایک پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتی ہیں کہ جس پلیٹ فارم سے یہودی دنیا پر تسلط کے لائحہ عمل کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ وہ یہودیوں کے مفادات سے وابستہ تمام امور کو طے کرنے میں کامیاب رہتا ہے۔

موجودہ صدی کے آغاز سے امریکی یہود کی مذہبی سرگرمیوں کے حوالے سماجی تنظیمیں دو قسم کی رہی ہیں۔ مدافعتی تنظیمیں جن کا مقصد دنیا کے مختلف ممالک میں یہود کا دفاع ہے۔ دوسری وہ فیڈریشن جو اسرائیل کیلئے فنڈ اکٹھا کرتی ہیں دراصل یہ سب یہودیوں کی منظم تحریکیں ہیں اور ان کا اولین مقصد اسرائیل کی حمایت واعانت ہے کیونکہ امریکی یہودی اور امریکی تنظیمیں اسرائیل کو یہودیت کا مرکز اور یہودیوں کیلئے اتھارٹی تسلیم کرتی ہیں۔

یہ تنظیمیں وسیع پیمانے پر پمفلٹ، جریدے اور رسائل طبع کرواتی ہیں وہ اخبارات کی خبروں کا مسلسل جائزہ لیتی ہیں اور اسرائیل کے خلاف شائع ہونے والی خبروں پر شدید احتجاج کرتی ہیں اور اپنے اثر ورسوخ کی بدولت اسرائیل کے حق میں کالم لکھواتی ہیں۔

امریکہ میں قائم کردہ یہودی تنظیمیں اپنا دائرہ کار وسیع سے وسیع تر کر رہی ہیں اب یہ محض سماجی تنظیمیں نہیں ہیں بلکہ امریکہ کی خارجہ پالیسی پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں امریکی حکومت اور امریکی انتظامیہ سے تعلقات پیدا کر کے ان کے سیاسی حلقوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں امریکہ میں اس وقت 200 سے زائد یہودی تنظیمیں ہیں جن کے بل بوتے پر یہودی امریکہ کی سب سے بڑے منظم اقلیت ہیں امریکہ میں یہودیوں کے معبد خانے

(SYNAGOUGE) ہیں یوتھ سنٹر ہیں جو یہودی آبادی میں ربط وضبط قائم رکھنے کا فریضہ سرانجام دیتی ہیں ان کے ثقافتی اور تعلیمی گروپ ہیں اور ایسی تنظیمیں ہیں جو یہودیوں کے مسائل کو حل کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

امریکہ میں یہودی تنظیموں کا خصوصی ہدف مسلم ممالک ہیں وہ امریکہ کی خارجہ پالیسی میں عربوں کی حمایت کے ہر عنصر کو تنقید کا نشانہ بناتی ہیں اور وہ ساتھ ساتھ یہ بھی شور کرتی ہیں کہ عربوں کے تیل کی دولت امریکہ کی سلامتی اور استحکام کیلئے ایک خطرہ ہے۔ امریکہ میں یہودی تنظیمیں 3 قسم کی ہیں۔

1۔ صیہونی تنظیمیں:۔ یہ وہ تنظیمیں ہیں جو امریکہ میں اور امریکہ سے باہر صیہونی مقاصد کی راہ ہموار کرتی ہیں اور صیہونیت کی تشہیر اور پروپیگنڈہ میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں جس کیلئے وہ میڈیا کے ہتھ کو استعمال کرتی ہیں ان تنظیموں میں تنظیم صیہون امریکہ، انجمن اصلاح امریکی صیہون، تنظیم عالمی صیہون اور یہودی ایجنسی، وفاق امریکی صیہون اور یہودی ایجنسی برائے اسرائیل شامل ہیں۔

2۔ دوسری قسم کی تنظیموں میں سماجی تنظیمیں ہیں جن کا مقصد امریکہ اور امریکہ سے باہر یہودیوں کے تحفظ کی جنگ لڑنا ہے ان تنظیموں میں مجلس برائے تحفظ وقار یہود، امریکی یہود کانگرس اور قومی مجلس صلاح کار برائے تعاون صیہون شامل ہیں۔

3۔ تیسری قسم میں وہ ہے یہودی تنظیمیں شامل ہیں جو امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک میں اسرائیل کی اعانت کیلئے فنڈز اکٹھا کرتی ہیں اور ان فنڈز کو صیہونی مقاصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان تنظیموں میں قومی صیہونی فنڈ، فلسطین اقتصادی فنڈ، تنظیم اسرائیل حکومتی بانڈز اور اپیل برائے متحدہ صیہون شامل ہیں۔

امریکہ کی تمام یہودی تنظیمیں اسرائیل کے بقا کی جنگ لڑ رہی ہیں اور اسرائیل کی جغرافیائی وسیاسی سرحدوں کو ناقابل تسخیر بنانے میں مصروف ہیں۔

(i) تنظیم عالمی صیہون اور یہود ایجنسی

WORLD ZIONIST ORGANIZATION & JEWISH AGENCY

امریکہ میں یہودی اور غیر یہودی تنظیموں اور گروپوں کے درمیان یہودی نظام کے تحت اشتراک عمل کیلئے بنیادی ڈھانچہ تنظیم عالمی صیہون فراہم کرتی ہے۔ 1929ء میں اس کے ساتھ اس کا امدادی ادارہ جیوئش ایجنسی (JA) وجود میں لایا گیا یہ دونوں ادارے حکومت اسرائیل کے باقاعدہ رجسٹرڈ شدہ ادارے بن چکے ہیں تنظیم عالمی صیہون اور یہود ایجنسی کا شمار امریکہ کی ان یہودی تنظیموں میں ہوتا ہے جس کا مقصد نشر واشاعت اور دوسرے

پروپیگنڈہ سے اسرائیلی ریاست کو جائز قرار دینا ہے اس کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کا مؤثر جواب دینا اور صیہونی مقاصد کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کرنا ہے اس تنظیم کا مقصد بھی کچھ اسی طرح سے ہے کہ وہ دنیا بھر کے نوجوان یہودیوں کی اسرائیل کی طرف ہجرت کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کا مقصد اسرائیل میں زرعی بستیوں کا قیام اس کیلئے اراضی خریدنا اور وہاں پر نجی سرمایہ کاری کر کے اسرائیل کو معاشی وسیاسی استحکام پہنچانا ہے۔

لی او برائن لکھتا ہے کہ!

"اس تنظیم نے 1971ء کے بعد دنیا کے آزاد ممالک سے یہودیوں کی اسرائیل کو ہجرت، غیر یہودی ممالک میں یہودیوں کی تعلیم وتربیت اور یہودی ثقافت کے احیاء اور ترویج کا کام سنبھال لیا ہے۔(26)

امریکہ میں موجود صیہونی تنظیم آزاد اسرائیلی ریاست کی معاشی اور سیاسی استحکام کیلئے کوشاں ہے۔

امریکہ کی یہودی تنظیموں نے اسرائیل کے قیام، یہودی آبادکاری اور اسرائیل کے تحفظ و بقا کیلئے اہم کردار ادا کیا ہے۔ تمام یہودی تنظیموں نے اسرائیلی مفادات کے تحفظ کیلئے آپس میں روابط قائم کرنے کی کمیٹیاں بنائی ہوئی ہیں۔ تمام یہودی تنظیموں نے اسرائیلی مفادات کیلئے بھرپور پروپیگنڈہ کیا ہے۔ جن کے مطبع خانوں میں صیہونیت اور اسرائیل کے موضوع پر کتابیں پمفلٹ اور رسالے شائع کیے جاتے ہیں۔ اس تمام پروپیگنڈہ کا مقصد اسرائیلی ریاست کا جواز پیدا کرنا اور اس کی جارحانہ اور دہشت گردی کی کاروائیوں کو جائز قرار دلوانا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ ہے کہ

"The zionist organization of America now seeks to safeguard the independce of Isreal as a free and elemocratic common wealth to assist in its economic development and to promot jewish culture."(27)

"امریکی صیہونی تنظیم اسرائیل کے تحفظ کی تلاش میں سرگرداں ہے اسرائیل کی آزادی بطور جمہوری ملک اس کی معیشت کی ترقی اور یہودی کلچر کے فروغ کیلئے کوشاں ہے۔"

امریکہ کی یہودی تنظیموں نے اسرائیل کے قیام، یہودی آبادکاری اور اسرائیل کے تحفظ کے لیے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان تنظیموں نے اسرائیلی مفادات کے لیے بھرپور پروپیگنڈہ کیا ہے جن کے مطبع خانوں میں صیہونیت اور اسرائیل کے موضوع پر پمفلٹ اور رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ جن کا مقصد اسرائیلی ریاست اور اس کی جارحانہ اور دہشت گردی کی کارروائیوں کو جائز قرار دینا ہے۔

(ii) مجلس امریکی صیہون American Jewish Committee

اس تنظیم کا قیام 1906ء میں نیویارک میں عمل میں لایا گیا اس تنظیم کا مقصد امریکہ اور باقی دنیا میں یہودیوں کے مذہبی اور انسانی حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ تنظیم کا مقصد نشرواشاعت اور اطلاعات کی فراہمی ہے اس تنظیم کا اولین ترین مقصد دنیا کے یہودیوں کی سلامتی اور دفاع ہے۔ مجلس امریکی صیہون کے مقاصد اور اسرائیل حمایت کا اندازہ اس چیز سے لگایا جاسکتا ہے اس تنظیم کے صدر بلاسٹین اور ڈیوڈ بن گوریان نے ایک مشترکہ بیان میں دیا۔

''اسرائیل صرف اپنے شہریوں کی نمائندگی کرتا ہے 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اس تنظیم نے دل وجان سے اسرائیل کی حمایت میں سرگرمیاں شروع کیں اور اسرائیل میں بھی اپنا دفتر کھول دیا 1981ء میں اس کے نئے صدر رینارروڈوشنر نے ایک تقریر میں کہا کسی کو ہماری اسرائیل کیلئے محبت کو غلط نہیں سمجھنا چاہیے ہماری محبت اس کام سے ظاہر ہے جو ہم اسرائیل کیلئے کررہے ہیں ہم دن رات اپنی اس محبت کا اظہار کرتے رہیں گے ہم اسرائیل کیلئے اپنی پوری قوت اپنی ذہنی اور بدنی صلاحیتوں سے کام کریں گے ہم اپنے تمام وسائل اور توانائی کو بروئے کار لائیں گے اسرائیل سے بڑھ کر ہماری کوئی ترجیح نہیں ہے۔(28)

(iii) قومی صیہونی فنڈ (JEWISH NATIONAL FUND)

اس امریکی یہودی تنظیم کا قیام 1901ء میں نیویارک میں کیا گیا۔ 1897ء میں پہلی صیہونی کانگریس کے دوران جو کہ سوئٹزرلینڈ کے شہر باسل میں ہوئی اس کے دوران ایک صیہونی فنڈ کے قیام کی تجویز دی گئی تاکہ سرزمین فلسطین میں اراضی خریدنے اور یہودیوں کی آبادکاری کیلئے رقم فراہم کی جاسکے چنانچہ 5ویں صیہونی کانفرنس کے موقع پر اس پر عملدرآمد کیا گیا اس تنظیم کا دعویٰ ہے کہ وہ عالمی صیہونی تنظیم کا واحد نمائندہ جماعت ہے جسے اسرائیل میں بے آباد زمین کو قابل کاشت بنانے اسے ترقی دینے اور جنگلات لگانے سڑکوں کی تعمیر اور نئی یہودیوں بستیوں کیلئے فنڈز جمع کرنے کا اختیار حاصل ہے۔

''اپریل 1980ء میں قومی صیہونی فنڈ نے اندازہ لگایا تھا کہ صرف یروشلم میں اس کے اثاثوں کی مالیت 14 کروڑ 80 لاکھ ڈالر کے مساوی ہے''(29)

یہودی اس وقت امریکہ میں سب سے زیادہ منظم اقلیت ہیں۔ امریکہ میں یہودیوں کے معبد خانے ہیں ان کے

یوتھ سنٹر ہیں اور امریکہ میں ایسے بھی یہودی ادارے ہیں جو امریکہ کی یہودی آبادیوں میں ربط وضبط قائم کرنے کا کام سرانجام دیتے ہیں ۔ امریکہ میں مختلف یہودی تنظیموں کے وفاق ہیں اسرائیل کیلئے فنڈ جمع کرنے کے ادارے ہیں ثقافتی وتعلیمی گروپ ہیں

امریکہ میں موجود یہودی تنظیمیں دنیا کے تمام یہودیوں کے مفادات کی جنگ لڑ رہی ہیں ۔ یہ تنظیمیں یہودیوں کے مسائل کے ساتھ ساتھ ثقافتی پروگرام بھی چلاتی ہیں۔

امریکہ میں یہودی تنظیموں نے اپنا دائرہ کا اتنا وسیع کردیا ہے کہ اب محض سماجی مسائل ان کا ہدف نہیں رہے بلکہ یہ تنظیمیں اب براہ راست امریکہ کی خارجہ پالیسی پر بھی اثر انداز ہو رہی ہیں۔

3۔اقوامِ متحدہ میں صیہونی کردار:۔

صیہونی دستاویزات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ یہودی دنیا کی معیشت ،معاشرت اور سیاست پر مکمل قبضہ کے خواہاں ہیں اس مقصد کے حصول کیلئے انہیں ایک ایسے ادارے کی ضرورت تھی کہ جس کے فیصلوں سے وہ پوری اقوامِ عالم پر اثر انداز ہوسکیں وہ ایک سپر گورنمنٹ کی تلاش میں تھے کہ جس کی بدولت وہ اپنی مرضی کے فیصلے صادر کرسکیں اور دنیا کے ممالک ان فیصلوں کو بلاچون وچراں کے قبول کرلیں یہود اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ یہ کام مہ وسال کا نہیں کہ پوری دنیا کو ایک ادارے کے ماتحت کردیا جائے بلکہ یہ کام صدیوں کی تگ ودو اور پلاننگ کا حصہ ہے۔

1770ء میں پروٹوکولز کو ہم آہنگ کرنے کا منصوبہ روحانیت کی روشنی (ILLUMINATED MOVEMENT) کے بانی ویشاپٹ کو دیا گیا جس نے ایک جنرل البرٹ پائک کو ذمہ داری سونپی کہ وہ طے شدہ نقطہ (One World Govt.) کے مراحل کو طے کرے۔

داعیان روحانیت حقیقت میں عبداللہ بن ابی کے شاگرد تھے جو اس کی سوچ کو نئے انداز میں ڈھالنا چاہ رہے تھے۔ ویشاپٹ اور جنرل البرٹ پائک نے دنیا میں ایک سپر گورنمنٹ کے کنٹرول کی بڑے سائنسی انداز میں منصوبہ بندی کی اس کے ذہن میں ایک سپر ادارہ اور اس کے تحت متعدد اداروں کے وجود کا تصور تھا۔

چنانچہ البرٹ نے 3 عالمی انقلابات اور 3 عالمی جنگوں کی منصوبہ بندی کی۔جنگوں کو انگیخت کرنے والے عوامل کی جزئیات تیار کی گئیں دوسری اور تیسری جنگِ عظیم کے فریقین طے کیے گئے کہ کس ملک کو کس ملک کے سامنے کھڑا کرکے شکست سے دوچار کرنا ہے اور اپنے مقاصد کی راہ کو ہموار کرنا ہے دوسری جنگ عظیم کے بارے میں جزئیات طے ہوئیں کہ اس میں برطانیہ حصہ لے گا برطانوی شاہی خاندان صیہونیت (Zionsm) کا سرپرست ہوگا ترکی کو ہرحال میں برطانیہ کے خلاف صف آراء کرکے شکست سے دوچار کیا جائے جنگ کے اختتام پر جب اقوام عالم تباہی و بربادی سے دوچار ہونگی تو یہود امن کا نعرہ لگا کر دنیا کو ایک عالمی ادارہ کی طرف ابھاریں

گے جو دنیا میں امن کا ضامن ہو گا اس ادارہ میں تمام کلیدی پر یہودیوں کو فائز کیا جائے گا۔

یہود نے اپنے مقاصد کی تکمیل میں ہر جائز اور نا جائز حربہ کو استعمال کیا ہے چاہے ان کے اس فعل سے بنی نوع انسان کو کتنی ہی بھاری قیمت کیوں نہ ادا کرنی پڑے پہلی اور دوسری جنگِ عظیم دراصل صیہونی مقاصد کی طرف کامیابی کا ایک اہم قدم تھا یہود نے ارضِ فلسطین میں ایک صیہونی ریاست کے قیام کیلئے لاکھوں انسانوں کے خون سے زمین کو رنگ دیا۔ صیہونی مقاصد کی تکمیل کیلئے اگر یہودیوں کو اپنے لوگوں کو بھی قربانی دینا پڑی تو انہوں نے اپنوں کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگا ہے جس کی مثال یہ ہے کہ ان کا ایک اہم فرقہ ''ناطوری کارتا'' اس بات کا انکشاف کرتا کہ یہود کو ارضِ فلسطین کے صحراؤں میں آباد کرنے کیلئے صیہونی اکابرین نے خود جرمنی میں ہٹلر کے ہاتھوں اپنوں کو قتل کروایا ہے تا کہ یورپی یہود جو تمام زندگی کی آسائشوں سے لطف اٹھا رہے ہیں ان کا رخ فلسطین کو موڑا جائے۔

یہود ساری دنیا میں پھیلے رہے مگر کہیں بھی قومیت حاصل نہ کر سکے۔ اپنے مکارانہ، عیارانہ اور سازشی ذہن ہونے کی وجہ سے انہیں اقوام عالم سے نفرت کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔ وہ دنیا کے جس کونے اور جس حال میں بھی رہے اپنے عقائد اور نظریات سے شدومد سے چمٹے رہے۔ اپنے نظریے کے تحفظ اور تکمیل کیلئے ایسے ایسے حربے استعمال کیے کہ جن کے تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہودیوں کے نزدیک انسانی جان کی کوئی قیمت نہیں ہے یہاں تک اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے بنی نوع انسان کی زندگیوں سے کھیل جانا معمولی بات سمجھتے ہیں۔ فلسطین میں یہودی آبادکاری کیلئے صیہونی اکابرین نے یورپ کے پر تعیش یہودیوں کے قتل عام کی منصوبہ بندی کی تا کہ انہیں عدم تحفظ کا احساس دلا کر فلسطین میں آبادکاری کے عمل کو تیز کیا جائے۔

''یہود نے ہر ممکن کوشش کی کہ غیر یہود اقوام کو جنگوں میں الجھا دیا جائے ان جنگوں کی شکست و ریخت کے بعد ان کے مالیاتی ادارے ان کو امداد کی صورت میں قرض فراہم کریں گے اور اس امداد کے ذریعے سے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط کر دی جائیں گی تا کہ یہود کی ناگزیر ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔''

یہود نے اپنی اجارہ داری کا یہ طریقہ آج سے تقریباً 1450 سو سال قبل عرب قبائل سے بھی روا رکھا ہوا تھا وہ مختلف قبائل کو جنگ میں الجھائے رکھتے اور اسی صورت میں ان کا سودی کاروبار چلتا تھا اور عرب قبائل ان کے دست نگر رہتے تھے۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں تباہ ہونے والے ممالک کی تعمیر نو کیلئے یہودی مالیاتی اداروں نے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیئے سودی قرض کی بدولت تمام ممالک کو بتدریج اپنا غلام بناتے گئے اور جب دنیا کے

بیشتر ممالک ان کے دستِ نگر بن گئے تو انہوں نے ایک نئے عالمی ادارہ کے وجود کو متعارف کرایا۔ ''پہلی جنگ عظیم کے بعد یہودیوں نے لیگ آف نیشنز کی بنیاد رکھی اور دوسری عالمگیر جنگ کے بعد اقوام متحدہ (UNO) کو متعارف کرایا''۔

جس کا مقصد یہ بتایا گیا کہ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم نے انسانیت کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کر دیا ہے دنیا کے ممالک کے بین الاقوامی مسائل کو اس ادارہ میں حل کیا جائے گا مگر اقوامِ عالم اس بات سے بے خبر رہے کہ امن کا دعویٰ کرنے والوں نے خود انسانیت کو تباہی سے دوچار کر کے اپنی کامیابی کے اگلے زینے پر قدم رکھ دیا ہے۔

UNO کے اس ادارے سے کئی ذیلی ادارے وجود میں آئے اور ان تمام اداروں کا مقصد صیہونی مقاصد کی تکمیل تھی ان اداروں کی بدولت یہود نے پوری دنیا کو اپنے پنجے میں جکڑ رکھا ہے اور اب یہود کی عالمی حکمرانی کی منزل قریب سے قریب آتی جا رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے تمام وہ ادارے جو پالیسیاں مرتب کرتے ہیں ان پر یہودی فائز ہیں ان اہم اداروں میں WHO ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن FAO فوڈ اینڈ ایگری کلچر آرگنائزیشن IMF، WORLD BANK، UNICEF، UNESCO اور ILO انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن شامل ہیں۔

مفکر احمد لکھتے ہیں کہ

''اقوام متحدہ کے مرکزی سیکرٹریٹ انتہائی اہمیت کے حامل 22 شعبہ جات کے سربراہ یہودی ہیں۔ (30)

اس کے علاوہ ایجوکیشن۔ سائنس، کلچر، یونیسف اور یونیسکو کے 9 اہم شعبوں پر یہودی فائز ہیں۔ UNO کے اہم اداروں میں فائز ہونے کی وجہ سے یہود نے مکمل اجارہ داری بنائی ہوئی ہے ان کی اجارہ داری کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے UNO نے ہمیشہ اسرائیلی ریاست کے قیام سے لے کر اب تک یہودیوں کے مفادات کا تحفظ کیا ہے اقوام متحدہ کا رکن بننے کے 7 ماہ ہی بعد ڈیوڈ بن گوریان نے اسرائیلی پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ

''اسرائیل اقوام متحدہ کی 29 نومبر 1949 کی پاس کردہ قرارداد کو ناجائز سمجھتا ہے اور اس کا کوئی وجود تسلیم نہیں کرتا ہے۔ (31)

UNO کے ادارہ سلامتی کونسل (Secuirty Council) کا وجود دراصل دنیا میں اپنی مرضی کے فیصلوں کو لاگو کرنا ہے۔ تاکہ ویٹو کا حق استعمال کر کے اپنی اجارہ داری تسلیم کروائی جائے اقوامِ متحدہ نے اپنی سلامتی

کونسل 5 مستقل ارکان ویٹو کا حق دے رکھا ہے ان پانچ ممالک میں امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین شامل میں ویٹو کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے اگر تمام ممالک کسی مسئلہ کے حل پر متفق ہو جائیں اور ان کے پانچ میں سے صرف ایک انکار کر دے کوئی مسئلہ کے حل پر عمل درآمد نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کا قیام دراصل اقوام عالم کی معاشی غلامی کی منصوبہ بندی کا ایک حصہ ہے اسی طرح سے (ILO) انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کا قیام عمل میں لاکر مزدوروں کی مدد سے عالمی صنعت کو مکمل قبضہ میں رکھا جائے (WHO) ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی مدد سے اچھے اور فلاحی کاموں کو آڑ بنا کر غیر یہودی اقوام کی صحت پر اثر انداز ہو جائے۔

غلام فرید بھٹی لکھتے ہیں کہ

" The United Nation is in fact one of the vehicle through which the jews accomplish their international programme almost all the U.S. agencies are an active source of serving the zionist intrest, the world over and the jewish people find it every convinient to materalise their dreams through this international body)"(32)

"حقیقت میں UNO وہ ادارہ ہے جہاں سے یہودی اپنے بین الاقوامی پروگراموں کی تکمیل کرتے ہیں اور UNO کی تمام ایجنسیاں صیہونی مفاد کیلئے اہم ذریعہ ہیں اور یہودی لوگ اس بین الاقوامی ادارہ کی مدد سے اپنے خوابوں کی تکمیل میں معاون سمجھتے ہیں"

یہودی پروٹوکولز کا مطالعہ کریں تو صیہونی اکابرین نے جگہ جگہ ایک سپر گورنمنٹ کا تذکرہ کیا ہے جس کی مدد سے وہ پوری دنیا میں صیہونی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی مرضی کے فیصلے صادر کر سکیں۔ چنانچہ یہودیوں نے ایک طویل المیعاد منصوبہ بندی سے پہلی جنگِ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز اور دوسری جنگوں عظیم کے بعد UNO کی بنیاد رکھی گئی۔

UNO اور اس کے تمام ادارے کسی نہ کسی صورت میں صیہونی مفادات کیلئے کوشاں ہیں۔ UNO کے تمام حساس اداروں میں بیٹھے ہوئے یہودی پوری دنیا اور اس کے حکمرانوں کو اپنی انگلیوں پر نچا رہے ہیں۔ یورپ و امریکہ کو قرض کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنا غلام بنا لیا ہے۔ امریکہ کے ویٹو کے حق کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے استعمال کیا ہے اور امریکہ نے ہمیشہ اپنا ووٹ صیہونی مفادات کی تکمیل کیلئے استعمال کیا ہے۔

2۔ اقوام متحدہ اور مسلم ممالک:۔

گزشتہ نصف صدی سے یہ بات روزِ روشن کی طرح سے عیاں ہے کہ UNO مسلم ممالک کے مسائل کو حل کرنے کی بجائے انہیں مزید الجھانے کی پالیسی پر گامزن ہے مسئلہ کشمیر ہو، فلسطین یا صومالیہ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل درآمد نہیں ہوتا اس کے برعکس یہ ادارہ دنیا کے یہودیوں اور عیسائیوں کے مفادات کیلئے مکمل طور پر سرگرم ہے مشرقی تیمور کی ہی مثال لے لیں اس عیسائی ریاست کی حمایت میں UNO میں فوراً قرارداد پاس ہوئی اور فوری طور پر اس پر عمل درآمد کرایا گیا۔

حقیقت تو یہ تھی کہ مشرقی تیمور کی مسیحی برادری نے اپنی آزادی کہ وہ جنگ نہیں لڑی جو نصف صدی سے فلسطینی اور کشمیری لڑ رہے ہیں مشرقی تیمور کی حریت پسندوں کو وقت ضائع کیے بغیر UNO نے آزاد ریاست قرار دلوادیا مگر واضح قراردادوں کے باوجود کشمیر اور فلسطین کے مسئلوں کو جان بوجھ کر پس پشت ڈالا گیا۔

UNO نے ہمیشہ یہودی مفادات کو تحفظ فراہم کیا ہے اور ان صیہونیوں کی غیر قانونی اور غیر انسانی کارروائیوں کی پشت پناہی کی ہے اسرائیل کے قیام سے عرب اسرائیل جنگوں تک اقوام متحدہ نے اس مسئلہ میں یہودی ایجنٹ کا کردار ادا کیا ہے اور جہاں کہیں بھی یہودی مفادات کو خطرہ لاحق ہوا ہے وہاں پر اقوام متحدہ نے مختلف قراردادیں پاس کر کے ان صیہونیوں کا تحفظ کیا ہے۔

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ خلیج کی جنگ اور دہشت گردی کی آڑ میں افغانستان، عراق اور اب شام اور ایران پر متوقع امریکی جارحیت کے پیچھے صیہونی عزائم کارفرما ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف پروپیگنڈہ میں صیہونیوں نے اقوام متحدہ کو بطور پلیٹ فارم استعمال کیا ہے۔

کشمیر کی مثال لے لیں کر 50 سال گزر جانے کے باوجود اس مسئلہ کو حل نہیں کیا گیا حالانکہ اس کے بارے میں واضح قراردادیں پاس کی گئی ہیں وجہ صرف یہ ہے کہ اگر کشمیر کا مسئلہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق پاس کردیا جائے تو اس سے ایک مسلم ملک پاکستان کی جغرافیائی اور معاشی وسیاسی صورتحال بہتر ہوجائے گی اور صیہونیوں کا مقصد یہ ہے کہ عالم اسلام کے کسی بھی ملک کو معاشی اور دفاعی لحاظ سے استحکام نہ پہنچنے دیا جائے۔

UNO کے جتنے بھی ادارے ہیں وہ عالم اسلام کو معاشی سیاسی معاشرتی اور دفاعی لحاظ سے کمزور کردینا چاہ رہے ہیں اس کی مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ IMF یہود کی سرپرستی میں چلنے والا ادارہ ہے جس کی رکنیت کے بغیر عالمی بنک سے قرضہ نہیں مل سکتا ہے۔ IMF سے قرض لینے والے ملک کو قرض کی دستاویزات کے علاوہ ایک معاہدے پر دستخط کرنا لازم ہوتا ہے۔ اس معاہدہ کو سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ (Structural Adjustment)

کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ سودی قرض کی واپسی کیلئے IMF جو اقدامات تجویز کرے گا وہ ہر حال میں مقروض ملک کو چاہتے نہ چاہتے ہوئے نبھانے ہونگے مثلاً مختلف نوعیت کے ٹیکس لگانا اشیاءِ صرف کی قیمتوں میں اضافہ کرنا صحت عامہ کے نام پر تجویز کردہ اقدامات، نصاب تعلیم میں حسبِ خواہش تبدیلیاں تجویز کرنا اور خاندانی منصوبہ بندی پر عملدرآمد کرانا وغیرہ (33)

1945ء سے لے کر آج تک عالم اسلام کو معاشی سیاسی اور دفاعی میدان میں جو نقصان اٹھانا پڑا ہے وہ اس ادارہ کی بدولت ہوا ہے کہ جس کے پیچھے صیہونی سازش کارفرما ہے اقتصادی میدان میں عالم اسلام کا خون چوسنے کیلئے IMF اور ورلڈ بنک جبکہ عسکری میدان میں (CTBT) اور (NPT) کو متعارف کرا کر عالم اسلام پر ایٹمی طاقت کے حصول پر پابندیاں لگا دیں ہیں خود اسرائیل کے پاس اس وقت 150 ایٹم بم ہیں مگر ان نظریں تموز (عراق) کے ایٹمی ای ایکٹر پر لگی رہیں وہ خود تو ہر لحہ ایٹمی قوت بننے کی کاوشوں میں سرگرم رہے مگر کہوٹہ (پاکستان) کا ایٹمی پروگرام ان کی نظروں میں مسلسل کھٹک رہا ہے۔ اس حوالے سے مولانا ظفر احمد انصاری نے ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ "آپ کو یہ جان کر حیرت نہیں ہونی چاہیے کہ اقوام متحدہ ایک ایسا ادارہ ہے جسے یہودی اپنے منصوبوں کی تکمیل کیلئے استعمال کرتے ہیں اقوام متحدہ کی تمام شاخیں اور ذیلی ادارے پوری دنیا میں یہودی مفادات کیلئے کام کر رہے ہیں یہودی اس ادارے کے ذریعے اپنے خوابوں کی تعبیر کو حقیقت کا روپ دینے میں آسانی محسوس کرتے ہیں۔ (34)

4۔ NGOs میں صیہونی کردار:۔

(i) NGOs کا قیام ومقصد:۔

دنیا پر حکمرانی کیلئے صیہونیوں نے باقاعدہ طور پر ایک طویل المعیاد منصوبہ بندی کی تھی کہ کس طرح سے معاشیات ومعیشت اور دفاع کے ساتھ ساتھ حکومتی اہلکاروں اور معاشرے کے ایک عام فرد کو بھی اپنے کنٹرول میں رکھا جائے دفاعی میدان جہاں پر CTBT اور NPT جیسے معاہدات کو متعارف کرایا اور معیشت کے میدان میں IMF ورلڈ بنک اور FAO کو متعارف کرا کے ان شعبہ جات کو صیہونی نگرانی میں دے دیا گیا۔ دوسری طرف اقوام عالم کے عام شہریوں خصوصاً عالم اسلام کے نوجوان طبقہ کو قابو اور کنٹرول کرنے کیلئے NGOs کا جال بچھایا گیا جو شہریوں کے بلدیاتی اداروں کی ذمہ داریاں رفتہ رفتہ سنبھالتی جا رہی ہیں جب NGOs اپنے کام پایہ تکمیل کو پہنچا دیں گے تو عام شہری کو غلامی کا منصوبہ بھی پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا ان یہودی NGOs کا مقصد ہی معاشرے کے چیدہ چیدہ افراد کے ان دانشوروں مفکرین کو اپنے چنگل میں پھنسا کر صیہونی مفادات کیلئے کام کرانا ہے۔

یہودیوں نے NGOs کا قیام اس مقصد کے تحت لایا کہ یہود کو براہ راست ہر معاملہ میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس سے اس بات کا خدشہ ہے کہ عوام میں ان کے مذموم مقاصد منظر عام پر آسکتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے سوچا کہ رفاہی اداروں کا قیام عمل میں لایا جائے ان اداروں کے سرکردہ لیڈرز اور چلانے والے اسی معاشرہ کے افراد ہوں۔

مگر اس سے تمام فوائد صیہونیت کو پہنچیں۔

ان NGOs نے انسانیت کی فلاح و بہبود کے بہانے سے سماج کو کھوکھلا کر کے اسے سامراج اور صیہونیت کی راہ پر گامزن کر کے مذموم مقاصد حاصل کیئے جائیں۔ فلاح و بہبود کے نام پر معاشرہ میں بے راہ روی اور جنسی آزادی کی طرف لوگوں کو مائل کیا جائے تا کہ یہ لوگ صیہونی مقاصد سے بے خبر رہیں۔

یہودی پروٹوکولز میں ہے۔

"آزادی مساوات اور بھائی چارے کا نعرہ جو ہم نے دیا ہے وہ دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا ہے اس کیلئے ہم اپنے اندھے ایجنٹوں کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے جھنڈے کو سر بلند کر رکھا ہے یہ الفاظ ہر دور میں دیمک کی طرح غیر یہود کی فلاح و بہبود کو چاٹتے رہے ہیں۔" (35)

NGOs آج اسلامی معاشروں میں بالکل وہی کام سرانجام دے رہی ہیں جو کسی زمانے میں فری میسنری (Free Masonry) لاجوں اور ٹمپلوں کے پردوں کے پیچھے سرانجام دیتی رہی ہیں۔ تنظمیں ایک موثر طاقت بن کر ابھر رہی ہیں گزشتہ صدی میں صیہونی سامراجی مقاصد کی تکمیل فری میسن کٹھ پتلیوں کے ذریعے کی گئی کہ جن کو اپنے اصل آقاؤں اور ان کے مذموم مقاصد کا علم نہ تھا اور اب NGOs نے بالکل وہی صورتحال پیدا کر رکھی ہے کہ وہ پس پردہ رہ کر معاشرے میں اپنی خفیہ سرگرمیوں کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

موسیٰ خان جلال زئی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ "بیشتر NGOs نہ صرف ملکی مفادات کے خلاف کام کر رہی ہیں بلکہ غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر ملک کو بدنام کرنے اور اس کے مفاد کو نقصان پہنچانے کے کام کر رہی ہیں۔ یہ تنظیمیں غیر ممالک سے امداد وصول کرتی ہیں لہٰذا یہ اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں کہ جن سے وہ بڑی بڑی رقم وصول کرتی ہیں ان کیلئے کام کیوں نہ کرتی ہونگی"۔ (36)

NGOs عرف عام میں سماجی و رفاہی اداروں پر منطبق ہوتا ہے مگر اصل حقائق تو یہ ہیں کہ ان NGOs کا سماج بہبود سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بلکہ یہ غیر ملکی سرمایہ پر پلنے والے سماج دشمن عناصر ہیں جو غیر ملکی آقاؤں کے مذموم مقاصد کے لیے سرگرم ہیں۔ مثلاً یہ NGOs کسی اسلامی ملک میں ایک پروجیکٹ (Project) شروع کرتی ہیں اور اس ملک کی تمام دفاعی صورتحال کی رپورٹ تیار کرتی ہیں کہ کونسا علاقہ دفاعی لحاظ سے اہم ہے اس طرح سے دوسری کئی سرگرمیوں میں ملوث ہوتے ہیں۔

یہ NGOs کسی بھی معاشرہ میں اس معاشرتی اور مذہبی اقدار کو زوال پذیر کر دیتی ہیں اور معاشرہ کو آزادی اور مساوات کے نام پر جنسی بے راہ روی کی طرف مائل کرتی ہیں۔ NGOs کے اندر کام کرنے والے افراد ان NGOs کے اصل مقاصد سے مکمل طور پر بے خبر ہوتے ہیں اور وہ ان کو نہ نظر آنے والے ہاتھوں میں کٹھ پتلیوں کی طرح سے ہوتے ہیں جو کہ بے خبری میں صیہونی مقاصد کیلئے کام کر رہے ہوتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ وہ معاشرہ میں فلاح و بہبود کے کاموں میں مشغول ہیں۔

2-NGOs کی اہم شاخیں

(i) روٹری کلب Rotary Club

الموسوعة المیسر ۃ فی الادیان المذاہب المعاصرہ میں ہے کہ ''الرتاوی: منظمة ماسونیة تسیطر علیها الیهودیه العالمیه تعرف باسم و دتادی الرتاوی (Ratary Club) قطر جاء هذا الاسم من ''التساوب'' (In Rotation) (37)

انسانی فلاح و بہبود کیلئے قائم ہونے والی اس تنظیم نے صیہونیت سامراجیت اور نوآبادکاریت کو جائز اور درست ثابت کرنے کیلئے خفیہ طریقوں سے اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا ہوا ہے۔ دنیا کا پہلا روٹری کلب امریکہ کے شہر شکاگو میں 1905 میں قائم ہوا اس کا بانی پال ہیریس نامی ایک یہودی وکیل تھا۔

روٹری کلب کا امتیازی نشان پہیہ ہے جس کے 24 دندانے ہیں اس پہیہ میں صیہونی ستارہ (☆) بنا ہوا ہے۔ روٹری کے مونوگرام میں بنا ہوا ستارہ صیہونی ریاست کے جھنڈے میں بنے ہوئے ستارے سے مماثلت رکھتا ہے چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ روٹری کلب درحقیقت بین الاقوامی صیہونی تحریک کا حصہ ہے جو صیہونیت اور اس کے مقاصد کیلئے کوشاں ہے۔

روٹری کلب کو فری میسنری کی ایک ذیلی تنظیم بھی کہا جاتا ہے بظاہر یہ سوشل (Socail) تنظیم ہے لیکن یہ یہود کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا ایک حصہ ہے۔ اس وقت دنیا کے 128 ممالک میں 11000 سے زائد روٹری کلب ہیں جن میں سوا پانچ لاکھ سے زائد ممبر ہیں جو روٹرین کہلاتے ہیں۔ (38)

روٹری کلب کے اجلاس فائیو سٹار ہوٹلوں میں منعقد ہوتے ہیں جس میں ملک کے دانشور، وکلاء، پروفیسرز، سول اور ملٹری کے اعلیٰ عہدیدار شرکت کرتے ہیں۔

مقبوضہ فلسطین میں اس وقت 40 روٹری کلب ہیں ان میں زیادہ ترحیفہ اور عکہ کے شہروں میں ہیں فلسطین میں موجود ان کلبوں میں یہودی اور عرب دونوں شامل ہیں ان کی ایک خاص کمیٹی ہے جو عربوں اور یہودیوں کے مابین سماجی تعلقات قائم کرنے کیلئے کوشاں رہتی ہے۔

20 دسمبر 1950ء میں پاپائے روم نے ایک فرمان کے ذریعے روٹری کلب کا شمار مشکوک اور خفیہ تنظیموں کے زمرے میں کیا ہے جن سے مذہب کو خطرہ لاحق ہے۔ یہ روٹری کلب بین الاقوامی صیہونی تحریک کا ایک حصہ

ہیں۔ یہ تحریک اپنے اغراض و مقاصد کو مخفی رکھ کر بظاہر انسانی فلاح و بہبود کیلئے کام سرانجام دیتی ہیں حالانکہ ان کا اصل مقصد کرہ ارض پر صیہونی راج نافذ کرنا ہے۔

مسلم اکابرین نے ان روٹری کلب کو مشکوک قرار دیا ہے اور ان کے بارے میں سخت رویہ اپنایا ہے۔

(ii) لائنز (Lions)

لائنز (Lions) ایک خفیہ تنظیم ہے جو بظاہر سماجی فلاح و بہبود کے کاموں میں مشغول ہے لیکن یہ یہودیوں کی اسلام دشمن میں سرگرم عمل ہے۔ (Lions) مخفف ہے۔ Liberty, Intellegence our nation's safety آزادی اور ذہانت ہمارے قوم کے تحفظ کی ضامن ہے۔

لائنز کلب کا آغاز جون 1917ء میں شکاگو کے لاس ہوٹل میں 23 کلبوں کے اراکین کی موجودگی میں کیا گیا دنیا کے اہم علاقے ان کی سرگرمیوں کا مرکز و محور ہیں ان کلبوں کی تعداد 36,000 ہے جو دنیا کے 157 ممالک میں سرگرم ہیں۔

یہ تنظیمیں معاشرے کے مظلوم بے سہارا اور معذوروں کے مسائل کے حل کا نعرہ لگاتی ہیں مگر ان کے اصل حقائق سے لوگ بے خبر ہیں۔ یہ تنظیم بظاہر تو انسانی مساوات، انصاف اور اخوت کا نعرہ لگاتی ہیں مگر انسانی حقوق کی پامالی میں پیش پیش رہتی ہیں۔

حقیقت میں (Lions) فری میسنری کی ایک خفیہ تنظیم ہے جو اس کے زیر سایہ اسلام دشمنیوں میں سرگرم ہے۔

ان تمام NGOs کو بیرونی ذرائع سے امداد ملتی ہے خصوصاً مغرب کی اسلام دشمنی صیہونی تنظیمیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں یہ NGOs اسلامی ممالک میں بیرونی طاقتوں کے اڈے اور جاسوسی کے اعصابی نظام ہیں ان کو بیرونی خفیہ اداروں کی پشت پناہی اور مالی معاونت حاصل ہوتی ہے۔

3۔ NGOs کے اسلامی ممالک پر اثرات:۔

NGOs اسلامی ممالک کے معاشروں پر مکمل طور پر اپنے پنجے گاڑھ چکی ہیں اسلامی ممالک میں انکا سب سے بڑا مقصد اسلامی معاشرہ سے اسلامی تہذیب کو ختم کر کے اسلامی تشخص کو مٹانا اور اسلامی اقدار کا خاتمہ کرنا ہے۔ NGOs اسلامی معاشرہ کے اندر بالکل انہی سرگرمیوں اور مقاصد کے ساتھ کام کر رہی ہیں جو کبھی عیسائی

معاشرے میں ہیومنزم اور ریشنلزم کی تحریکیوں نے سرانجام دیا تھا کہ اس معاشرے سے مذہبی اقدار کو ختم کر دیا جائے معاشرے کے افراد کو آزاد خیال بنا کر ان کی تعلیم کو سیکولر کر دیا جائے۔

اسلامی ممالک میں عورتوں کے حقوق کیلئے چلنے والی تنظیمیں اسلامی ممالک میں جنسی بے راہ روی غیر اسلامی افکار فحاشی عریانی اور یورپ کی طرح فری (SEX) سوسائٹی قائم کرنا چاہتی ہیں۔ عورتوں کے حقوق پر چلنے والی تنظیموں نے بظاہر تو انسانی مساوات کا نعرہ لگایا مگر اس کے پیچھے ان کے گھناؤنے عزائم تھے کہ اسلامی معاشرہ سے اخلاقی اقدار کو ختم کر کے اسے سیکولر بنا دیا جائے ان تنظیموں نے دعویٰ کیا ہے کہ دنیا میں عورت کو ہر جگہ پر مساوی حقوق میسر ہیں۔ مگر صرف اسلامی ممالک میں ان کے حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے اور عورت گھر کی قیدی ہے وہ گھر کی چار دیواری میں غلامی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

اسلامی اخلاق کو تباہ کرنے کیلئے بے شمار ہیومن رائٹس Human Rights کی تنظیمیں وجود میں لائی گئی ہیں۔ جو آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے نام پر مغربی تہذیب اور خودنمائی کی دلدادہ عورتوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کر رہی ہیں۔

اسلامی ممالک میں NGOS مغربی ممالک کی مدد سے چلائی جا رہی ہیں ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ٹارگٹ متعین کر رکھے ہیں ان تمام میں ایک بات مشترک ہے کہ عالمِ اسلام کے اخلاقی اقدار اور خاندانی نظام کو نشانہ بنایا جائے

"یہ NGOS کی ہی کارروئیاں ہیں کہ وہ کسی اسلامی معاشرہ میں ہونے والے خاندانی جھگڑے کو (ISSU) بنا کر اخبارات کی زینت بناتے ہیں ان کو خصوصی اشاعت کے طور پر شائع کیا جاتا ہے انسانی حقوق کی آڑ میں شوہر اور والد کو ولن (VILLAN) کے طور پر پیش کیا جاتا ہے اگر یہ کسی عدالت میں جائیں تو عالمی دباؤ سے فیصلے کرائے جاتے ہیں اور اگر فیصلے ان کی تنظیم کے حق میں نہ ہوں تو انسانی حقوق کی پامالی کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے اور اسلامی قوانین کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے" (39)

اسلامی معاشرہ میں NGOS کا ایک اور اہم مقصد مسلم نوجوانوں کو ان کی معاشرتی مذہبی اور اخلاقی اقدار سے دور کرنا ہے ان کے ذہن کے اندر ان کی مذہبی عقائد کو فرسودہ ٹھہرایا جائے وہ اپنے مذہب سے بیزار نظر آئیں مغرب میں والدین مادیت پرست ہونے کیوجہ سے مادیت سے پرستی میں اتنے غرق ہوتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے سرانجام نہیں دے پاتے جس کیوجہ سے معاشرہ میں طرح طرح کی برئیاں جنم لیتی ہیں جب کہ

مشرق کا معاملہ اس سے مختلف ہے کہ والدین اور بڑے بھائی اپنا پیٹ کاٹ کر اولاد کی تربیت کرتے ہیں ان کی تعلیم اور شادی تک اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں اس کے بعد ان کے بچے اپنے بوڑھے والدین کا اپنی بساط سے بڑھ کر خیال کرتے ہیں مغربی معاشرہ میں اس خدمات کو حماقت سمجھا جاتا ہے اور ان کو فرسودہ معاشرتی اقدار سے تعبیر کیا جاتا ہے

افسوس! کہ اسلامی مما لک میں موجود ان NGOS کو مکمل آزادی حاصل ہے اور وہ اپنی سرگرمیوں میں مشغول ہیں یہ تنظیمیں یہودی اداروں سے خطیر رقم وصول کرتی ہیں ان کے اکاؤنٹس کی یہ حالت ہے کہ شاید ہی کسی مسلم تنظیم کے پاس اتنا سرمایہ ہو تعلیم کی کسی بھی معاشرے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اسی تعلیم کی بدولت معاشرے کے ذہنوں کے اندر شعور آتا ہے اسلامی معاشروں میں تعلیم اور ان کی نصاب پر نظر دوڑائیں تو اس میں اسلامی اقدار کی جھلک نظر آتی ہے NGOS نے اس بات کی کوشش کی کہ اسلامی معاشرہ میں تعلیم کے اصل مقاصد کو خلاف کیا جائے ان کو مغربی طرز پر سیکولر تعلیم سے متعارف کرایا جائے بعض اوقات یہ NGOS اسلامی معاشرہ میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار کا مذاق اڑاتی ہیں اور اسلام کے بارے میں قابل اعتراض لٹریچر شائع کرتی ہیں۔

یہود نے جب دیکھا کہ مسلم مما لک کی افرادی قوت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اس سے اسلامی مما لک سے سیاسی معاشی اور عسکری قوت میں اضافہ ہوگا اور ان مما لک سے نکلنے والا خام مال جس سے یورپ اور امریکہ کے کارخانوں کی چمنیاں گرم ہوتی ہیں آنا بند ہو جائے گا تو اس مقصد کیلئے مسلم مما لک میں خاندانی منصوبہ بندی کی بھر پور مہم چلائی گی جس کیلئے مقامی NGOS کو استعمال کیا گیا اس کی تشہیر کی گئی اور پھر اس کو سرکاری سرپرستی میں دے دیا گیا اور پھر اس خاندانی منصوبہ بندی کیوجہ سے فحاشی اور بے راہ روی کا راستہ محفوظ ہو گیا۔

یہ NGOS اسلامی مما لک میں ہر اس اقدام کی مذمت کرتی ہیں جو صیہونی مفادات کے خلاف جا رہا ہو صیہونیوں کی یہ کوشش رہی ہے کہ کوئی بھی اسلامی ملک دفاعی لحاظ سے اتنا مضبوط نہ ہو کہ وہ اسرائیل کو چیلنج کر سکے پاکستان عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت ہے اور اس کا ایٹمی پروگرام اسرائیل کی نظروں میں کھٹکتا ہے سابق وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کے دور میں جب پاکستان نے ایٹمی دھماکے کیے تو پاکستان کی بعض NGOs نے اس دھماکوں کی شدید مخالفت کی اور اس کے خلاف پروپیگنڈہ کیا اور اسی پروپیگنڈہ کی وجہ سے ہمارے معاشرے کا ایک گروہ اس بات کا مخالف تھا کہ پاکستان ایٹمی دھماکے کرے۔ حکومت نے ان NGOs کو لگام دینا ضروری سمجھا مئی 1999ء میں نواز حکومت نے قومی اسمبلی میں بل پیش کیا کہ حکومت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی

NGO کو ممنوع قرار دے کر ان کے اثاثے ضبط کر لے کہ اگر ان NGOs کی سرگرمیاں مفاد عامہ اور ریاست کے مفاد میں نہ ہوں۔

اسلامی تنظیم کی بین الاقوامی کانفرنس نے اپنے اجلاس منعقدہ مکتہ المکرّمہ میں 1974ء کے یہودیوں کی ان خفیہ تنظیموں کی خفیہ کارروائیوں اور مقاصد کو بھانپ لیا چنانچہ کانفرنس کے 140 مندوبین نے اپیل جاری کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام بین الاقوامی صیہونی تنظیم سے تعلق رکھنے والی ان تنظیموں سے نبرد آزما ہو جائے کیونکہ یہ تنظمیں مختلف ناموں سے اسلام دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔

5۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں میں صیہونی کردار:۔

(i) ملٹی نیشنل کمپنیوں کا قیام ومقصد:۔

اقوامِ عالم کی معیشت پر کنٹرول اور ان کی معاشی غلامی صیہونیوں کا خواب رہا ہے۔ جس کی تعبیر کیلئے انہوں نے اپنے مکار ذہن کی ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت عمل درآمد شروع کیا UNO کے ذیلی اداروں IMF اور ورلڈ بنک نے قرضے فراہم کر کے مختلف اقوام کو اپنا معاشی غلام بنالیا تو دوسری طرف امریکہ کی معیشت پر کڑی نظر رکھنے کیلئے خفیہ تنظیم ''آل'' کو قیام میں لایا گیا۔ اب ان کا مقصد معاشرے کے ہر فرد کو اپنی منصوبہ بندی سے متاثر کرنا تھا چنانچہ دنیا کے کونے کونے میں ملٹی نیشنل کمپنیوں کو متعارف کرایا گیا تا کہ کسی بھی ملک کی معیشت کا گلا آسانی کے ساتھ گھونٹ دیا جائے ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنی مصنوعات کو متعارف کرایا اور قومی مصنوعات کی مانگ کو کم کر دیا ہے جس سے قومی معیشت کو شدید دھچکا لگا۔

ورلڈ بک انسائیکلو پیڈیا میں ہے کہ

''ملٹی نیشنل کمپنیاں ایسی بزنس آرگنائزیشن ہوتی ہیں جو کہ دو یا دو سے زیادہ ملکوں میں کسی شے کو فروخت کرتی ہیں یا خدمات مہیا کرتی ہیں'' (40)

زیادہ تر ملٹی نیشنل کمپنیاں ایسے شعبوں میں کام کرتی ہیں جو کہ کثرت سے ٹیکنیکل کے شعبہ میں تبدیلی کرتی ہیں ان شعبوں میں کمپیوٹر ادویات اور الیکٹرونکس کی اشیاء کی تیاری شامل ہے ان میں ہر شعبہ کی ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنے آبائی ملک میں بڑی ریسرچ آرگنائزیشن رکھتی ہیں جہاں کمپنی کی اشیاء بنائی جاتی ہیں پھر غیر ملکی پلانٹ پر کارکنوں کو اس کی تربیت دی جاتی ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنے ملک کے علاوہ ایسی جگہ پر پیداوار میں حصہ لیتی ہیں۔ جہاں تک نایاب وسائل بشکلِ خام مال موجود ہوتے ہیں مثلاً لوہا، تانبا تیل وغیرہ دوسرا ملٹی نیشنل کمپنیاں دیکھتی ہیں کہ کس طرح سے دور دراز جگہوں پر اشیاء کو کم قیمت میں فروغ دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ اس طرح سے ممکن ہے کہ ان کو مقامی سطح پر قائم کیا جائے

تا کہ ٹرانسپورٹ کے اخراجات سے بچا جائے اور بہت سے ملکوں کو جو ایسی اشیاء خود تیار نہیں کر سکتے ان میں مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں۔

15ویں صدی عیسوی میں جب سلطنت عثمانیہ کا تجارتی دباؤ بڑھ گیا اس کی معاشی صورتحال بہتر ہوئی اور عالمی معیشت پر اس کا اثر بڑھ رہا تھا تو اس کی ناکہ بندی اور استحصال کیلئے ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنا آغاز کر دیا اور پھر ان کمپنیوں کی تشہیر اور فروغ کی وجہ سے ان کی معشیت کو دھچکا لگا۔

زیادہ تر ملٹی نیشنل کمپنیاں دوسری جنگ عظیم کے بعد وجود میں آئیں ان میں سے زیادہ تر کمپنیوں نے دوسری کمپنیوں سے مقابلہ کرنے کیلئے اور غریب ملکوں کی سستی محنت اور خام مال کیلئے دوسرے ممالک میں پلانٹ لگائے بیرون ملک ان کمپنیوں کی مخالفت اس لیے کی جاتی ہے کہ یہ مقامی معیشت پر قبضہ کر کے مکمل کنٹرول میں لے لیتی ہیں۔

دوسرا ملٹی نیشنل کمپنیوں پر صیہونیوں کی اجارہ داری ہے ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قیام کا مقصد ہی ناجائز اسرائیلی ریاست کو تقویت و دوام فراہم کرنا ہے یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں پوری دنیا کے وسائل کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتی ہیں ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے تیسری دنیا کے ممالک کو ایسے نظام میں جکڑ دیا ہے کہ وہ معاشی لحاظ سے چند سرمایہ دار سامراجی ممالک اور ان کی پشت پناہی پر چلنے والی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی صوابدید پر جی رہی ہیں۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (WTO) سرمایہ دار ملکوں کی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی آزاد معیشت کا علمبردار معاہدہ ہے۔ جو ترقی یافتہ ممالک کی تجارت کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ وہ غریب ملکوں کے تمام حقوق چھین لیتا ہے کہ کہیں وہ اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو جائیں WTO سرمایہ دار ملکوں کی نمائندہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی آزاد معیشت کا علمبردار معاہدہ ہے ایسا معاہدہ جو ہر طرح سے ترقی یافتہ ممالک کی تجارت کو تحفظ فراہم کرتا ہے یہ غریب ملکوں کے حقوق چھین لیتا ہے۔

WTO تیسری دنیا کیلئے لمحہ فکریہ اور موت کا پیغام ہے کیونکہ یہ ایک دلچسپ بات ہے کہ WTO کے ممالک قواعد وضوابط بناتے ہیں اور تجارت ملٹی نیشنل کمپنیاں کرتی ہیں جن کا سائز، طاقت اور بجٹ ان ممالک سے بڑھ گیا ہے جہاں وہ کام کر رہی ہیں۔

1996 کے شروع میں اقوامِ متحدہ کے ایک اندازے کے مطابق پوری دنیا میں اس وقت (37000) ملٹی نیشنل کمپنیاں کام کر رہی ہیں مزید یہ کہ 90 فیصد ملٹی نیشنل کمپنیوں کے ہیڈ کوارٹر ترقی یافتہ ممالک میں ہیں امریکہ

کی 80% فیصد تجارت ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پاس ہے اور امریکہ پر تمام یہودی چھائے ہوئے ہیں۔
صبح کے ایک کپ چائے سے لے کر رات کو بستر پر جانے سے قبل استعمال ہونے والی ہر ایک چیز ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کی بنی ہوئی ہے۔ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے صنعتی پیداوار کے علاوہ زرعی پیداوار مواصلات اور ٹی وی کارپوریشن کو بھی ملٹی نیشنل کر رکھا ہے۔ملٹی نیشنل کمپنیاں خوراک زراعت، بیج اور کیڑے مار زرعی ادویات کو بھی مکمل کنٹرول کر چکی ہیں۔
ملٹی نیشنل کمپنیوں نے عصرِ حاضر میں دنیا بھر میں اشتہاری مہم کا آغاز کیا ہوا ہے۔جن کے پیچھے صیہونی ذہن کارفرما ہے۔ان کمپنیوں نے پوری دنیا کی زبان اور کلچر تبدیل کر دیا ہے۔''دنیا ایک عالمی گاؤں ہے''۔یہ نعرہ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ہی دیا ہے۔آپ دنیا کے کسی کونے میں چلے جائیں پیپسی (Pepsi) کوکا کولا (Coca Cola) اور گولڈ لیف کی سگریٹ آپ کے سامنے پڑی ہوگی۔ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے گلوبل ویلیج بنا دیا ہے۔اس بات کا اندازہ آپ اس چیز سے لگا سکتے ہیں کہ لوگوں کو اقوام متحدہ کے جھنڈے کا رنگ تو یاد نہ ہوگا مگر وہ پیپسی کے برانڈ سے ضرور واقف ہوں گے۔جس جگہ پینے کا صاف پانی نہیں وہاں نیسلے کا صاف منرل واٹر پہنچ چکا ہے۔
ملٹی نیشنل کمپنیوں نے پوری دنیا کو اپنی مصنوعات کی طرف راغب کرنے کیلئے طرح طرح کے حربے اور ہتھکنڈے استعمال کیے ہیں لوگوں کو اپنی تیار کردہ اشیاء کے استعمال پر ابھارتی ہیں۔میڈیا کے ذریعے سے مشہور فلم ایکٹرز اور مشہور کھلاڑیوں کو نہایت سٹائل اور جذباتی انداز سے سگریٹ و مشروب پیتے ہوئے دکھایا جاتا ہے تو اس طرح نوجوان نسل ان کی نقالی کرتے کرتے ان کے عادی بن جاتے ہیں۔
ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے کرکٹ (Cricket) کو ایک باقاعدہ سازش کے ذریعے متعارف کرایا ہے کرکٹ کے کھلاڑیوں کو نوجوان نسل کا ہیرو بنایا اور صیہونی میڈیا کے ذریعے سے اسے کوریج دی گئی۔اور اپنی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی بنائی ہوئی اشیاء کی مکمل تشہیر کی کرکٹ گراؤنڈ میں آپ کو وکٹوں کے پیچھے گراؤنڈ کے چاروں طرف جدھر کو گیند جائے گی آپ کو وہاں پر کسی نہ کسی ملٹی نیشنل کمپنی کا اشتہار ضرور نظر آئے گا۔
نوجوان نسل سارا دن TV کے سامنے بیٹھ کر اپنی صلاحیتوں کو برباد کر دیتی ہیں اور میچ سے حاصل ہونے والا تمام کا تمام سرمایہ یہودی میڈیا اور ملٹی نیشنل کمپنیاں لے جاتی ہیں۔
''کرکٹ پر ہر سال 80 ارب ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ایک تخمینہ کے مطابق ایک ورلڈ کپ پر جتنا خرچہ آتا ہے اس سے پوری دنیا میں سکول کھولے جا سکتے ہیں۔صحرائے عرب کو کاشت کاری کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔
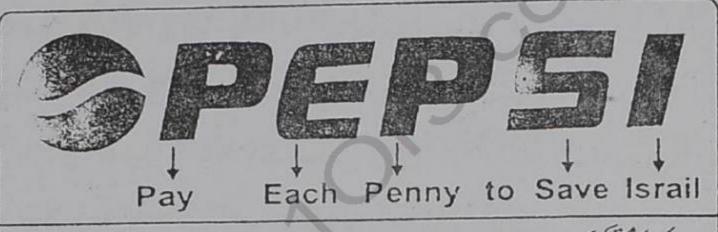
اسرائیل کو مستحکم کرنے کے لیے ایک ایک روپیہ خرچ کریں
کیا آپ کریں گے !!!!!!
مسلمان ہونے کے ناطے براہِ کرم کہہ دیں .... نہیں کبھی نہیں

Will you do it.............?
Being a Muslim Please say No/Never

Coca-Cola

If you will see it in the mirror then
آئینے میں دیکھا جائے تو یہ الٹا ہو کر عربی زبان کے الفاظ میں
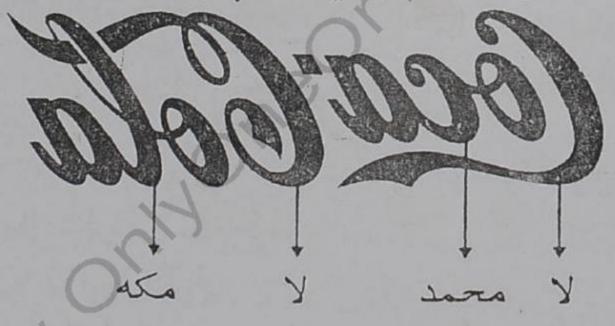
No Muhammad No Makka

تمام لوگوں کو ڈاکٹر اور ادویات مفت فراہم کی جاسکتی ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق ایک ورلڈ کپ کے دوران جتنی رقم مشروبات، برگروں اور ہوٹلوں پر خرچ کی جاتی ہے اس رقم سے 40 کینسر کے ہسپتال بنائے جاسکتے ہیں۔" (42)

ملٹی نیشنل کمپنیوں نے تشہیر سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا ہے دنیا بھر میں گرمیوں میں شربت اور لسی کا استعمال ہوتا ہے۔ کمپنیوں نے تشہیر کر کے لوگوں کو ان کے تیار کردہ مشروب پینے پر مجبور کر دیا ہے۔ دنیا بھر میں کولڈ ڈرنکس گرمیوں میں پیے جاتے تھے ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اسے 12 ماہ کا مشروب بنا دیا ہے۔ سگریٹ پہلے دنیا میں صرف امراء اور پختہ عمر کے لوگ پیتے تھے کمپنیوں نے ہر امیر و غریب کو اس کا عادی بنا دیا ہے۔

ان کمپنیوں نے کرہ ارض کی فطری روایات اور ضروریات کو تبدیل کر دیا ہے۔ جنھوں نے اپنے کاروباری فائدہ کیلئے پوری دنیا کی تہذیب و ثقافت بدل دی ہے اس تبدیلی کیلئے انہوں نے میڈیا کا استعمال کیا ہے ان کمپنیوں نے دنیا کے ہر کونے، درخت، پتھر اور دیوار پر اشتہار لگا دیا ہے جہاں سے لوگ گزرتے ہیں۔ ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے پوری دنیا میں خوراک کا بحران پیدا کر دیا ہے۔ کیونکہ خوراک کی پیداوار سے لے کر تقسیم کے آخری مراحل تک ان منڈیوں پر ان کا قبضہ ہے دنیا کی سب سے بڑی 10 بیجوں کی کمپنیاں دنیا کی 23 بلین ڈالر کی تجارت کرتی ہیں جو کہ 32 فیصد بنتا ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں نے سب سے زیادہ اثر خوراک اور ادویات پر ڈالا ہے۔

"زراعت میں مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ انسانی ترقی کے ثمرات جو انسانیت کے وسیع حلقوں تک پہنچنے چاہیں چند ہاتھوں میں محدود ہو جاتے ہیں اور انسانی خوشحالی اور غربت کا خاتمہ کا خواب ختم ہو جاتا ہے۔" (43)

2۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے عالم اسلام پر اثرات:۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا بھر مس جتنی بھی ارتدادی سرگرمیاں پنپ رہی ہیں سب کی پشت پناہی پر کوئی نہ کوئی طاقت کارفرما ہوتی ہیں۔ حالات واقعات پر نظر دوڑائیں تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ارتدادی مہموں اور مسلم کش مظالم کی پشت پر استعماری طاقتوں کے ساتھ ساتھ ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہاتھ ہے ان ملٹی نیشنل کمپنیوں میں زیادہ تر اثر و رسوخ یہودیوں کا ہے ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کی آمدنی کا 30 سے 60 فیصد تک حصہ اسرائیل کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتا ہے جس سے اس کی معیشت اور دفاع کو مضبوط بنایا جا رہا ہے۔

ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے عالم اسلام کو نہ صرف معاشی زوال سے دوچار کیا ہے بلکہ ان کی ملٹی نیشنل کمپنیاں اسلامی ممالک میں کئی ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث پائی گئی ہیں جو معاشرہ کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہی ہیں۔

عرب ممالک میں تیل کی تلاش کرنے والی کمپنیوں کے بارے میں کئی خفیہ سرگرمیوں کا پتہ چلا ہے مصری سائنسدانوں نے اس بات کا انکشاف کیا کہ یہ کمپنیاں جو کیمیکل استعمال کرتی ہیں اس کیوجہ سے ہزاروں ایکڑ اراضی بنجر ہو رہی ہے۔ اور پودے مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اور جب یہ انسانی استعمال میں آتے ہیں تو اس کے مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں حالانکہ اب تیل کی دریافت کے جدید طریقے بھی استعمال ہو چکے ہیں اور ان کیمیکلز کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے ان کیمیکل کے استعمال کی وجہ سے عربوں کی اراضی کا ایک بہت بڑا حصہ بنجر ہو چکا ہے۔ اور یہ تمام کیمکل اسرائیل میں تیار کیے جاتے ہیں۔ سعودی عرب میں عرب حکام نے 5 اسرائیلی شہریوں کو ان کمپنیوں میں بغیر اجازت کام کرتے ہوئے پکڑا ان کیمیکلز کی وجہ سے سعودی عرب کا 12000 مربع اراضی تباہ ہو چکی ہے۔

مزید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ 11 تیل تلاش کرنے والی کمپنیاں قطر، بحرین، عراق، سعودی عرب، کویت اور مصر میں ان سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور مغربی طاقتیں اور اسرائیل ان کمپنیوں کے ذریعے ان ممالک کو فوجی اور معاشی قوت کا اندازہ لگا رہے ہیں۔" (44)

ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اسلام دشمنی کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ ان کمپنیوں نے روزمرہ کے استعمال کی کھانے پینے والی اشیاء میں اسلام دشمنی کی وجہ سے حرام چیزوں کے اجزائے ترکیبی شامل کیے ہوئے ہیں۔ مثلاً جیلاٹن وغیرہ۔

TANG امریکی کمپنی کرافٹ فوڈز کا تیار کردہ پاؤڈر ہے جس کو پانی میں حل کرنے سے مشروب تیار ہوتا ہے اسلام دشمن یہودی کمپنیوں نے مسلمان کے خلاف اپنی نفرت کی وجہ سے اس کے اجزائے ترکیبی میں غلط اور ناپاک چیزوں کو شامل کیا ہے جن کا ذکر وہ نہیں کرتے بلکہ ان کے لیے خفیہ کوڈز کا استعمال کیا جاتا ہے مثلاً TANG کے اوپر (E110, E102,E171) کے کوڈ درج ہوتے ہیں۔ اسلام حرام چیزوں سے منع کرتا ہے۔ اسلام میں ان کی پابندی سے ایک خوشگوار صحت اور باعزت زندگی گزارنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اسلام دشمنی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ وہ ہر طرح سے اسلام دشمنی کا ثبوت دیتی ہیں پیپسی اور کوکا کولا بنانے والی کمپنیاں اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتی ہیں پیپسی Pepsi مخفف ہے۔ Pay Each Penny To Save Israel" کہ اسرائیل کی بقا کیلئے ایک ایک سکہ ادا کرو"۔

کیا یہ ثبوت کافی نہیں بوتل کو کا کولا کو شیشے میں دیکھا جائے تو انگریزی میں لکھے گئے (Coca Cola) کا مفہوم عکس میں اس طرح بنتا ہے (لا محمد لا مکہ) کو کا کولا اور پیپسی دونوں یہودی کمپنیاں ہیں انہوں نے ایک طرف تو اسرائیل کی معیشت اور دفاع میں اہم کردار ادا کیا ہے تو دوسرا مقامی معیشت کو شدید دھچکا دیا ہے۔ اور ملکی سرمایہ کو کھینچ کر اپنے ہاں لے گئی ہیں۔

''1997ء میں اسرائیلی حکومت کے اقتصادی مشن نے کوکا کولا کو عزت افزائی بخشی اور اسرائیل ٹریڈ ایوارڈ جیتا ہے۔ یہ ایوارڈ کوکا کولا اسرائیل کے ساتھ تعاون کی وجہ سے دیا گیا ہے۔ فروری 2002ء میں کوکا کولا نے اسرائیل کے ساتھ تعاون بڑھانے کے موضوع پر ''فرینڈز آف اسرائیل'' اور ''نیشنل ہیلی'' نامی کمپنیوں کے ساتھ ایک مشترکہ لیکچر کا اہتمام کیا ہے (45)

عصرِ حاضر میں ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کے بارے میں شدید نفرت کی فضا قائم ہے کیونکہ یہ تجارتی ادارے یہودی لابی کا ایک حصہ ہیں اور اسلام دشمنی میں پیش پیش ہیں۔

ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت جال بچھا رکھے ہیں جس کے تانے بانے مسلم ممالک میں بنے جا رہے ہیں۔ عالم اسلام کے نوجوانوں کو ان کی ان تعلیمات اور معاشرتی اقدار سے دور کر کے مغربی تہذیب کا دلدادہ بنانے کی کوشش تیزی سے جاری ہیں۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تعاون سے KFC میکڈونلڈ جیسے ہوٹل وجود میں لائے گئے جن میں حرام جانوروں کا گوشت اور غیر اسلامی طریقوں سے ذبح کیا گیا گوشت ملتا ہے۔ جبکہ اسلام ان دونوں چیزوں سے منع کرتا ہے۔ عالم اسلام میں ایک سازش کے تحت میکڈونلڈ اور پیزا ہٹ کلچر کو متعارف کرایا جا رہا ہے۔ اور عالم اسلام کے نوجوان اپنی تہذیب کی شاداب بہاروں کے عوض مغرب کی بے ہودہ تہذیب کے دلدادہ بن رہے ہیں۔ ان ملٹی نیشنل کمپنیوں نے تشہیر کے نام پر اسلامی معاشرہ میں فحاشی و عریانی کو فروغ دیا ہے ان کمپنیوں کی مصنوعات کے اشتہارات میں فلمی اداکاراؤں کو نیم عریاں لباس پہنا کر پیش کیا جاتا ہے جو مختلف انداز سے اپنے جسم کی زیبائش و آرائش کو دکھاتی ہیں یہ ایک صیہونی سازش ہے کہ نوجوان نسل کو اسلامی اقدار سے دور کر کے بے لگام آزادی بے راہ روی اور جنسی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔

مسلمان جب قومی مصنوعات کی جگہ ان کمپنیوں کی مصنوعات کو ترجیح دیتے ہیں تو گویا کہ وہ اسرائیل کی معیشت اور دفاع کو مضبوط سے مضبوط بنانے میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

صورتحال یہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان صرف سگریٹ نوشی کی مد میں روزانہ 96 لاکھ ڈالر اسرائیل کو فراہم کر رہے ہیں۔

دنیا کی 6 ارب آبادی میں مسلم آبادی ایک ارب 60 کروڑ سے زائد ہے جن میں 40 کروڑ مسلمان سگریٹ نوشی کرتے ہیں جس سے حاصل ہونے والی تمام رقم اسرائیل کو پہنچتی ہے دنیا بھر میں سگریٹ سپلائی کرنے والی کمپنی فلپس مورس کے مالک کٹر یہودی ہیں جو اپنے منافع کا ایک بہت بڑا حصہ اسرائیل کو فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ لیور برادرز، پراکٹر اینڈ گیمبل، کولگیٹ پامولیو، نیسلے وغیرہ اس طرح برطانیہ میں Mark and Spencer تمام کمپنیوں کی آمدنی کا ایک حصہ بالواسطہ یا بلاواسطہ اسرائیل کو فراہم کیا جاتا ہے۔ جو نظریاتی طور پر اسرائیل کے بقا اور استحکام کے لیے صرف کیا جاتا ہے۔

اس کے برعکس عالم اسلام کی صورتحال یہ ہے کہ اگرچہ ان کی آبادی دنیا کی آبادی کا 20 فیصد ہے اور 23 فیصد رقبے پر قابض ہیں مگر عالمی معیشت میں ان 60 اسلامی ممالک کا حصہ صرف 4 فیصد ہے کیونکہ خود ان کی مارکیٹیں یہودی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات سے بھری ہوئی ہیں جس کی وجہ سے مقامی معیشت مکمل طور پر زوال پذیر ہوگئی ہے اس کی دوسری اہم وجہ صیہونی میڈیا کی تشہیر ہے جس نے جگہ جگہ پر دیوار ہر اس درخت پر جدھر سے انسان گزرتے ہیں اپنے اشتہارات چپکا دے ہیں اور اسی تشہیر کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہر بچے بوڑھے اور عورت کی زبان پر ایک ہی لفظ آتا ہے۔

''مجھے PEPSI چاہے مجھے کوکا کولا پینی ہے''

قطر کے ڈاکٹر یوسف قرضاوی نے کہا ہے کہ

''فتنہ عالمگیریت کے اس دور میں ہم سب پر فرض عائد ہے کہ ہم مسلمان ملکوں کی بنی ہوئی چیزوں کو ترجیح دیں جن کو ملٹی نیشنل کمپنیوں نے خونی شکنجے کا سامنا ہے جن کے خونی پنجے براعظموں کی گہرائی تک پیوست ہیں ہماری مسلم مصنوعات کو ان ملٹی نیشنل کمپنیوں سے سخت خطرہ لاحق ہے ہمارے لیے ضروری ہوگیا ہے۔ کہ ہم اپنی پیداوار کو بچائیں خصوصاً جو ہماری زندگی کیلئے مفید ہیں۔ (46)

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے قانون ساز اور پالیسی ساز صیہونی سازشوں میں حصہ دار بننے کے بجائے جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہو کر صیہونیت کی چال کو سمجھیں اور ان کے تدارک کرنے کے ساتھ ساتھ قوم کو بیدار اور محرک کریں اور اپنے دیگر پروگراموں کے ساتھ صنعت وتجارت کی ترقی اور فروغ میں اہم کردار ادا

کریں تا کہ ملکی معیشت ملک کے محفوظ ہاتھوں میں رہے اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہر شہری کا فرض بنتا ہے کہ وہ ان ملٹی نیشنل کمپنیوں کی مصنوعات سے بائیکاٹ کرے اور قومی مصنوعات کو خرید کر اسلامی معیشت کی تقویت میں اپنا موثر کردار ادا کریں۔

6۔ ذرائع ابلاغ اور یہودی کردار:۔

i۔ذرائع ابلاغ کا مفہوم

ابلاغ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں پہچانا لفظ بلغ سے اس نوعیت کے دیگر الفاظ بنتے ہیں مثلاً مبلغ تبلیغ ، بلاغت اور مبلغ عربی زبان کی لغت کے مطابق ابلاغ کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔

''اردو کی مشہور لغت فیروز اللغات کے مطابق ابلاغ کے معنی پہنچانا بھیجنا اور تبلیغ و اشاعت کے ہیں''

(47)

بات پیغام، خیالات، عقائد یا علوم وغیرہ کو دوسروں تک پہنچانے کا نام ابلاغ ہے یعنی کہ

"A Technique for expresing ideas effectively".

قرآن مجید میں ہے

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك

(5 : 67)

''اے رسول۔ جو کچھ آپ کی طرف آپ رب نے اتارا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیں''۔

ابلاغ کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی انسانی تاریخ قدیم ہے حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک انسان کسی نہ کسی صورت میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا رہا ہے۔

ذرائع ابلاغ کی عصر حاضر میں اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے ذرائع ابلاغ کی بدولت ہمیں دنیا کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں مثلاً ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی ، القاعدہ کی کاروائیاں سقوط، کابل و بغداد، ایران اور شام پر متوقع امریکی جارحیت اور سونامی کی تباہی اسی میڈیا کی بدولت ہم تک پہنچتی ہیں۔

ذرائع ابلاغ نے آج اتنی ترقی کر لی ہے کہ دنیا میں وقوع پذیر ہونے والا کوئی واقعہ محدود نہیں ہوتا بلکہ پلک جھپکنے میں ہمارے تک پہنچ جاتا ہے محمد علی چراغ لکھتے ہیں کہ

"ذرائع ابلاغ نے زمین کی طنابیں کھینچ کر اسے مختصر کردیا ہے شاید ہی کوئی ایسا ہوگا جو ملکی وبین الاقوامی نشریات سے دامن بچا سکے بلکہ معلومات واطلاعات کی اس فراوانی سے بوچھاڑ ہو رہی ہے کہ انہیں سنبھالنا اور سمیٹنا مشکل ہو رہا ہے۔" (48)

2۔ذرائع ابلاغ کی ضرورت واہمیت:۔

میڈیا اور ذرائع ابلاغ دو دھاری تلوار کا نام ہے جو اپنے ہاتھوں میں ہو تو معاشرے اور افراد کو بچانے کیلئے استعمال کی جاسکتی ہے اور اگر دشمن کے ہاتھ میں ہو تو معاشرہ اور افراد کا شیرازہ بکھیرنے کیلئے استعمال ہوتی ہے ۔ذرائع ابلاغ اور میڈیا کسی بھی ملک کی پالیسیاں وضع کرنے اور ان پالیسیوں کو دوسرے پر لاگو کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اور اسی کی مدد سے مختلف ممالک اپنے مقاصد کو حاصل کرتے ہیں اور عام لوگوں کی برین واشنگ (Brain Washing) آسانی اور خوبصورت انداز میں ممکن ہوتی ہے یہودیوں کی دولت اور ذہانت دونوں مشہور ہیں انہوں نے ان دونوں میں فکری انتشار پھیلانے میں استعمال کیا ہے۔عصر حاضر میں تمام ذرائع ابلاغ پر یہودی قابض ہیں اہم اخبارات رسائل اور میڈیا کے ذریعے وہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول میں سرگرم عمل ہیں۔

صیہونی تحریک کے اوائل کی رہنمائی تھیوڈر ہرزل نے کی جو صحافت اور ابلاغ عامہ کے میدان سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ اس نے یہودیوں میں نظریات کی ترویج کیلئے ابلاغ کا میدان چنا اور دنیا میں بسنے والے یہودیوں کو ان کی عظمت کا سبق یاد دلایا کہ (We are the chosen people of God) اس کے بعد صیہونیوں نے اقوام عالم میں صیہونیت (Zionism) کی راہ ہموار کرنے کیلئے اسی میڈیا کا سہارا کیا اور اپنے خلاف ہونے والے پروپیگنڈہ موئثر ہتھیار کو اسی میڈیا کے ذریعے ناکارہ بنا کر دنیا کی بڑی طاقتیں ایک آزاد صیہونی ریاست کے قیام پر رضامند ہوہوئیں۔

یہودیوں نے (Protocoles of the Elders of the Zion) میں عالمی میڈیا کو اپنی گرفت میں رکھنے کا منصوبہ بھی بنایا کہ کس طرح سے وہ عالمی میڈیا پر قبضہ کر کے صیہونیت کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو دور کر سکتے ہیں چنانچہ انہوں نے برطانیہ اور امریکہ کے تمام اشاعتی اداروں پر آہستہ آہستہ قبضہ کیا اور پھر ان کو اپنے مقاصد کے تحت استعمال کیا۔

صیہونی دستاویزات میں ہے۔

"اگر ہم کتابوں اور پمفلٹوں کے حملوں کا نشانہ بنتے رہے تو ہمیشہ خطرے میں رہیں گے ہم پر تنقید کرنے والوں میں وہ اخبارات اور رسائل موجود ہوں گے جنہیں ہم نے خود قائم کیا ہوگا لیکن وہ صرف ان امور پر نکتہ چینی کریں گے جنہیں بدلنے کا ہم نے پہلے ہی فیصلہ کرلیا ہوگا ہم اس امر کا انتظام کریں گے ہماری مرضی کے بغیر کوئی اعلان عوام تک نہ پہنچے ہم یہ مقصد اب بھی بڑی حد تک حاصل کررہے ہیں کیونکہ تمام خبریں چند ایجنسیوں کو وصول ہوتی ہیں جو دنیا بھر سے آتی ہیں لہٰذا ہم تمام ایجنسیوں پر قبضہ کرلیں گے اور صرف ایسی خبریں شائع کرائیں گے جو ہماری مرضی کے مطابق ہوں سرکاری اخبارات اور جرائد اہمیت کے لحاظ سے سرفہرست ہوں گے وہ ہمیشہ ہمارے مفاد کے نگرانی کریں گے۔(49)

چنانچہ مقاصد کی تکمیل کیلئے تمام نشریاتی اداروں CNN، BBC اور FOX NEWS وغیرہ پر قبضہ کر لیا ہے اور ان کی مدد سے صیہونیت کے فروغ کیلئے کوشاں ہیں۔ صحافت پر ان کا کنٹرول ہے۔ اسلامی دنیا کو مغرب کے لغو فحش کلچر سے تباہ کرنے کی کوشش جاری ہیں۔

3۔ صیہونی میڈیا کے عالم اسلام پر اثرات:۔

یہودیوں کی یہ مکمل کوشش رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو ذہنی طور پر غلام بنائیں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے ان کے عقائد اور معاشرت کو مکمل طور پر تباہ کردیں صیہونی میڈیا مسلم معاشرے میں جان بوجھ کر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ذرائع ابلاغ (MEDIA) کو فروغ دے رہے ہیں تا کہ مسلم معاشرہ سے مذہبی اخلاق اور معاشرتی اقدار کو مکمل طور پر ختم کر کے جنسی بے راہ روی فحاشی عریانی اور آزاد خیالی کو فروغ دیا جائے۔

مغربی صیہونی میڈیا نے ذرائع ابلاغ کے 2 بڑے مقاصد کیلئے استعمال کیا کہ سب سے پہلے تو عالم اسلام کے خلاف زبردست پروپیگنڈہ کیا جائے اور ان کو دنیا کی سیاست میں تنہا کر کے ان کا عالمی سیاست پر اثر ورسوخ ختم کیا جائے چنانچہ میڈیا پر اسلامی ممالک کو بار بار دہشت گرد کہا گیا کہ ان اسلامی ممالک کی جہادی تنظیمیں دنیا میں دہشت گردی کے فروغ کیلئے کوشاں ہیں اس طرح انہوں نے اقوام عالم کی بہت بڑی تعداد کی برین واشنگ کی اور ان کو عالم اسلام کے خلاف کھڑا کردیا عراق شام اور ایران کی مثال ہمارے سامنے ہیں کہ سب سے پہلے مصر اور لیبیا کو دہشت گرد قرار دلوا کر ان کو عالمی سیاست سے مکمل باہر کردیا عراق کا حشر سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اب شام اور ایران کو دہشت گرد ملک قرار دے کر عالمی برادری سے الگ کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

نائین الیون کی تباہی کے بعد صیہونیوں نے عالم اسلام کے خلاف بھرپور پروپیگنڈہ کیا۔

''یہودی میڈیا نے اپنے طے شدہ منصوبہ کے عین مطابق ٹوئن ٹاورز سے اٹھتے ہوئے دھوئیں کے ساتھ ہی القاعدہ اور اسامہ کو اس وقوعہ میں ملوث قرار دینا شروع کر دیا اور اس جھوٹ کو اس قدر تیزی کے ساتھ بار بار دہرایا کہ کسی امریکن اور یورپی دانشور کو تصویر کے اصل رخ کی طرف دیکھنے کی مہلت نہ مل سکی۔(50)

دوسرا اہم مقصد عالم اسلام کے مسلم نوجوانوں کو مغربی ثقافت اور تہذیب کا دلدادہ بنانے کیلئے ان میں فحاشی عریانی جنسی تعلیم اور مادہ پرستی کو فروغ دینا تھا۔

یہود نے اس بات کا بغور مطالعہ کیا کہ نوجوانوں کی توجہ کو اسلامی تعلیمات سے ہٹانے کیلئے ذرائع ابلاغ نشرو اشاعت پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کو فروغ دیا جائے ان کو اخلاقی اقدار سے بانجھ کرنے کیلئے ان کے قلوب واذہان میں فحاشی عریانی اور جنسی تعلیم کو بتدریج انڈیلا جائے۔

مغربی میڈیا نے عورت کے حقوق کا نعرہ لگایا اور اس بات کا شدید پروپیگنڈہ کیا کہ پوری دنیا میں عورت کو مساوی حقوق میسر ہیں اگر نہیں تو صرف اسلامی ممالک میں نہیں ہیں اس سے صیہونی میڈیا کا مقصد مسلم عورت کو گھر کی چاردیواری سے باہر نکال کے کھیلوں کے میدان یوتھ فیسٹیول شو بزنس اور نائٹ کلبوں مقابلہ حسن میں لاکھڑا کر دیا جائے اس کو شرم وحیا کے پردے سے نکال کر بازار کا تماشہ بنایا جائے۔

ٹی وی، اخبارات میگزین اور رسائل پر نظر دوڑائیں تو جگہ جگہ آپ کو جنس اور حسن کی طرف راغب کرنے والی شائع کردہ تصاویر ملیں گی کسی تجارتی کاروبار کے اشتہار کو دیکھ لیں عورت کی نیم برہنہ تصویر آپ کو ملے گی کسی بھی اشتہار کے اندر عورت کا وجود جز ولاینفک ہوگا۔

صیہونی اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں جب کسی قوم کے افراد شہوت اور نسوانی حسن کے پرستار بن جائیں عورت ان کی سوچوں کا مرکز ومحور ہو تو اس قوم کے افراد میں مقابلہ کی ہمت وسکت نہیں ہوتی چنانچہ ذرائع ابلاغ کی بدولت مسلمانوں کو عیش وآرام کا عادی بنایا جائے اور جب ان کے روح ودِل مردہ ہوجائیں تو ان پر کاری ضرب لگا کر صیہونی مقاصد کی راہ سے مکمل طور پر ہٹا دیا جائے۔

انہی ذرائع ابلاغ نے نوجوانوں کو ایسی راہ پر ڈال دیا ہے کہ نوجوان نسل کا مستقبل مکمل طور پر تاریک کر دیا جائے یہی وجہ ہے کہ روزانہ اخبارات عورتوں بچوں بچیوں کے سامنے سے گزرتے ہیں جن میں نیم عریاں تصاویر ہوتی ہیں۔

جنس (Sex) کے میدان میں صیہونیوں نے مسلم نوجوان کو مذہب سے دور کر کے جنس کی دنیا کی طرف

راغب کرنے کیلئے میڈیا کو مؤثر طور پر استعمال کیا ہے۔

اخبارات کے صحائف پر جنس و جرائم کی پر اسرار خبریں ہوتی ہیں ان جرائم کی خبروں کو مصالحہ لگا کر پیش کیا جاتا ہے ان کو خصوصی کوریج دی جاتی ہے اور اخبارات کے اندر اس انداز میں شائع کیے جاتے ہیں جو عوام الناس کے گھٹیا ذوق کو تسکین فراہم کرتے ہیں چونکہ اخبارات اور رسائل تمام عمر کے بچوں، بچیوں عورتوں اور مردوں کی نگاہ سے گزرتی ہیں تو ان خبروں کے ان پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں خصوصا ٹین ایجز (Teen ages) ان خبروں سے منفی اثرات جلد قبول کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد وسیم شیخ لکھتے ہیں کہ

''اخبارات جنس (Sex) پر مبنی خبروں سیکنڈلز بد عنوانی اور دیگر جرائم کی خبروں کو نہ صرف رنگ آمیزی سنسنی خیز اور نمایاں اشاعت سے مقبول بنا رہے ہیں بلکہ اس کی تمام جزئیات پیش کر کے نت نئے جرائم کی طرف اکساتے ہیں (51)

اسی میڈیا کے اثرات ہیں کہ وہ اپنی زندگیوں میں تجربہ کریں کہ جونہی اخبار اکثر نوجوانوں کے ہاتھ میں آتا ہے وہ ان خبروں پر سب سے پہلے نظر دوڑاتے ہیں کہ جن میں جنسی جرائم کی کہانیاں اور خبریں ہوں ان کی نظریں پہلے رنگین صفحات پر موجود ماڈلز کی تصاویر پر پڑتی ہیں۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ برطانیہ کا ایک روزنامہ "The Sun" کے دوسرے صفحہ پر روزانہ ایک عریاں عورت کی فوٹو شائع کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوان سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کی طرف کم اور دوسرے ناول افسانے اور کہانیوں کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر نصیر احمد اپنی کتاب ''اسلامی ثقافت'' میں لکھتے ہیں کہ ''عصر حاضر میں سائنس ٹیکنالوجی کی ایجادات کی وجہ سے فحاشی کے ذرائع تشہیر میں سینما اور ریڈیو TV اور وی سی آر وغیرہ کا اضافہ ہوا ہے لیکن طرح طرح کی تفریح گاہیں مثلاً رقص گاہیں، جنسی نمائش کے بازار، کوٹھیاں اور سیر گاہیں شبینہ کلب (Night Clubs) بڑے بڑے ہوٹل نیز فلمی رسائل اور اخبارات آج بھی فحاشی کی تشہیر و ترویج کے مؤثر ذرائع ہیں (52)

یہودی ذہن ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت مسلم معاشروں میں مادیت پرستی فحاشی و عریانی اور جنسی بے راہ روی کو فروغ دے رہا ہے۔ مسلم معاشروں میں قابل اعتراض لٹریچر کو عام کیا گیا جس سے معاشرے پر انتہائی برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ اخلاقی و معاشرتی قدریں پامال ہو چکی ہیں۔ یہودی ذہن نوجوان نسل کو فحاشی و عریانی اور جنسی بے راہ روی کی دلدل میں پھنسا کر بے غیرت، تن آسان اور ہوس کا پجاری بنا رہے ہیں۔ ایک

سازش کے تحت مسلم ممالک میں XX اور XXX فلموں کو عام کیا گیا اس سازش سے آج سکول ،کالج اور یونیورسٹیوں کے طلباء جنسی بے راہ روی کا شکار ہو چکے ہیں۔ یہودی ذہن نے ایک خاص منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے ساتھ مسلم معاشروں میں سیکولرازم اور فحاشی کو فروغ دیا ہے۔ جس سے معاشرے پر انتہائی برے اثرات پیدا ہو رہے ہیں اخلاقی قدریں ناپید ہو چکی ہیں اور آج نوجوان نسل عقیدہ و مذہب سے بدظن ہے یہودی ذرائع ابلاغ نے نہ صرف اسلامی معاشرہ کو آزاد خیالی، جنسی بے راہ روی فحاشی اور عریانی کی طرف راغب کر کے ہوس کا پجاری بنا دیا ہے بلکہ اسلامی عقائد تعلیمات اور اسلامی شخصیات کے اوپر گند اچھالنے کی بھی کوشش کی ہے مثلاً Bosswell Toylor اپنی کتاب (World of Islam) کے صفحہ نمبر 1 پر ہجرت مدینہ کو مکّہ سے فرار کا نام دیتا ہے اس کتابچے میں جو کہ لیسٹریو کے سے شائع ہوا ہے اس کا نمبر ISBN 034020294 ہے حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے لے کر وصال تک کو لائن ڈرائنگ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ،حضرت علی المرتضیٰؓ کی تصاویر کے ساتھ ساتھ نبی اکرمؐ کے حجر اسود والے تصفیہ کو قلمی تصویر سے ظاہر کیا ہے۔

مولانا سمیع الحق نے اپنی کتاب ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل'' میں یہود و نصاریٰ کی ایک اور سازش سے آگاہ کیا۔ کہ جس میں ''ہالی وڈ کی فلمساز کمپنی نے لیبیا کے تعاون سے محمد عربی علیہ السلام کی ذاتِ اقدس پر فلم بنا رہی ہے اور مسلمان بجا طور پر انسانی تاریخ کی اس سیاہ ترین سازش پر تڑپ اٹھے ہیں اس لئے کہ یہ محسنِ انسانیت کے خلاف انسانیت دشمنوں اور کافروں کا ایک بین الاقوامی گٹھ جوڑ ہے۔

صیہونی میڈیا نے اس دودھاری تلوار کی مدد سے اسلامی معاشرہ اور افراد کا شیرازہ بکھیر دیا ہے اور نوجوانوں کو اپنا ذہنی غلام بنا دیا ہے۔ یہودی میڈیا نے صرف عالم اسلامی کی معاشرتی جڑوں کو کھوکھلا کیا ہے بلکہ مذہبی اور اخلاقی اقدار کو بھی زوال پذیر کر دیا اپنے اخبارات رسائل میگزین اور الیکٹرک میڈیا میں عورت کے موضوع بحث بنا کر نوجوانوں کو Sex کی طرف راغب کیا ہے اور اسلامی عقائد اسلامی تعلیمات اور اسلامی مقتدر شخصیات کو نشانہ بنایا ہے۔

خلاصہ بحث (CONCLUSION)

یہودیوں نے عالم اسلام کے خلاف اپنی کاروائیوں کو جاری رکھا ہوا ہے اسلامی ممالک کا اتحاد، اسلام کی سنہری تعلیمات اور اقوامِ عالم میں ان کی بہتر سیاسی و معاشی پوزیشن کو ختم کرنے کیلئے یہودیوں نے کئی زیرِ زمین سرگرمیوں سے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہودیوں کی خفیہ انٹیلی جنس تنظیم موساد (Mosad) اسلامی ممالک میں فرقہ واریت اور دہشت گردی کو فروغ دے رہی ہے تو دوسری طرف عالم اسلام کو اقوام عالم کی برادری میں تنہا کرنے کی کاروائیوں پر عملدرآمد کر رہی ہے مصر لیبیا ایران اور شام کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں عالم اسلام کے خلاف یہود کا ایک اور محاذ NGOs اسلامی معاشرے میں اپنی جڑوں کو کافی مضبوط کر چکی ہیں اور مسلم ممالک کے تعلیمی اداروں انتظامی امور اور معاشرتی اقدار کو زوال پذیر کرنے کے لیے خفیہ سرگرمیوں میں ملوث ہے ان NGOs کا اصل مقصد مسلم ممالک میں آزاد خیالی بے راہ روی اور جنسی تعلیم کو عام کر کے معاشرہ کو سیکولر بنانا ہے۔ دوسری طرف ملٹی نیشنل کمپنیاں جو اژدھا بن کر مسلم ممالک کی نیشنل کمپنیوں کو ہڑپ کر جاتی ہیں اور تمام سرمایہ کو سمیٹ کر لے جاتی ہیں اور اپنی مصنوعات کی تشہیر کے نام پر اخلاق و کردار کو ختم کرنے کیلئے قابل اعتراض میڈیا اور پرنٹ کو سامنے لا رہے ہیں۔

عصرِ حاضر میں یہودیوں نے تمام ذرائع ابلاغ پر قبضہ کر کے میڈیا کو اپنے ہاتھ میں کر لیا ہے CNN، BBC، FOX NEWS اور دوسرے تمام چینلز صیہونی مفادات اور مقاصد کی تکمیل کیلئے کوشاں ہیں اور صیہونیت کا پرچار کر کے عائے عامہ کو ہموار کرتے ہیں تو دوسری طرف اسی میڈیا کے ذریعے سے وہ مسلم ممالک کے خلاف پرزور پروپیگنڈہ میں مشغول ہیں اسی میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے وساطت معاشرے کو مذہب و عقیدہ سے

دور لے جا کر سیکولر معاشرہ بنانے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔

حوالہ جات

1- Zee Schiff, A History of Israeli Army, P-3

2- رونالڈ پائن، موساد، ص 20

3- رونالڈ پائن، موساد، ص 21

4- Victor Ostrovsky, By way of Deception, P.ix

5- شاہد لطیف، امریکہ اسلام و عالمی امن، ص 73

6- طارق اسمٰعیل ساگر، جاسوس کیسے بنتا ہے، ص 166

7- Victor Ostrovsky, By way of Deception, P.ix

8- رونالڈ پائن، موساد، ص 37

9- Zee Schiff, A History of Israeli Army, P-190

10- Victor Ostrovsky, By way of Deception, P.249

11- Victor Ostrovsky, By way of Deception, P.179

12- روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی 17 اگست 1991

13- Victor Ostrovsky, By way of Deception, P.2

14- روزنامہ جنگ لاہور، 13 اکتوبر 1992ء

15- Victor Ostrovsky, By way of Deception, P.116-117

16- شاہد لطیف، امریکہ اسلام و عالمی امن، ص 76

17- طارق اسماعیل ساگر، اپریشن ڈیزرٹ سٹارم، ص 187

18- شاہد لطیف، امریکہ اسلام و عالمی امن، ص 83

19- پال فنڈلے، اسرائیل کی دیدہ ودانستہ فریب کاریاں، ص 56

20- Robert Driscoll, The New World order and the throne of Antichrist,

P.25

21- بریگیڈیئر (ر) گلزار احمد، تسخیر کائنات کا یہودی منصوبہ، ص 43

22- شاہد لطیف، امریکہ اسلام و عالمی امن، ص 75 2004

23- روزنامہ نوائے وقت، ملتان، 6 ستمبر 2004

24- محمد انیس الرحمٰن، مدینہ سے وائٹ ہاؤس تک، ص 305

25- پال فنڈے، اسرائیل کی دیدہ ودانستہ فریب کاریاں، ص 183

26- لی اوبرائن، امریکہ میں یہودی تنظیمیں، ص 53

27- Encyclopedia of America, 1998, Vol.11, P.784

28- لی اوبرائن، امریکہ میں یہودی تنظیمیں، ص 175

29- لی اوبرائن، امریکہ میں یہودی تنظیمیں، ص 309

30- ڈاکٹر مظفر احمد، فلسطین ماضی حال و مستقبل، ص 185

31- یہودی نیوز بلیٹن 9 دسمبر 1949ء،

32- Ghulam Farid Bhatti, Zionism and installation Secuirty, P.96

33- عبدالرشید ارشد، لمحہ لمحہ پھسلتے قدم، ص 134

34- اردو ڈائجسٹ اکتوبر 1996ء،

35- ای مارسڈن، یہودی پروٹوکولز (اردو)، ص 29

36- موسیٰ خان جلال زئی، این جی اوز اور قومی سلامتی کے تقاضے، ص 30

37- الموسوعۃ المیسرہ فی الادیان ولمذاہب المعاصرہ، ص 195

38- محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، ص 132

39- روزنامہ اوصاف، ملتان 10 جولائی 2004ء،

40- World book encyclopedia 2000, Vol.13, P.919

41- سید عظیم ملٹی نیشنل کمپنیاں ص 180

42- سید عظیم ملٹی نیشنل کمپنیاں، ص 95

43- نوائے وقت، ملتان 15 فروری 2005ء،

44- The Muslim, 06-02-1992

45- مسعود مفتی، ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اسلام دشمنی، ص 10

46- ماہنامہ آبِ حیات، لاہور ستمبر 2002ء

47- الحاج فیروز الدین، فیروز اللغات، ص 53

48- محمد علی چراغ، پروپیگنڈہ ، ص 34

49- ای مارسڈن، یہودی پروٹو کولز (اردو)، ص 174

50- عبد الرشید ارشد، آخری صلیبی جنگ، ج 3ص 112

51- محمد وسیم اکبر شیخ ذرائع ابلاغ اور اسلام، ص 100

52- ڈاکٹر نصیر احمد ناصرؔ، اسلامی ثقافت، ص 436

53- مولانا سمیع الحق، اسلام اور عصرِ حاضر کے مسائل، ص 82

باب پنجم

صیہونی ریاست کی تشکیل و مستقبل کے صیہونی عزائم

1۔ ارضِ فلسطین کی تاریخی وقعت

2۔ فلسطین میں یہودی آباد کاری

3۔ صیہونی ریاست کی تشکیل میں یورپی ممالک کا کردار

4۔ گریٹر اسرائیل کا منصوبہ

5۔ اسرائیل کی ایٹمی تیاریاں

6 ۔ دنیا پر حکمرانی کے صیہونی عزائم

7۔ صیہونی چیلنجز اور عالم اسلام

1۔ارضِ فلسطین کی تاریخی وقعت

ارضِ فلسطین کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ

"Too small Geography but too big a history"

فلسطین کو بجا طور پر انبیاء کی سرزمین کہا جاتا ہے حضرت ابراہیمؑ نے اپنا تبلیغی مرکز اسی ملک کے شہر حبرون میں قائم کیا تھا حضرت اسحٰقؑ اور حضرت یعقوبؑ نے اسی سرزمین میں حق کی آواز بلند کی حضرت موسیٰؑ کی ارضِ موعود یہی سرزمین تھی۔ حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کا مرکز یہی خطہ تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے اسی مقدس سرزمین سے توحید کی آواز بلند کی اور حضورؐ کی آمد کی خوشخبری سنائی حضور اکرم ﷺ نے اسی سرزمین میں واقع مسجد اقصیٰ سے عرش کی طرف گئے اور اسلام کے ابتدائی سالوں میں مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا قبلہ اول رہی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے ایک خدا کی عبادت کیلئے شہر بیت المقدس میں ہیکل سلیمانی تعمیر کیا۔

اس لئے فلسطین اہلِ مغرب کے تخیل اور سیاسی عزائم میں اہم کردار ادا کرتا رہا ہے اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ مغرب ہی ہے کہ جہاں سے جدید صیہونیت (Zionism) کا ظہور ہوا ہے ارضِ فلسطین ہی وہ جگہ ہے جو محض اصولوں اور یہودیت عیسائیت اور اسلام کے نزدیک سرزمین مقدس ہے یہود نے اسے ارضِ موعود کا نام دیا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کی نسبت سے اس کو مقدس جانا اور بیت المقدس مسلمانوں کا قبلہ اول رہا جہاں رسول اللہؐ نے شبِ معراج میں نماز ادا کی۔

فلسطین کو اسرائیل کے نام سے پکارنا یہود کے سیاسی عزائم کی غمازی کرتا ہے اسرائیلی دعویٰ ہے کہ فلسطین ان کی سرزمین ہے کہ جہاں ان کے آباؤ اجداد رہتے تھے انہوں نے دعویٰ کیا کہ "ارضِ فلسطین یہودیوں کی سرزمین ہے عرب اس سرزمین پر دعویٰ محض اپنے 600 سالہ دورِ اقتدار کی وجہ سے کرتے ہیں اگر ان مسلمانوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے آباؤ اجداد نے اس سرزمین کو کیسے حاصل کیا تو وہ فخر سے کہتے ہیں "تلوار کے ذریعے" ان

عربوں کو بار آور کرانا فضول ہے کہ انہوں نے سرزمین پر 600 سال حکومت کی اور یہودیوں نے 3000 تک حکمرانی کی ہے"

یہود نے ارضِ فلسطین کا جو دعویٰ کیا ہے وہ سراسر غلط ہے اگر اس سرزمین کی تاریخ کا عمیق مطالعہ کیا جائے تو اس کے حقائق کچھ اور نظر آتے ہیں۔

سرزمین فلسطین کی تاریخ 2000 ق م سے ہوئی جب کنعانی اس میں داخل ہوئے 1800 ق م سے 1500 ق م تک اس میں عبرانی (Hebrews) آباد ہوئے اور خود کو اسرائیلی ظاہر کرنے لگے جو بعد میں مصر چلے گئے 1200 ق م میں حضرت موسیٰؑ ان کو واپس لائے اس کے بعد 1029 ق م میں یہود مختلف قبائل میں منتشر ہو گئے۔

720 ق م میں اسیریا والوں نے اسرائیل کو فتح کر لیا 100 سال بعد بابل والوں نے ان سے اقتدار چھین لیا فلسطین ایک بڑے عرصہ تک اہل بابل کے اقتدار میں رہا اس کے بعد یونانی غالب آئے 63 ق م رومی سلطنت کا طوفان اٹھا اور فلسطین کو اپنے قبضے میں لے لیا تاریخ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ 300ء تک فلسطین پر رومیوں کا تسلط رہے گا۔

600ء میں فلسطین عربوں کے زیرِ نگین آ گیا اور ایک بہت بڑے علاقے پر ان کا قبضہ تھا 1071ء میں سلجوقیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ 1099ء میں ان کے قبضہ کے بعد 1187ء میں صلاح الدین ایوبی نے واپس لے لیا۔ اور 1948ء میں یہودیوں نے اسے اپنے تسلط میں لے لیا۔

تاریخ کے ان شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ سرزمین فلسطین ایک لمبے عرصہ تک مسلمان حکمرانوں کے زیر تسلط رہی ہے اور ارضِ موعود کا نعرہ بلند کرنے والی قوم کو اس بات سے پہلے بہت کم عرصہ ہی حکمرانی نصیب ہوئی ہے۔

ایڈوڈ صاعد لکھتے ہیں کہ

1516ء میں ارضِ فلسطین سلطنتِ عثمانیہ کا ایک صوبہ بن گیا تھا 1882ء سے یہودی فلسطین میں آباد ہو رہے تھے۔ 1948ء تک یہاں عربوں کی اکثریت تھی مثلاً 1931ء کی مردم شماری کے مطابق کل آبادی دس لاکھ تینتیس ہزار تین سو چودہ تھی جن میں یہودیوں کی تعداد ایک لاکھ چوہتر ہزار چھ سو چھیاسی تھی۔ 1936ء میں یہ تعداد تین لاکھ چوراسی ہزار اٹھہتر ہو گئی۔ 1946ء میں کل آبادی انیس لاکھ بارہ ہزار ایک سو بارہ تھی جن میں چھ لاکھ آٹھ ہزار دو سو پچاس یہودی تھے۔ (2)

تاریخی شواہد سے یہ بات بھی منظرِ عام پر آتی ہے کہ اس سرزمین میں مسلمان اکثریت میں آباد تھے ارضِ موعود کا نعرہ لگانے والی قوم تو چوری چھپے اس میں داخل ہوتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر مصطفیٰ چمران لکھتے ہیں کہ

"صیہونیوں کا کہنا ہے کہ فلسطین ایک ایسی سرزمین ہے جو کہ انسانوں سے خالی ہے اور یہود ایسی قوم ہیں جن کے پاس کوئی ملک نہیں ہے اس بنا پر انسانوں سے خالی سرزمین اس قوم کیلئے ہے جو بے وطن ہے" (3)

یہودیوں نے اس سرزمین کا انتخاب تو صرف اس کی جغرافیائی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کیا ہے کہ یہ وہ خطہ ہے جو کہ دنیا کے تین بڑے براعظموں ایشیاء، افریقہ اور یورپ کے سنگم پر واقع ہے اس خطہ پر بننے والی حکومت پوری دنیا پر اپنا اثر ورسوخ رکھ سکتی ہے اور بحرِ احمر جو کہ بین الاقوامی بحری تجارت کی واحد گزرگاہ ہے اس لیے اس خطہ کی جغرافیائی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔

فلسطین ایک خالصتاً اسلامی علاقہ تھا جس پر عرب اور مسلم ممالک کا اقتدار رہا ہے۔

ایڈورڈ صاعد کے مطابق

"فلسطین 7 ویں صدی عیسوی تک غالب طور پر ایک عرب اور اسلامک ملک تھا اور عالم اسلام اس کی زرخیزی خوبصورتی اور مذہبی اہمیت سے شناسا ہو چکا تھا مثال کے طور پر ہمیں عربی زبان کی یہ تحریر جو دسویں صدی کے اواخر میں قلم بند کی گئی تھی نظر آتی ہے۔

"فلسطین شام کے صوبوں کا انتہائی مغربی حصہ ہے اس کی طویل ترین لمبائی رفحہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور مجون کی سرحد پر ختم ہوتی ہے اور چوڑائی حاضہ سے ریحہ تک پھیلی ہوئی ہے فلسطین شامی صوبوں کا زرخیز ترین حصہ ہے فلسطین میں تقریباً 20 مساجد ایسی ہیں جہاں جمعہ کا خطبہ دیا جاتا ہے اور نماز پڑھائی جاتی ہے" (4)

ان تمام حقائق اور شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ فلسطین ایک اسلامی سلطنت رہی ہے اور یہود کا ارضِ موعود کا نعرہ صرف زبانی ہے یہ اپنی مکاری اور عیاری کی بدولت دھتکارے ہوئے تھے اور نہ ہی ان کا کوئی ٹھکانہ تھا ارضِ فلسطین کو ان لوگوں خوابوں کو جنت بنایا اور آہستہ آہستہ اس میں آباد ہوتے رہے۔

تھیوڈر ہرزل نے 1893ء میں اپنے روزنامچے میں تحریر کیا کہ "ہمیں مفلس اور قلاش آبادی کو اپنے ملک میں ہر قسم کے ذرائع سے محروم کرنا ہوگا اور انہیں سرحد پار دھکیلنا ہوگا لیکن مفلس اور قلاش لوگوں کی جائیداد ہتھیانے کیلئے اور انہیں ملک بدر کرنے کے عمل میں نہایت احتیاط، سلیقے، ہوشیاری اور فرزانگی سے کام لینا ہوگا"

تھیوڈر ہرزل کے اس بیان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہودی فلسطین میں آکر آباد ہوئے اور

اس سرزمین کے رہنے والے مسلمانوں کو ملک بدر اور جلاوطن کیا گیا اور ان کی زمینوں پر ناجائز قبضہ کیا گیا ہے۔

2۔ فلسطین میں یہودی آباد کاری:۔

روس جرمنی برطانیہ اور امریکہ یہود کو اپنے آزاد شہری بنا کر ان کی ریشہ دوانیوں کا مزہ چکھ چکے تھے وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ یہ عیار قوم ان کی سلطنتوں مذہب اور سرمائے پر ہاتھ صاف کر چکی ہے اور اگر ان کے یہی اطوار رہے تو یورپ کا ہر باشندہ ان کا غلام بن کر ان کی ہوس کی چکی میں پس رہا ہوگا چنانچہ وہ ہر قیمت پر ان کو اپنے ملک سے بے دخل کرنا چاہتے تھے۔

یہود ان ممالک کی معیشت معاشرت اور سیاست پر اپنا مکمل قبضہ جما چکے تھے چنانچہ ان ممالک کے نزدیک ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کا واحد طریقہ یہ تھا کہ ان لوگوں کو ان کی خوابوں کی جنت (فلسطین) میں آباد کیا جائے تا کہ امریکہ اور یورپ کے باشندے اپنی باعزت زندگی کی جانب لوٹ جائیں۔

1914ء میں دنیا کے سیاسی صورتحال کا اندازہ لگائیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمان کسی نہ کسی یورپی طاقت کے غلام رہ چکے تھے اگر آزاد نہ تھے تو صرف ترک۔ دوسری جنگِ عظیم کے نتیجے میں یورپی طاقتیں سائے کی طرح سے سمٹ کر اپنے ملکوں کو پلٹ چکی تھیں عرب ممالک تیل کے چشموں کی بدولت مائع سونے میں نہار ہے تھے ایشیاء کے مسلمان ملک انڈونیشیاء عراق شام ایران اور اردن حتیٰ کہ افریقہ کے بیشتر ممالک یورپی امداد کے داخلی اور خارجی بندھن توڑ کر نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔

یورپی ممالک کو خطرہ لاحق ہوا ہے کہ عالمِ اسلام باہمی اتحاد کی طرف رغبت نہ کر بیٹھیں تو اس خطرے کے تدارک کیلئے ضروری تھا کہ مسلمانوں کے سینے میں ایک ایسا کیل گاڑھ دیا جائے اور ایک ایسا رستا ہوا ناسور ایک ایسا سرطان جوان مسلم ممالک کو تڑپ تڑپ کر مرنے پر مجبور کر دے ان کو اس چیز کا ڈر تھا کہ کہیں عالمِ اسلام خوشحال ہو کر یورپ کی منڈیوں کا رخ نہ کر بیٹھیں اور خود کو معاشی اور دفاعی لحاظ سے ناقابل تسخر بنا دیں چنانچہ اسرائیل کا قیام ان کا اولین ہدف قرار پایا۔ یہودیوں کی بھی یہ خواہش تھی کہ وہ مغربی طاقتوں کے زیر سایہ فلسطین میں آباد ہوں۔

1904ء میں وائزمین نے اپنی کتاب (Trial and Error) میں لکھا ہے کہ "اگر فلسطین یہودیوں کے ہاتھ میں آگیا تو برطانیہ کیلئے نہر سویز محفوظ ہو جائے گی (5)

اس کا مقصد صرف اور صرف سرزمین فلسطین میں آباد کاری کیلئے برطانیہ کی حمایت حاصل کرنا تھی تاکہ برطانوی شاہی خاندان تحریک صیہونیت کی سرپرستی کرے۔

پہلی جنگِ عظیم کا خاتمہ کے بعد یورپی طاقتیں ترکی کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کیلئے یکجا ہوگئیں عربوں کو جنگِ عظیم میں ترکوں کے خلاف استعمال کر کے اتحادیوں نے عرب ممالک میں بندر بانٹ شروع کردی فلسطین اور اردن کے درمیان دریائے اردن بہتا ہے انگریزوں نے اس سے فائدہ اٹھا کر اردن کے شاہ عبداللہ کے سپرد کر دیا اور فلسطین پر اپنا قبضہ جاری رکھا اس وقت 7 لاکھ عربوں کے مقابلہ میں 75000 یہودی فلسطین میں آباد تھے 17 برس کے عرصہ میں ان کی تعداد 75000 سے تین لاکھ 3000000 کردی گئی۔

1992ء میں فلسطین کو لیگ آف نیشنز نے براہِ راست برطانوی انتداب کے تحت کر دیا جس نے ایک یہودی کٹر سر ہربرٹ سموئیل کو مقرر کیا جس نے عربی کے ساتھ ساتھ عبرانی کو بھی فلسطین کی سرکاری زبان قرار دیا اعلیٰ سرکاری عہدوں پر یہودیوں کو فائز کیا گیا عرب ان پڑھ تھے نتیجۃً اختیار یہود کے ہاتھ میں آگیا کہنے کو تو عمل داری برطانیہ کی تھی مگر کنٹرول یہود کا تھا۔(6)

اب ساری دنیا کے یہودیوں کا رخ فلسطین کی جانب تھا یہودیوں نے فلسطین میں آباد ہونے کیلئے عرب زمینوں کو کوڑیوں کے مول خریدا۔ زمین کے حصول کیلئے ایک یہودی ایجنسی کام کر رہی تھی خلافت عثمانیہ کے سلطان عبدالحمید نے دولت کی جو پیش کش حقارت سے ٹھکرا دی تھی اور فلسطین میں یہودی آباد کاری کو قبول نہیں کیا تھا وہ رقم بھی یہود کی جیب میں رہی اور عربوں کی زرخیز زمین بھی ان کے قدم چومنے لگی۔

1935ء میں ہٹلر کے غیض وغضب سے بچ کر ہزاروں یہودی فلسطین میں آبسے اور اپنے حقوق مانگنا شروع کر دیا عرب اپنی زمینوں کو بازیابی کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن ہٹلر کی خونخواری کی تاب نہ لاسکنے والے یہودیوں نے اپنی بے بسی کا انتقام نہتے عربوں سے لینا شروع کر دیا ان یہود کو امریکہ و برطانیہ کی سرپرستی حاصل تھی انہوں نے دھڑا دھڑ اسلحہ فراہم کرنا شروع کر دیا برطانیہ نے یہودیوں کی ہر ممکن مدد کی اور عربوں کی فریاد کو بغاوت کا نام دے کر کچل ڈالا۔

برطانیہ نے جب دوسری جنگِ عظیم کے آثار دیکھے تو وہ عربوں کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ
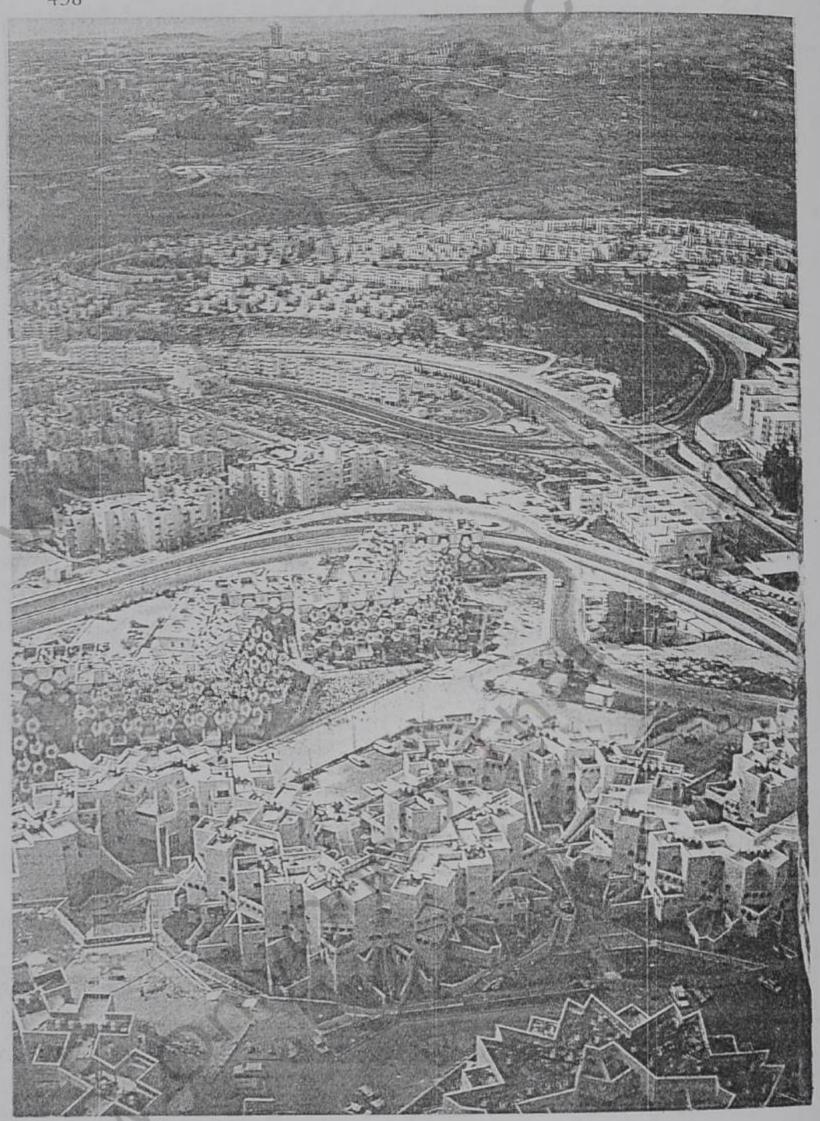
Figure 6: Reflects the concentration on a defensive position as seen in the choice to build on the heights of mountains and hills, and to erect fortified, highrise cement walls, forming rings of building which isolate the city organically and visually from its surroundings.

1937ء میں ایک کمیشن کے ذریعے سے سرزمین فلسطین کو 2 ٹکڑوں میں تقسیم کرنے کی سفارش کی گئی جس کے مطابق 1/3 حصہ یہودیوں کو اور فلسطینیوں کو 2/3 حصہ عطا کیا گیا تا کہ دونوں قوموں کے حقوق محفوظ ہو جائیں دوسری جنگِ عظیم کے خطرہ کے پیش نظر برطانیہ نے فلسطین پر عربوں کی سرپرستی کو قبول کیا۔ یہودیوں نے چار و ناچار اسے قبول کرلیا لیکن اس کا راز دوسری جنگِ عظیم کے بعد کھلا کہ کس طرح سے یہود نے انگریز سے مل کر سازش تیار کی ہے۔

دوسری جنگِ عظیم میں عربوں نے یہود کی سازشوں سے بے خبر ہو کر انگریزوں کا ساتھ دیا جنگ ختم ہوتے ہی عربوں کی توقعات پر پانی پھر گیا کہ جب دنیا جنگ کی ہولناکیوں کا مشاہدہ کر رہی تھی اور یہود فلسطین میں چوری چھپے داخل ہو رہے تھے۔

برطانیہ نے عربوں کو اپنی نیک نیتی کا ثبوت دینے کیلئے 2 اپریل 1947ء کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس بلوایا تا کہ اس کے ارکان فلسطین کے بارے میں اپنا فیصلہ دیں فلسطینی کمیشن مقرر کیا گیا۔ کمیشن نے فیصلہ دیا کہ برطانیہ کا انتداب ختم کر کے علاقے کو 2 حصوں میں تقسیم کر دیا جائے انگریز اور یہود نے جو ڈرامہ کھیلا اب اس کا ڈراپ سین تھا۔

فیصلہ ہوا کہ۔

1۔ بحیرہ روم کے ساتھ کا علاقہ یہود کی ریاست بنے گا۔

2۔ اندرونِ ملک کا علاقہ عربوں کو ملے گا۔

3۔ یروشلم کا شہر یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے باہمی کنٹرول میں رہے گا۔

یورپی ممالک کو اب صرف ایک غم کھائے جا رہا تھا کہ اسرائیل عرب ممالک میں گھرا ہوا ہے کہیں یہ متحد ہو کر اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ نہ بجادیں چنانچہ انہوں نے اسرائیل کو دھڑا دھڑ اسلحہ فراہم (Supply) کیا۔

15 مئی 1948ء کو جب برطانوی افواج فلسطین سے نکلیں تو یہود ہر طرح کے جدید اسلحہ سے لیس ہو چکے تھے۔

صیہونی عیار شہروں قصبوں، بستیوں اور صحراؤں میں مسلمان عورتوں بچوں اور بوڑھوں کے خون سے ہولی کھیلتا رہا۔ 1900 سو سال سے یہود کے بے دریغ قتل کرنے والوں نصاریٰ ان کی پشت پناہی کر رہے تھے اور یہود قتل و غارت سے اپنے آتش انتقام کو سرد کر رہے تھے۔

15 مئی 1948ء کو فلسطین کے سینے میں صیہونیت نے اپنا خنجر گاڑھ دیا اور یوں ایک خالص صیہونی ریاست کو وجود میں لایا گیا۔

3۔صیہونی ریاست کی تشکیل میں یورپی ممالک کا کردار:۔

ارضِ فلسطین میں یہودی آبادکاری سے لے کر اسرائیل کو ایٹمی طاقت بنانے تک مغربی ممالک اس بات سے خوفزدہ تھے کہ عربوں کو معاشی آسودگی حاصل ہوئی تو وہ یقیناً عالمی معاشی منڈیوں کا رخ کریں گے تو وہ اپنے آپ کو معیشت اور دفاع میں ناقابل تسخیر بنالیں گے مغربی ممالک کو اپنا مستقبل سیاہ اور تاریک نظر آرہا تھا چنانچہ انہوں نے سوچا کہ یہود کی اس خطہ میں ایک ریاست وجود میں لائی جائے جو عالم اسلام کی معاشی دفاعی اور دوسرے تمام شعبہ جات میں ان کے لیے رکاوٹ کا باعث بنے۔

دوسرا اس کا اہم عنصر یہ تھا کہ اقوام عالم یہود کی مکاریوں عیاریوں اور سازشوں سے تنگ آچکی تھیں اور انہیں ان کے خوابوں کی دنیا میں بسنا چاہتے تھے تاکہ وہ ان کے یہود کی سازشوں سے محفوظ ہو جائیں۔

برطانیہ پہلی اور دوسری جنگِ عظیم میں عربوں سے منافقانہ پالیسی کھیلتا رہا اور اس عرصہ کے درمیان وہ ایک سازش اور یہود معاہدہ کی وجہ سے سرزمین فلسطین میں یہودیوں کو آباد کرتا رہا فلسطین میں جتنی بھی صیہونی آبادکاری ہوئی اس میں برطانوی شاہی خاندان نے بھرپور معاونت کی ہے۔

1943ء میں ارضِ فلسطین میں اسرائیلی ریاست کا پودا برطانیہ نے ہی لگایا یا پھر اس کے بعد آنے والے برطانوی حکمرانوں نے اس کی آبیاری کی روز بروز بڑھتے پھلتے پھولتے پودے کو زمانے کی تند و تیز ہوا کے تھپیڑوں سے بچانے کیلئے برطانوی حکمران پیش پیش رہے۔

اسرائیل کا دفاع مضبوط کرنے میں امریکہ نے اہم کردار ادا کیا اسرائیل کے چھوٹے اسلحہ سے لے کر ایٹمی طاقت بننے تک امریکہ نے ہر قسم کی معاونت کی ہے امریکہ نے اسرائیل کی معاونت اس لیے بھی کی ہے کہ اسرائیل اس خطہ میں امریکہ کے فوجی اقتصادی اور سیاسی مفادات کا رکھوالا ہے اس لیے مقبوضہ عرب علاقوں پر صیہونی کنٹرول رکھنے کیلئے امریکہ نے کلیدی کردار ادا کیا ہے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور سیکورٹی کونسل میں امریکہ نے ہمیشہ اسرائیل مفادات کا تحفظ کیا ہے۔

مولانا سمیع الحق لکھتے ہیں کہ

''امریکہ کے صدر سے لے کر یہودی نژاد وزیر خارجہ تک نے کھلم کھلا اپنی سامراج نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے یہودیوں کی حمایت کی اور نہ صرف جنگی سطح بلکہ سیاسی اور سفارتی بنیادوں پر بھی اسرائیل کی بھرپور حمایت کی ہے۔(7)

UNO کی سلامتی کونسل جب بھی اسرائیل کے خلاف کوئی قرارداد پاس کی ہے تو امریکہ نے اس کو ویٹو کردیا۔اقوام متحدہ نے اسرائیل سے مطالبہ کیا کہ وہ عربوں کے تمام مقبوضہ علاقے خالی کردے جس پر اس نے سالہا سال سے قبضہ کیا ہوا ہے اور مقبوضہ عرب علاقوں میں یہودی رہائشی بستیوں کی تعمیر سے منع کیا ہے بجائے اس کے کہ امریکہ اسرائیلی دہشت گردی پر سلامتی کونسل کی حمایت کرتا اس نے اس قرارداد کو ویٹو کردیا امریکہ نے ہر اس مقام پر اسرائیل کی حمایت کی جہاں صیہونی مفادات کو خطرہ لاحق ہوا ہے۔

امریکہ اسرائیل کو جو امداد ہر سال فراہم کرتا ہے وہ کسی بھی ملک کو دی جانے والی امداد سے زیادہ ہوتی ہے پال فنڈلے اپنی کتاب (Delibrate Deception) میں لکھتا ہے کہ۔

''1949ء سے لے کر 1951ء تک امریکی حکومت نے جو امداد اور خصوصی فوائد فراہم کیے ہیں ان کا حجم 503 بلینس بنتا ہے۔اس عرصہ کے دوران جو اقتصادی وفوجی امداد سازی دنیا کو دی ہے اس کا 13 فیصد ہے'' (8)

اس کے علاوہ اسرائیل کو ان لاکھوں بنیاد پرست عیسائیوں کی حمایت بھی حاصل ہوتی ہے جو اپنے مذہبی عقائد کی بنیاد پر اسرائیل کے بارے میں گمراہ کن حقائق کو تسلیم کرتے ہیں اور ان کا اعتقاد ہے کہ موجودہ اسرائیلی ان انجیلی زمانہ کے یہودیوں کے وارث ہیں جنہیں اللہ نے برگزیدہ قوم کہا ہے۔

اسرائیل کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت میں امریکہ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔اسی لیے 43 دن کی خلیج جنگ 1991ء میں اتحادی افواج کے کمانڈران چیف جنرل شوارذ کراف نے جنگ کے خاتمہ کے بعد اپنے بیان میں کہا تھا کہ ہم نے یہ جنگ صرف اسرائیل کے تحفظ کی خاطر لڑی ہے'' (9)

اسرائیل جب طاقت کے بل بوتے پر جارحیت کا مرتکب ہوتا ہے تو امریکہ لپک کر اس کے اور دنیا کے درمیان میں آجاتا ہے اور دنیا بھر کے لعن طعن اپنے سر لے لیتا ہے۔

یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اسرائیل کے قیام اور اس کے مضبوط دفاع میں سرمایہ دار اور کیمونسٹ بلاک دونوں نے مل کر حصہ لیا ہے اور اپنے اغراض ومقاصد کیلئے یہودیوں کو عربوں کے سینے پر سوار کردیا ہے متعدد عرب

مفکرین نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ عرب عوام کو کیمونسٹ بلاک کی منافقانہ چالوں اور کاروائیوں سے روشناس کرائیں مگر عرب کے سوشلسٹ عناصر جنہیں بعض عرب ممالک پر غلبہ تھا پروپیگنڈہ کا شدید طوفان کھڑا کیا اور حقائق کا صاف وشفاف چہرہ بے نقاب نہ ہوسکا۔

ڈاکٹر مفکر احمد لکھتے ہیں کہ

''روس کی کیمونسٹ حکومت کی 2 رکنی کمیٹی نے 10 لاکھ سنہری پاؤنڈ صرف اسی لئے محفوظ کیے کہ فلسطین میں روس کے اشتراکی یہودیوں کیلئے جگہ خریدی جاسکے (10)

روس میں بالشویک انقلاب جس میں لاکھوں انسانوں کا خون بہا اس کے رہنماؤں نے فلسطین کے اندر ''سلطنت داؤدؑ'' کے تجدید کیلئے صیہونی منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں اہم کردار ادا کیا اس انقلاب میں صیہونی تحریک کے ارکان کو یہودیوں بنکوں اور سرمایہ داروں نے دل کھول کر امداد فراہم کی اس مجموعی مقدار 25 ملین پونڈ تھی (11)

صیہونی ریاست کی تشکیل کے بعد روس نے اسرائیل سے قریبی تجارتی تعلقات رکھے جس کی دیکھا دیکھی دوسرے اشتراکی ممالک چیک سلواک، بلغاریہ، پولینڈ اور ہنگری نے بھی اسرائیل سے تجارتی معاہدات کیے۔

فرانس نے اسرائیل کی جغرافیائی ونظریاتی سرحدوں کو ناقابلِ تسخیر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اسرائیل کو ایٹمی توانائی فراہم کرنے میں فرنچ اٹامک انرجی کمیشن نے اہم رول ادا کیا ہے 1952ء میں فرانس کے ساتھ ہونے والے معاہدہ میں فرانس نے ڈائی مونا میں ایٹمی ری ایکٹر تعمیر کرنے میں اسرائیل کی معاونت کی اس کے علاوہ نیوکلیئر وار ہیڈ میزائل جریکوا، جریکو۔2 کی تیاری میں بھرپور معاونت کی (12)

روس امریکہ فرانس اور دوسرے یورپی ممالک اسرائیل کے وجود کو قائم رکھنے کیلئے حریص ہیں ان تمام اسرائیل کے معاشی اور دفاعی صورتحال کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

4۔گریٹر اسرائیل کا منصوبہ (GREATER ISRAEL)

یہودیوں کے پروٹوکولز اور ان کے نظریات کا باریک بینی سے مشاہدہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک عظیم تر اسرائیل Greater Israel کے قیام کیلئے سرگرم عمل ہیں اور اس گریٹر اسرائیل کے قیام کے بعد وہ دنیا پر حکمرانی کے اپنے خواب کو شرمندہ تعمیر کریں گے۔ بنیادی طور پر یہودی ذہن مکار عیار قوم ہے جن کی ذہانت مشہور ہے عظیم تر اسرائیل کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کیلئے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ارضِ فلسطین سے اپنے منصوبہ کا آغاز کیا مشرقِ وسطیٰ کا یہ خطہ دنیا کا ایسا خطہ ہے جو کہ تین براعظموں ایشیاء افریقہ اور یورپ کے سنگم پر واقع ہے جسے ورلڈ آئی لینڈ (World Eye Land) کا نام دیا جاتا ہے اس خطہ پر بننے والی حکومت ناقابلِ تسخیر حکومت ہوگی جو کہ دنیا پر آسانی سے حکمرانی کر سکے گا۔

اس خطہ کے ایک طرف ایشیائی ممالک ایران وقطر تو دوسری طرف افریقی ممالک میں سوڈان اور لیبیا ہیں ترکی کی وساطت سے وہ پورے یورپ پر نظر رکھ سکتے ہیں ورلڈ میپ پر نظر دوڑائیں تو افریقہ اور یورپ کے وسط میں بننے والی ریاست تمام بحری راستوں پر ناکہ لگائے بیٹھے گی اور خلیج عرب کے ساحل اس کی دسترس میں ہونگے۔

بحر احمر پر نظر دوڑائیں تو یہ ایشیاء افریقہ اور یورپ کے درمیان واحد بین الاقوامی بحری تجارتی گزرگاہ ہے یہ مغربی ممالک کیلئے شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے۔ بحر احمر کے مشرقی کنارے پر مکۃ المکرمہ اور مدینہ منورہ کے بابرکت شہر ہیں مغرب میں اس کے کنارے پر مصر اور سوڈان ہیں جنوب میں یمن اور جبوتی ہیں یہودیوں نے اس واحد بین الاقوامی تجارتی شاہراہ کی جغرافیائی اہمیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی بندرگاہ ایلات پر قبضہ کیا تو وزیر جنگ موسے دان نے کہا کہ ہمارے نزدیک خلیج عقبہ پر قبضہ بیت المقدس پر قبضہ سے زیادہ اہم ہے۔

اسرائیلی جھنڈے کو دیکھیں تو ان کے صیہونی ستارہ کو 2 نیلی پٹیوں نے گھیرا ہوا ہے نقشہ بینی (Map Reading) کی زبان میں نیلا رنگ پانی کو بھی ظاہر کرتا ہے جھنڈے میں نیلی پٹیاں کی طرف اشارہ ہے صیہونی ستارہ کے اوپر نیچے نیلی پٹیوں سے مراد صیہونی ریاست دریائے دجلہ سے اور مصر میں دریائے نیل کے درمیان کے

علاقوں پر مشتمل ہے یہ وہ علاقہ ہے جسے صیہونی اپنا موروثی علاقہ سمجھتے ہیں۔ یہودیوں نے اپنے منصوبہ عظیم تر اسرائیل کو علامتی سانپ کا نام دے رکھا ہے جس کا ذکر انہوں نے اپنی صیہونی دستاویزات میں کیا ہے یہ سانپ اسلامی ممالک کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے اور اس کا منہ یروشلم کی طرف ہے۔ جب اس کا منہ اس کی دم سے مل جائے گا تو صیہونیوں کے عظیم تر اسرائیل کا خواب مکمل ہو جائے گا صیہونی سانپ نے بتدریج اپنا سفر جاری کئے ہوئے ہے اس عظیم تر اسرائیل میں عراق شام اردن لبنان مصر اور سعودی عرب کے بعض علاقے شامل ہیں یہ تمام علاقے دریائے دجلہ اور دریائے نیل کے وسط میں واقع ہیں یہودیوں کے مطابق یہ وہی طاقتور ریاست ہو سکتی ہے جو مشرقِ وسطیٰ میں اندرونی اور بیرونی استحکام کی ضمانت دے سکتی ہے اور جس سے ان کے عالمی حکمرانی کا خواب بھی شرمندہ تعبیر ہوگا۔

اسرائیلی پارلیمنٹ کی پیشانی پر یہ الفاظ کندہ ہیں۔

''اے اسرائیل تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں'' (13)

اسرائیلی پارلیمنٹ کی پیشانی پر کندہ ان الفاظ سے صیہونیوں کے اصل مقاصد کا پتہ چلتا ہے کہ وہ داؤدؑ کے زمانے کی سلطنت کے علاقوں کو اپنا موروثی علاقہ سمجھتے ہیں۔

مناخم بیگن نے اقوام متحدہ کی تقسیم فلسطین پر کہا کہ

''توراہ اور ارضِ اسرائیل کے زمانہ سے تمام قوموں کی سرزمین اسرائیلی ملکیت سمجھی جاتی ہے اس سرزمین کا نام بعد میں فلسطین مشہور ہوا اس میں دریائے اردن کے دونوں علاقے شامل ہیں وطن کی تقسیم ایک ناجائز کاروائی ہے جسے کبھی بھی قانونی طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا ہے تقسیم کے معاہدے میں بعض افراد اور اداروں کے دستخط کرانے کی کاروائیاں بنیادی طور پر ناجائز ہیں اسرائیل کی سرزمین آخر کار اسرائیلی قوم کو واپس ملے گی پوری کی پوری اور تا ابد'' (14)

یہود کے نظریات کے مطابق سرزمین فلسطین پر غیر یہودی اقوام نے قبضہ کر رکھا ہے۔ یہ علاقہ یہود کا موروثی علاقہ ہے جہاں پر ان کے آباؤ اجداد کی سلطنت پر قائم تھی جب اقوام عالم متحدہ نے آزاد اسرائیلی اور آزاد فلسطینی ریاستوں کے قیام کا اعلان کیا تو وقت کے یہودی اکابرین نے اس پر واویلا مچایا کہ تمام کی تمام سرزمین اسرائیلی باشندوں کیلئے ہے اور یہ سرزمین ایک نہ ایک دن اسرائیلیوں کو ضرور ملے گی

اردن Jordan

یہودی مصنف مناہین بیگن ہراس موقع پر جہاں شرقِ اردن کا ذکر آتا ہے تو وہ لکھتا ہے۔

''وہ سرزمین جس پر دشمن کا قبضہ ہے''

اس یہودی مصنف نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ آج ان کے سکول کالج اور یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے تاکہ نئی نسل کو یہ بات باور کرائی جاسکے کہ یہ انکا موروثی علاقہ ہے اور دشمن نے اس پر قبضہ کیا ہوا ہے۔

28 جون 1919ء کو رسالہ ''فلسطین'' میں یہودیوں نے لکھا کہ فلسطین میں امن وامان کی صورتحال اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی کہ جب تک مشرقِ اردن اس کا حصہ نہ ہو۔ صیہونی تحریک اور صیہونی لابی نے بارہا مشرقی اردن میں یہودیوں کو آباد کرنے کی کوشش کی ہے۔

عراق IRAQ

گریٹر اسرائیل کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی جو معاشی اور دفاعی لحاظ سے تمام عربوں سے بہتر تھا صیہونی اس علاقہ کو بھی اپنا موروثی علاقہ سمجھتے ہیں دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں عراق کو امریکی جارحیت کا نشانہ بنایا گیا اور پھر وہاں پر اب اسرائیلی باشندوں کو بسایا جارہا ہے۔

''1948ء میں جب یہودی عراق کو چھوڑ کر فلسطین کی طرف آرہے تھے تو علانیہ کہہ رہے تھے کہ وہ دن دور نہیں کہ جب وہ عراق واپس آئیں گے اور اپنی جائیدادیں واپس لیں گے صیہونیوں کی نظریں پورے عراق پر ہیں گویا وہ اپنی حدود کو شمال اور مشرق میں عراقی ترکی اور ایرانی سرحدوں کی طرف وسیع کرنا چاہتے ہیں۔(15)

عراق پر امریکہ کے حملے کے بعد اس کے مختلف علاقوں میں اسرائیلی باشندوں کو بسانے کی کوشش کی جارہی ہے اسرائیل کا اصل مقصد عراق کی سرزمین پر قبضہ کرنا ہے۔ عراق پر امریکہ کی جارحیت محض ایک ڈرامہ کے تحت کرائی گئی ہے جس کے بعد اب عراق میں بھی اسرائیلی آبادکاری کا کام شروع ہوچکا ہے۔

معروف پاکستانی تجزیہ نگار کرنل غلام سرور لکھتے ہیں کہ

''کردستان میں اسرائیل کے بھاری نمائندے موجود ہیں جن کا مقصد اس علاقہ میں کردوں کی ایک فوج تشکیل دینا ہے جو ایران کی بالادستی کو چیلنج کرسکے۔(16)

شام (Sayria)

عصر حاضر میں شام صیہونی تحریک کا اگلا ہدف Syria ہوسکتا ہے صیہونیوں نے میڈیا پر بھرپور پرپیگنڈہ

کیا کہ شام لبنان میں حزب اللہ کے مجاہدین کو ٹریننگ دے رہا ہے اور دہشت گردی کی کاروائیوں میں ملوث ہے۔ اس تمام ڈھونگ اور ڈرامہ کا مقصد شام کو امریکی جارحیت کا نشانہ بنا کر اس کو اسرائیلی ریاست علاقوں میں شامل کرنا ہے صیہونی تحریک نے اپنی نظریں شام پر گاڑھی ہوئی ہیں۔

جون 1918ء میں رسالہ فلسطین میں ڈیوڈ بن گوریان کا ایک مضمون چھپا جس میں اس نے دعویٰ کیا کہ "فلسطین میں پورا نقب یہودیہ سامرہ جلیل کرک بشمول عقبہ اور دمشق کا ایک حصہ یعنی وادی عنجر اس میں شامل ہے"

پہلی جنگِ عظیم کے بعد ہونے والی امن کانفرنس میں صیہونیوں نے جو یادداشت پیش کی اس میں انہوں نے شام کے علاقوں کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

اسرائیل شام سے دو مرتبہ الجھ چکا ہے 1967ء کی جنگ میں اسرائیل نے شام کی گولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کر کے اپنی دفاعی صورتحال کو بہتر کر لیا تھا اور اب شام کے خلاف اسرائیل نے اپنا پروپیگنڈہ تیز کر دیا ہے کہ وہ حزب اللہ کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے اور دنیا بھر میں ہونے والی دہشت گردی کی معاونت کر رہا ہے عراق کے بعد اب اسرائیل شام کو اپنی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ تصور کرتا ہے۔

لفٹیننٹ کمانڈر محمود شیت خطاب نے اسرائیلی جارحانہ عزائم کو بے نقاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

"صیہونی تحریک فلسطین سے باہر موران کے میدانی علاقے جبل الشیخ اور دمشق کے علاقے پر نظریں لگائے ہوئے ہے بلکہ بعض صیہونی رہنماؤں نے خود دمشق اور دمشق سے شام و لبنان کی موجودہ سرحد تک سارے علاقے کا مطالبہ کیا ہے۔(17)

سعودی عرب (Saudi Arabia)

سعودی عرب کہ جس میں حرمین شریفین کے بابرکت شہر ہیں اور پورا عالمِ اسلام ان کیلئے والہانہ عقیدت و محبت رکھتا ہے۔

یہ وہ سرزمین ہے کہ جس میں یہودیوں نے آنحضرت محمد ﷺ کے خلاف سازشوں کے جال بنے اور آپ ﷺ نے ان کو اسلام اور اسلامی ریاست کی بقا کیلئے باہر نکال دیا تھا۔ صیہونی آج اس ارضِ مقدس پر نظریں جمائے بیٹھے ہوئے ہیں۔

1967ء میں مسجد اقصیٰ کے اوپر قبضہ کے بعد اسرائیل کے چیف ربی نے کہا تھا۔
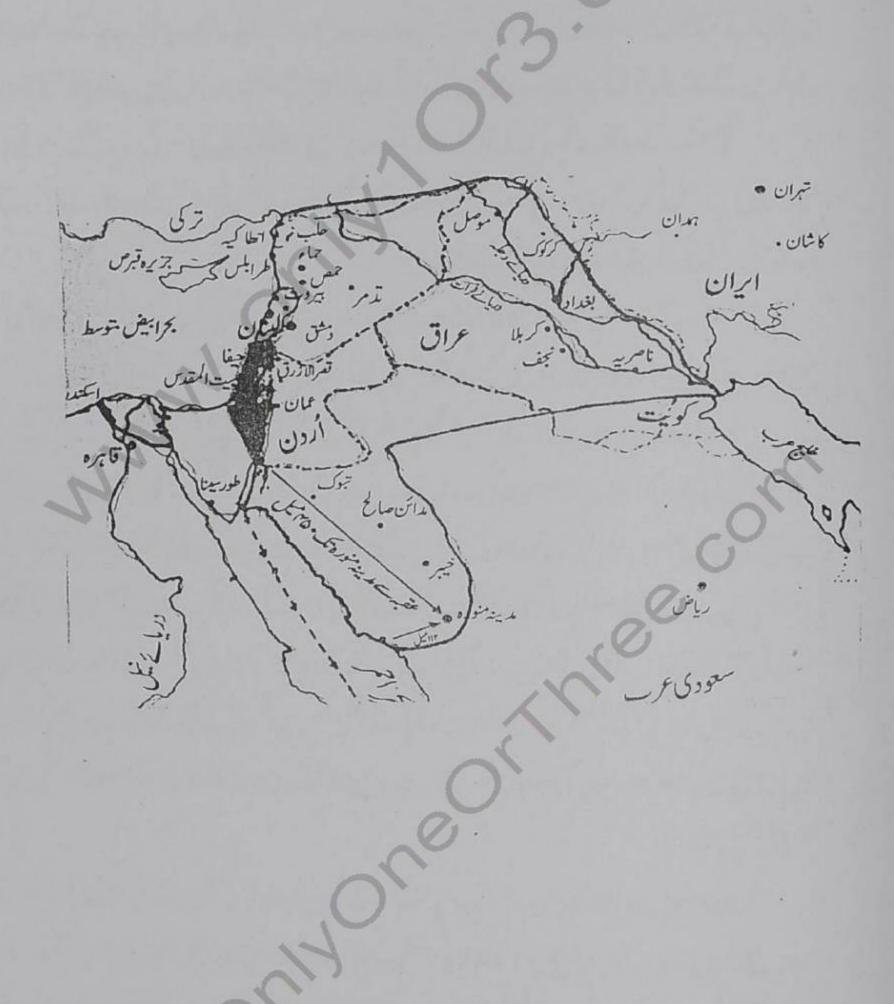
''مسجد اقصیٰ پر قبضہ نہایت خوش آئندہ ہے لیکن اصل خوشی اسی وقت حاصل ہوگی جب ہم مدینہ طیبہ میں اپنے پرانے مکانوں اور علاقوں کو حاصل کرلیں گے اور مدینہ منورہ کے ایک ایک باشندے کے ساتھ وہی معاملہ طے کریں گے جو مسلمانوں نے ہمارے بڑوں یعنی بنو قریظہ بنو قینقاع بنو نضیر اور اہلِ خیبر سے کیا تھا'' (18)

خلیج عقبہ کے ساتھ ساتھ جس کی لمبائی 95 میل ہے جس سے خلیج عقبہ کی مشرقی سرحد متعین ہوتی ہے اس پر صیہونیوں نے مکمل نظر رکھی ہوئی ہے اسرائیل کا اصل مقصد خلیج عقبہ کو خالص اسرائیلی بحیرہ بنانا ہے جس کے ذریعے وہ بحر احمر اور مشرقی افریقہ و ایشیاء تک پہنچ سکتے ہیں۔

''جنوب میں وہ اپنا اقتدار اتنا بڑھانا چاہتے ہیں کہ اس میں تبوک بھی آ جائے اور مدینہ منورہ بھی کیونکہ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ سارا علاقہ یہودیوں کی ملکیت تھا جس سے ان کے نبیؐ نے ہمیں نکال دیا تھا (19)

صیہونیت (zionism) نے اپنے عظیم تر اسرائیل کے خواب کے شرمندہ تعبیر کرنے کیلئے اپنی مذموم سرگرمیوں کو جاری رکھا ہوا ہے صیہونیت کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عرب ممالک تھے چنانچہ صیہونی اکابرین نے ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ان مسلم ممالک کو اور امریکہ (America) کو مدّ مقابل کھڑا کر دیا۔

سب سے پہلے سلطنتِ عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس کے بعد عرب علاقے جن کو اسرائیل نے اپنا موروثی حق سمجھ رکھا ہے اس پر قبضہ کرنے کیلئے سب سے قبل صیہونیوں کو ان کی عظمت کا احساس دلایا ان کے آباؤ اجداد نے اس خطہ پر ایک عظیم یہودی سلطنت کو بنیاد رکھی تھی جس پر دشمن نے قبضہ کیا ہوا ہے یہ ہم نے واپس لینے ہیں۔اس سے مراد یہودیوں کی نفسیاتی طریقے سے برین واشنگ (Brain Washing) تھی ان کو ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار کیا۔

اور دوسرا براہِ راست عرب ممالک پر حملہ کرنے کی بجائے اسرائیل نے عیسائیت کو اسلام کے خلاف برسرِ پیکار کر دیا۔11 ستمبر 2001ء کو ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ٹوئن ٹاورز کو طیاروں کا نشانہ بنایا اسرائیل نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ملبہ سے دھوئیں اٹھنے سے قبل ہی شور و واویلا مچا دیا کہ یہ مسلم ممالک اور القاعدہ کی کاروائی ہے۔امریکی حکومت حواس باختہ ہو چکی تھی کہ یہ ان کیلئے بہت بڑا حادثہ اور چیلنج تھا اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی گئی کہ اگر امریکہ نے حفاظتی اقدامات نہ کیے تو اس کی سالمیت کو مزید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ امریکہ صدر نے اس موقع پر صلیبی جنگوں کا نعرہ بلند کیا اور مسلم ممالک خصوصاً عرب ممالک کے خلاف برسرِ پیکار ہو گیا اور اس کے پیچھے صیہونی قوتیں کارفرما تھیں۔

امریکہ نے افغانستان اوراس کے بعد عراق پر حملہ کر دیا۔

ڈاکٹراسراراحمد لکھتے ہیں کہ!

''عراق پر حملہ تیل کے مقصد کیلئے نہیں کیا گیا بلکہ یہ گریٹر اسرائیل کی طرف ایک قدم تھا'' (20)

الغرض!

اسلامی ممالک پر امریکی جارحیت کے پس پردہ صیہونی سازشیں کرفرما ہیں جو گریٹر اسرائیل کے قیام کے خواہاں ہیں اوراس طرح سے صیہونی سانپ نے اپنا سفر شروع کر دیا ہے۔

5۔اسرائیل کی ایٹمی تیاریاں:۔

کوئی بھی ملک دفاعی لحاظ سے جتنا زیادہ مسلح ہوتا ہے اقوامِ عالم میں اس کا اثر ورسوخ اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور کوئی بھی دشمن ملک اس ملک کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے۔

یہودی اکابرین جب اپنی خفیہ دستاویزات تحریر کر رہے تھے تو وہ اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ آنیوالا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے جدید اسلحہ کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں تا کہ نظریاتی سرحدوں کی بقا ممکن ہو۔ چنانچہ انہوں نے پروٹوکولز میں لکھا کہ۔

"ہم نے دنیا کیلئے جو بنیادی ڈھانچہ تشکیل دیا ہے امید ہے وہ اقوامِ عالم کیلئے بڑا پر کشش ہوگا ہماری ساری منصوبہ بندی اسی ڈھانچے کے حوالے سے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے لیے تمام چیزوں سے زیادہ اہمیت خود کو مسلح کرنے کی ہے یہ ہماری ناگیزیر ضرورت ہے ہم اپنی عمدہ صف بندی کریں اور پر عزم و پر جوش اور نا قابل تسخیر بن جائیں (21)

یہودی اکابرین جب خفیہ دستاویزات کو تیار کیا تو دنیا کا سیاسی و معاشی غلبہ ان کا مقصد تھا جس کے ذریعے وہ سپر گورنمنٹ کا قیام چاہتے تھے۔ گریٹر اسرائیل اور سپر گورنمنٹ کا خواب صرف اسی صورت میں پورا ہو سکتا تھا کہ وہ خود کو دفاعی لحاظ سے مضبوط کرتے ان کے پاس جدید ترین اسلحہ ہوتا کہ وہ دنیا کی کسی بھی طاقت سے ٹکرانے اور اسے پاش پاش کرنے کی اہلیت رکھتے ہوں وہ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ جس صیہونی ریاست کو وہ عربوں کے درمیان وجود میں لا رہے ہیں اگر اس کے پاس جدید اور ایٹمی اسلحہ نہ ہوا تو عرب ممالک اس پر چڑھ دوڑیں گے اور اسے نیست و نابود کر دیں گے۔ انہیں جنگ لڑنے کا خاص تجربہ نہ تھا چنانچہ 2000 برس تک ہر تلوار ہر نیزہ اور ہر بندوق کا رخ انہی کی طرف رہا ہے غیر اقوام ان پر حملہ کر دیتیں اور یہ ملک بدر اور جلاوطن کر دیئے جاتے تقریباً 1 صدی قبل جب یہود فلسطین کی سرزمین پر کاشتکاری کا کام شروع کیا تو اس وقت ان کو اپنی جان و مال کی حفاظت کا خیال آیا۔

''1870ء میں جب یہودی فلسطین میں 25000 تھے تو انہوں نے ایک دفاعی تنظیم (Mickveh Israel) کی بنیادرکھی'' اس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ اگر عرب جنگجو یہودی کاشتکاروں پر حملہ کریں توان کا دفاع کیا جائے چنانچہ یہودیوں نے سب سے پہلے چھوٹی چھوٹی دفاعی تنظیموں کے قیام پر زور دیا اس کے بعد ایک اور تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام (Hashomer) تھا جس نے فلسطین میں یہودیوں کے تحفظ کیلئے اہم کردار سرانجام دیا۔(22)

1917ء میں جب برطانیہ نے یہود کی آبادکاری کا بیڑہ اٹھایا تو اس وقت ایک یہودی فورس کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا گیا چنانچہ لندن کے وارآفس (War Office) کے اندر ایک اجلاس ہوا اور پہلی باقاعدہ یہودی رجمنٹ (Judean Regt) ہگانہ (Hagana) کی بنیاد رکھی گئی بعد میں (Jewish Legion) کا نام دیا گیا جن کے پہلے ریکروٹس میں ڈیوڈ بن گوریان بھی شامل تھا۔(23)

29 نومبر 1947ء کو جب اقوام متحدہ نے فلسطین میں ایک آزادی فلسطینی اور اسرائیلی ریاست کا اعلان کیا تو عرب یہودیوں کو کچلنے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے تو ایک جنگ کا آغاز ہوا تمام یہودی دفاعی تنظیمیں میدان جنگ میں آئیں اور واحد اسرائیلی فوج بنام (Tozva Haganah Ley Israel) سے ابھرے اس جنگ میں 6000 یہودی مارے گئے اب اسرائیلیوں نے تمام تر توجہ اسلحہ کی خریداری پر صرف کر دی اور ایک قومی فوج تشکیل دی جو کہ 12 بریگیڈ پر مشتمل تھی جو ہر قسم کے اسلحہ وبارود سے لیس تھی اور کسی بھی جارحانہ کاروائی سے نپٹنے کی صلاحیت رکھتی تھیں اب یہودیوں کی دفاعی تنظیمیں نہ تھیں بلکہ وہ ایک فورس بن چکی تھیں۔

ورلڈ بک انسائیکلوپیڈیا میں ہے کہ

"Because of its conflict with Arabs Israel has mantained a strong militry"(24)

''عربوں کے ساتھ اپنی کش مکش کی وجہ سے اسرائیل نے ایک مضبوط فوج تشکیل دی ہے۔''

1967ء کی عرب اسرائیل جنگیں اسرائیل کیلئے ایک بہت بڑا چیلنج تھیں جب اردنی شامی مغربی عراقی اور کویت کی ملٹری نے حرکت کی اور اسرائیل کی سرحدوں پر ان کو اکٹھا کر دیا۔عربوں نے چاروں طرف سے اسرائیل کو گھیر لیا تھا۔

''عرب ذرائع ابلاغ نے اسرائیل کے نام ونشان تک کو مٹا دینے کی دھمکی دے دی تو یہودیوں کے شعور

میں نازی دہشت گردی اور مظالم کی یادیں ابھر آئیں انہیں احساس ہوا کہ کس طرح سے یہود کو برباد کیا گیا چنانچہ 5 جون کو اسرائیل نے اپنے دشمنوں پر بھرپور حملہ کیا اور حریف فوج کا بیشتر حصہ تباہ کر دیا اور اردن کے مغربی کنارے اور جولان کی پہاڑیوں پر قبضہ کرلیا'' (25)

اسرائیل کیلئے 1967ء کی جنگ ایک بہت بڑا چیلنج تھی اسرائیلی اس بات سے آگاہ ہو چکے تھے کہ شاید یہ ان کی پہلی اور آخری جنگ ہو عربوں کی اس کاروائی پر ڈیوڈ بن گوریان نے کہا تھا کہ اگر ایسا وقت آیا کہ یہود کو اسرائیل چھوڑنا پڑا تو پھر وہ اکیلے نہیں ہونگے بلکہ اپنے مخالفین کو بھی تباہ کر دیں گے۔

اسرائیل ایک نظریاتی بنیاد پر وجود میں آیا تھا اور اسرائیلی اس سلطنت کے خلاف ہونے والی جارحانہ کاروائی کا جواب دینا فرض سمجھتے تھے اور اس صیہونی نظریاتی سلطنت کی بقا کیلئے سب کچھ قربان کرنے سے دریغ نہیں کر رہے تھے۔

1967ء کی جنگ کے بعد اسرائیل نے اپنی تمام تر توانائیاں دفاع کے اوپر خرچ کر دیں تھیں عربوں کے ساتھ کشمکش کی وجہ سے اسرائیل کیلئے مضبوط دفاع ایک ناگزیر ضرورت بن چکی ہے چنانچہ جدید اسلحہ کی خریداری ان کا پہلا ہدف قرار پایا اور اس کیلئے انہوں نے اپنی قومی آمدنی کا ایک بہت بڑا حصہ اس پر صرف کر دیا۔

لفٹیننٹ کمانڈر محمود شیت خطاب لکھتے ہیں کہ

''اسرائیل اسلحہ کی خریداری اور دوسری جنگی تیاریوں پر اپنی قومی آمدنی کا اتنا حصہ صرف کر رہا ہے جتنا دنیا کا کوئی دوسرا ملک نہیں کر رہا ہے نہ ہی امریکہ، سوویت یونین اور نہ ہی کوئی اور ملک'' (26)

اسرائیل کی فضا میں جارحیت اور حملہ آوری کا جذبہ طاری ہے آج کل اسرائیل ایک فوجی چھاؤنی کی حیثیت رکھتا ہے جو اپنے اندر تمام معنوی اور مادی ہتھیار لئے ہوئے ہے جونہی کسی اسرائیلی کی عمر 12 سال ہوتی ہے اس کی باقاعدہ ملٹری ٹریننگ (Militry Trainning) شروع ہو جاتی ہے جو کہ 18 سال کی عمر تک ملتی رہتی ہے اس کے بعد اسے لازمی فوجی سروس کی ادائیگی کیلئے فوج میں شامل کیا جاتا ہے جب وہ فوجی سروس کی مدت پوری کر لیتا ہے تو اسے چھٹی دے دی جاتی ہے لیکن وہ ہر آن فوج کا فرد شمار ہوتا ہے جس کو کسی بھی عام یا خاص موقع پر بلایا جا سکتا ہے یہاں تک کہ اس کی عمر 39 سال ہو جائے اس وقت اس کا شمار ایسے افراد میں ہوتا ہے جو مقامی آبادی میں سروس کیلئے ریزرو (Reserve) ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ موت تک اس کی زندگی کا خاتمہ کر دے گویا اسرائیل میں ایک شہری ہوش سنبھالنے سے لے کر موت اسرائیل کے تحفظ کیلئے کوشاں رہتا ہے۔

" Every Israeli Jewish men & women are conscriptied except those exempeted on religious grounds . (27)

''ہر اسرائیلی مرد اور عورت کو فوج میں جبری طور پر بھرتی کیا جاتا ہے۔ ماسوائے ان لوگوں کے کہ جو مذہبی فرائض سرانجام دے رہے ہوں۔''

وزیر جنگ موشے دایان نے اسرائیلی فضا میں جارحیت کا جذبہ پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اسرائیل کی شروع کی عرب جنگوں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

1952ء کے اوائل میں اس نے قوم کے نام پیغام میں کہا

''ہر ایک یہودی کو میدانِ جنگ میں اتر آنا چاہیے میں نے فوج سے کہہ دیا کہ وہ دن رات تیاری میں مصروف رہے یہودی سلطنت کا قیام ہمارا نصب العین ہے اور ہم اسے حاصل کر کے دم لیں گے'' (28)

(i) اسرائیلی ایئر فورس (Israeli Air Force)

عرب اور اسرائیل کے درمیان جتنی بھی جنگیں ہوئی ہیں ہر جنگ میں فلسطینیوں کا ایک بہت بڑا علاقہ اسرائیل کے قبضہ چلا جاتا اس کی سب سے بڑی وجہ یہودیوں کی سائنس ٹیکنالوجی اور دفاع کے وشعبہ میں عمدہ مہارت تھی۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کا یہ فرق آج بھی عرب ممالک اور اسرائیل کے درمیان موجود ہے کسی بھی ملک کی عسکری طاقت میں اس کی فضائیہ اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ پر اثر اور طاقتور فضائیہ کی بدولت حکومتیں اپنی فوجیں میدان جنگ میں عملاً کم ہی لاتی ہیں جس سے ان کا نقصان کم ہوتا ہے اور ان کی فضائیہ فضا سے ہی دشمن کے ٹھکانوں کو نشانہ بنا کر تباہ کر دیتی ہے عراق اور افغانستان کی حالیہ جنگوں میں امریکہ نے اس حکمت عملی کو اپنایا ہے اور اپنی فضائیہ سے بھرپور وار کیا ہے۔

اسرائیلی فضائیہ کی یہ صورتحال ہے کہ انہوں نے شروع سے ہی اپنی فضائی سرحدوں کو عربوں کیلئے ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ 1948ء کی جنگ میں اسرائیلی فضائیہ نے 15 عدد مصری اور 2 شامی طیارے مار گرائے تھے۔ 1950ء میں اسرائیل نے باقاعدہ ایئر ڈیفنس فورس (Air Defese Forece) بنائی 1965ء میں اسرائیل نے فضا سے فضا میں مار کرنے والے ہاک میزائل خرید کر ائیر فورس کے سربراہ کمانڈر ایزوائزمین کے سپرد کر دیئے تھے۔

1956ء کی سوئیز جنگ، 1967ء کی چھ روزہ جنگ اور 1973ء کی یوم کپور جنگ میں اسرائیلی فضائیہ

اپنے عروج پر تھی۔

1982ء میں اسرائیلی ویلکن گن یونٹ نے شامی فضائیہ کا ایک مگ -21 طیارہ مار گرایا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ کسی سام میزائل نے روس کے۔ آواز سے 3 گنا زیادہ رفتار والے شامی فضائیہ کے طیارے کو مار گرایا اور سب ان کی سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں زبردست پیش رفت کا نتیجہ تھا۔

اسرائیلی فضائیہ الیکٹرونک وارفیئر میں اعلیٰ صلاحیت و مہارت رکھتی ہے جو جنگوں میں بھرپور طریقے سے استعمال کی گئی۔

1969ء میں اسرائیل نے اپنے تیار کردہ ریموٹ کنٹرول طیارے ظاہر کیے جو کہ عربوں کے سام میزائل کے قریب ظاہر ہوتے سام میزائل انہیں خطرہ سمجھ کر ہٹ کر دیتے اور انہی ریموٹ کنٹرول طیاروں کے پیچھے نچلی پرواز کرتے ہوئے اسرائیلی طیارے سام بیٹریوں اور راڈاروں کا پتہ لگا کر ریڈار شکن
میزائل داغ دیتے جن سے عربوں کی فضائیہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا گیا۔

1985ء تک اسرائیلی فضائیہ کی پوزیشن بہت زیادہ حد تک بہتر ہو چکی تھی اس وقت ان کے پاس درج ذیل اہم فضائی اسلحہ یہ تھا۔

-40	- Mirage III Cj/BJ
163	- IAl Kfir CZ
140	- A - 4H/N
120	- F- 4E
39	- F- 15A/B
75	- F - 16 A/B
15	- F-15 C

یعنی کل لڑاکا طیاروں کی تعداد 1985ء تک 592 تھی اور اسی طرح سے اس کے پاس 215 مختلف نوعیت کے لڑاکا ہیلی کاپٹر شامل تھے" (29)

اسرائیل نے اپنی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اپنے دفاع کو مضبوط سے مضبوط تر بنا دیا ہے۔ جب کبھی بھی اسرائیل اور عربوں میں تصادم ہوا تو اس کے بعد مظلوم نہتے عرب اپنے زخموں پر مرہم لگانے میں مصروف ہوتے تو دوسری طرف اسرائیل اپنے تمام تر وسائل اور ذرائع اسلحہ کی خریداری پر صرف کر دیتا۔ یہی وجہ

ہے کہ اسرائیل کے قیام سے لے کر آج تک اسرائیلی ٹیکنالوجی عربوں سے بدرجہا بہتر ہے۔

(2) اسرائیلی آرمی (ISRAEL ARMY)

میدان جنگ میں آرمی (انفنٹری، آرٹلری، آرمڈ) کے اہم کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ہے آرمی کسی بھی دشمن کے بڑھتے ہوئے قدموں اور ارادوں کے سامنے ایک مضبوط دیوار کی طرح سے رکاوٹ ثابت ہوتی ہے۔ اور جغرافیائی سرحدوں میں ہونے والی کسی بھی جارحیت کا موثر جواب دیتی ہے۔

ڈیوڈ بن گوریان کہ جس نے اوائل میں اسرائیل فوج کی حکمت عملی کا تعین کیا تھا اس نے آرمی کے بارے میں کہا کہ

"آرمی کو ہر لحہ متحدہ عرب ممالک کے خلاف لڑنے کیلئے تیار رہنا چاہیے" (30)

جتنے بھی اسرائیلی حکمران گزرے ہیں انہوں نے اسرائیلی آرمی کو مضبوط دفاع فراہم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے ان کوششوں کی بدولت آج اسرائیلی آرمی دنیا کے جدید ترین ٹینکوں بہترین انفنٹری ، بریگیڈ اور شلینگ کیلئے بہترین (Guns) کے مالک ہیں۔

1985ء تک اسرائیلی آرمی میں

"33 آرمڈ بریگیڈ، 12 انفنٹری بریگیڈ 15 آرٹلری بریگیڈ، 3230 میڈیم ٹینک اور گولہ باری کرنے کیلئے بہترین مارٹر گنیں، ملٹی راکٹ سسٹم اور راکٹ لانچر شامل تھے" (31)

iii۔ اسرائیلی نیوی ISRAELI NAVY

اسرائیلی یہودیوں نے فضائی سرحدوں کی طرح سے سمندری حدود کو بھی عربوں کیلئے ناقابل تسخیر بنانا چاہا۔

1998ء میں اسرائیل نے جرمنی سے آبدوزیں لیں اسرائیلی آبدوزیں سمندر میں 3000 میل تک نگرانی کر سکتی ہیں اور ان آبدوزوں سے ایٹمی اور کروز میزائلوں کو داغا جا سکتا ہے۔ مئی 2000ء میں امریکی سائنسدانوں کی فیڈریشن نے اس بات کا انکشاف کیا کہ ان آبدوزوں سے 1500 کلومیٹر کی رینج تک ایٹمی میزائل داغے جا سکتے ہیں۔ امریکہ نے اس معاملہ میں اسرائیل کی پرزور حمایت کی ہے اور ان میزائلوں کو اسرائیلی بحری بیڑوں تک نصب کرنے کی معاونت بھی کی ہے۔ اسرائیل کا جرمنی سے 3 آبدوزیں خریدنا ایک خاص مقصد کے تحت تھا کہ وہ ان پر ایٹمی کروز میزائل نصب کر کے اپنی بحری سرحدوں کو ناقابل تسخیر بنالیں۔

اسرائیلی آبدوزیں بحیرہ روم میں گشت کے دوران لیبیا کے کسی بھی ٹارگٹ کو نشانہ بنا سکتی ہیں اس کے علاوہ بحیرہ ہند میں رہ کر وہ ایران اور ریاض کے بعض علاقوں کو بھی ٹارگٹ بنا سکتی ہیں۔

''1985ء تک اسرائیل کے پاس 3 سب میرین 26 فاسٹ اٹیک کرافٹ میزائل اور 32 کوسٹل پٹرول کشتیاں تھیں''۔ (32)

iv۔اسرائیلی کی ایٹمی تیاریاں:۔

اسرائیل ایک مسلمہ ایٹمی طاقت ہے وہ روایتی اسلحہ میں ہمہ پہلو خود کفیل اور غیر روایتی ایٹمی اسلحہ میں کسی سے بھی پیچھے نہیں ہے اسرائیلی حکومت میں جتنے بھی حکمران گزرے ہیں ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ اسرائیل کو دفاعی لحاظ سے نا قابل تسخیر بنا دیں تا کہ دشمن اس پر حملہ آور ہونے کی کوشش نہ کر سکے۔اسرائیل کو ایٹمی طاقت بنانے میں اسرائیلی وزیر اعظم ڈیوڈ بن گوریان جو وزیر دفاع بھی رہے ہیں۔اس نے اہم کردار سرانجام دیا ہے بن گوریان کا دور مشکلات کا دور تھا اس نے اپنی کتاب (Jeass of Challanges) میں ایٹمی توانائی کے بارے میں کہا ہے کہ البرٹ آئن سٹائن کی مادے اور توانائی کی شناخت کی انقلابی دریافت اور ایٹم کی پیچیدہ ساخت کے انکشاف کی تحقیق نے نسل انسانی کیلئے توانائی کا لامحدود خزانہ فراہم کر دیا ہے اس حیرت انگیز کامیابی پر صرف بڑی طاقتوں کو حق نہیں ہے۔ایٹمی تحقیق کیلئے دنیا بھر کے سائنسدانوں کا باہمی تعاون ہماری نسل کیلئے اچھا شگون ہے اسرائیل کے سائنسدانوں کیلئے وہ
سب کچھ کرنا ناممکن نہیں ہے۔جو آئن سٹائن اوپن ہائمر اور ٹیلر نے امریکہ کیلئے کیا تھا۔(33)

اسرائیل کو دفاع کے لحاظ سے مضبوط کرنا اسرائیلی حکمرانوں کا اولین مقصد تھا کیونکہ یہ ان کی ناگزیر ضرورت تھی ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ اسرائیل کی سرحدوں کو عربوں کیلئے نا قابل تسخیر بنا دیا جائے آنے والی نسل کو بھی انہوں نے اسی چیز کا درس دیا ہے۔ 1967ء کی چھ روزہ جنگ کے بعد جنرل ایریل شیرون نے کیا تھا۔

" I am much afraid of that by the time of next war, we are all going to be too old and the next generation will have to take care it, because we have not completed everything in such a way that the enemy is not going to be able to right for many many years to come." (34)

میں بہت زیادہ خائف ہوں کہ اگلی جنگ میں جب ہم بہت بوڑھے ہو جائیں گے تو نئی نسل کو بہت زیادہ احتیاط کرنا ہوگی کیونکہ ہم وہ سب کچھ نہیں کر سکے کہ دشمن سالہا سال تک ہم سے لڑنے کے قابل نہ رہتا''۔

1986ء میں پہلی مرتبہ انکشاف ہوا کہ اسرائیل کے پاس 100 ایٹم بم ہیں یہ انکشاف ایک اسرائیلی ٹیکنیشن مورڈی چھائی وانونو (Morde Caai Vanunu) نے کیا وانونو نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسرائیل افزودہ یورنیم کی کافی مقدار حاصل کر چکا ہے۔ ان ایٹم بموں کو ہدف پر گرانے کیلئے میزائل سسٹم پر کام شروع ہے۔ اکتوبر 1986ء میں لندن کے سنڈے ٹائم میں شائع ہونے والی اس خصوصی رپورٹ میں اسرائیلی ٹیکنیشن نے تصاویر تک فراہم کی ہیں وانونو نے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ اسرائیل نے پلوٹونیم کو حاصل کر کے اسے ایٹمی ہتھیار بنانے میں استعمال کیا ہے۔ اس کے علاوہ اسرائیل نے ہائیڈروجن بم بھی بنا لیا ہے جو ایٹم بم سے کئی گنا طاقتور ہے جو نیوکلیئر فیوژن (عمل پگھلاؤ) کے طور پر کام کرتا ہے ساتھ ساتھ اسرائیل نے ٹرائی ٹیم (Tritium) بھی بنالی ہے جو عمل پگھلاؤ کو تیز کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

اسرائیل نے 1948ء میں اپنے قیام کے فوراً بعد ہی نیوکلیائی ہتھیار حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دی تھی۔ 1952ء میں اسرائیل اٹامک انرجی کمیشن قائم کیا گیا فرانس نے اسرائیل سے ایک خفیہ معاہدہ کیا جس کے تحت اس نے اسرائیل کو ایٹمی ہتھیار بنانے میں مدد فراہم کی 1953ء میں معاہدہ کی رو سے ڈائی مونا کے مقام پر اسرائیلی ایٹمی ری ایکٹر نصب کیا گیا۔

1955ء میں امریکہ نے بھی اپنے مفادات کے تحفظ کیلئے اس صیہونی ریاست سے اپنا ایٹمی تعاون شروع کر دیا تھا۔

"پنسلوانیا میں اپالو کے مقام پر ایک چھوٹا سا فیول فیریکسٹن پلانٹ نصب ہے۔ یہ نیوکلیئر میٹریلیز ایک (Equipment) کارپوریشن کے نام سے موسوم ہے اس پلانٹ کا بانی ڈاکٹر زلمانی شپیرو ایک معروف شخصیت ہے جس کا بچپن اور جوانی صیہونیت (Zionism) کے لیے کام کرتے ہوئے گزرا ہے۔ صیہونی تنظیموں میں اس کا نام عزت واحترام سے لیا جاتا ہے۔" (35)

ایک اسرائیل سائنسدان ہونے کی حیثیت سے اس نے دولت علم و آلات سے اسرائیل کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کافی پیش رفت فراہم کی اس کے امریکہ میں کافی روابط تھے۔ اس نے (NUMEC) نیوکلیئر میٹریلز ایکوپمنٹ کارپوریشن Nuclear Materials equipment corpocation اور امریکہ کے اٹامک انرجی کمیشن کی اجازت سے ہتھیاروں میں استعمال ہونے والا پلوٹونیم اور اعلیٰ درجہ کے افزودہ یورنیم کے معاملات طے کروائے۔ پال فنڈ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب (Delibrate Deception) جس

کا اردو ترجمہ ''اسرائیل کی دیدہ ودانستہ فریب کاریوں'' کے نام سے شائع ہوا ہے اس نے کہا ہے کہ

''اسرائیل کا جوہری ہتھیار بنانے کا پروگرام اتنا ہی پرانا ہے۔ جتنی اسرائیلی ریاست اس کا پہلا سرپرست فرانس تھا جس نے 1950ء کے اواخر اور 1960ء کی اوائل کی دہائیوں میں صحرائے نجف میں ڈیمونا (Dimona) کے مقام پر خفیہ جوہری کارخانہ بنانے میں اسرائیل کی مدد کی اور اسرائیلی اہلکاروں نے کبھی بھی اس کو تسلیم نہیں کیا کہ ان کے پاس جوہری ہتھیار رہیں''۔ (36)

1957ء میں اسرائیل نے فرنچ اٹامک کمیشن سے دوسرا معاہدہ کیا۔ فرانسیسی حکومت نے منظوری دی کہ اسرائیل ایک فرانسیسی فرم سینٹ گوبین ٹیکنک نویلی سے ایٹمی ری ایکٹر نصب کرائے گا اس تعاون کے بعد فرانس نے نیوکلیئر میزائل کی تیاری میں اسرائیل سے معاونت کی۔

امریکی خفیہ اداروں نے 1958ء میں ڈائی مونا پلانٹ جو کہ فرانس کی اٹامک انرجی کمیشن کی مدد سے نصب کیا گیا تھا۔ اس کی نشاندہی کی لیکن اس وقت یہ پلانٹ بطور نیوکلیئر پلانٹ ظاہر نہ ہوا بلکہ ٹھیک دو سال بعد انکشاف ہوا کہ جب اسرائیل نے خود اس بات کا اعتراف کیا کہ انہوں نے ڈائی مونا میں پر امن نیوکلیئر ریسرچ سنٹر (Nuclear Research Center) تعمیر کرلیا ہے۔

ایک رپورٹ کے مطابق 1968ء میں اسرائیل کے پاس ایٹم بم موجود تھا اس بات کا انکشاف شائم ہر زگ نے اپنی کتاب ''جنگ کفارہ'' میں بھی کیا کہ جب اسرائیل مکمل طور پر عربوں کے نرغے میں آچکا تھا تو وزیر اعظم گولڈا میئر نے عربوں پر ایٹم بم گرانے کا ارادہ کر دیا تھا۔

"By 1981 Israeli Scientist and engineers had been manufacturing nuclear bombs for 13 years at a remote site known as Dimona." (37)

''1981ء سے قبل کے 13 سال میں اسرائیلی سائنسدان اور انجینئرز ایک دور دراز مقام ڈیمونا میں ایٹم بم بنا رہے تھے۔''

دوسرا 1968ء میں امریکہ کی CIA کے ڈپٹی ڈائریکٹر ڈوکیٹ نے 550 صفحات پر مشتمل ایک رپورٹ CIA کے ڈائریکٹر رچرڈ ہیمز کے سپرد کی تھی جس نے اس رپورٹ کو امریکی صدر جانسن کے حوالے کر دی مگر صدر نے اس رپورٹ کو آؤٹ کرنے سے منع کر دیا بلکہ اسے ہدایت کی گئی کہ وہ اس رپورٹ کو وزیر دفاع اور وزیر خارجہ کے سامنے لانے سے بھی گریز کرے'' (38)

اس رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح سے امریکی حکمران اسرائیل کی حمایت کرتے آئے ہیں اور اس

کے ایٹمی پروگرام سے مکمل چشم پوشی اختیار کر رکھی ہے واضح شواہد مطابق تو اسرائیل کو ایٹمی قوت بنانے میں فرانس کا ہاتھ ہے مگر امریکہ نے بھی خفیہ طور پر اسرائیل کے ایٹمی پروگرام میں معاونت کی ہے۔

"22 ستمبر 1979ء میں امریکی سٹیلائٹ نے فضا سے تصویریں لیں جن میں اسرائیل کی طرف سے جنوبی افریقہ کے بحیرہ ہند میں چھوٹی لیول کے 3 ایٹم بموں کے تجربہ کی تصاویر بنائی گئیں لیکن اسرائیل کی پرزور مداخلت کی بدولت ان حقائق کو پس پردہ کر دیا گیا صرف اتنا معلوم ہوسکا کہ واقعی چھوٹے لیول پر 3 ایٹم بموں کا تجربہ کیا گیا تھا۔ Seymour M. Hersh لکھتا ہے کہ

"Just before down on the stormy morning of sep.22, 1979, the clouds cover the south mian ocean, suddenly broke and an american Satellite was able to record two distinctive bright fleashes of light with in a fraction of a second. Probable evidence of a muclear explosion. It was subsequently determined that a nuclear explosion had taken place." (39)

"22 ستمبر 1979ء میں ایک طوفانی صبح کے طلوع سحر سے قبل بادلوں نے جنوبی بحرِ ہند کو ڈھانپ دیا اچانک دھماکہ ہوا اور امریکی سیٹلائٹ سیاروں نے چند سیکنڈ میں دو خاص قسم کے مخصوص روشنی کے شعلوں کو ریکارڈ کیا غالباً یہ ایٹمی دھماکہ کے شواہد تھے بعد میں یہ حقائق منظر عام پر آئے کہ یہ ایٹمی دھماکے تھے۔"

اس وقت اسرائیل کے پاس دو ایٹمی ری ایکٹر ہیں نحل سورق کاری ایکٹر جو اسے امریکہ نے فراہم کیا ہے اس میں 7% افزودہ یورنیم بطور ایندھن استعمال ہوتا ہے اس کی پیداواری صلاحیت 11 میگا واٹ ہے۔ دوسرا ری ایکٹر ڈی مونا کے مقام پر ہے اس کی پیداواری صلاحیت 70 میگا واٹ ہے یہ سالانہ 25 کلوگرام پلوٹونیم تیار کر سکتا ہے جس سے تین ایٹم بم بنائے جاسکتے ہیں اس کے علاوہ اسرائیل کے پاس یورنیم کو افزودہ کرنے کیلئے لیزر ٹیکنالوجی اور ری پراسسنگ پلانٹ اور ہیوی واٹر پلانٹ بھی موجود ہے جو اس کی ضروریات کو کافی حد تک پورا کرتے ہیں۔

v۔ میزائل سسٹم (Missile System)

اسرائیل نے میزائل سسٹم میں بھی کافی پیش رفت کی ہے۔

In september 1988, Israel launched its Ist satellite into orbit bringing it a huge step closer to international missile and a setellite intellegence capabitlity." (40)

ستمبر 1988ء میں اسرائیل نے اپنا پہلا خلائی سیارہ خلا میں بھیجا جس نے اسے بین الاقوامی میزائل نظام اور خلائی

جاسوسی کی صلاحیتوں میں قریب تر کردیا۔

اسرائیل کے پاس اس وقت بلاسٹک میزائل کروز میزائل کی ایک بہترین صنعت (Industry) موجود ہے فرانس کی مدد سے 1960ء میں اسرائیل میں ''جریکو'' نامی میزائل پر کام شروع ہوا۔ 1973ء میں جریکو۔ اپر کام مکمل ہوا یہ میزائل شارٹ رینج (Short Range) کم فاصلہ تک مار کرنے والا میزائل تھا۔ 500 کلومیٹر تک اپنے ہدف کونشانہ (Hit) کرسکتا تھا۔ یہ میزائل نیوکلیئر وار ہیڈ کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد 1990ء میں درمیانی فاصلہ تک مار کرنے والے جریکو II کو اسرائیلی فورس کے حوالے کیا گیا یہ میزائل 1500 کلومیٹر تک مار کرسکتا ہے اور 1000 کلوگرام وزن کر لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

امریکہ اور اسرائیل کے درمیان 1988ء میں ہونے والے معاہدہ کی رو سے امریکہ نے اسرائیل کو پیٹریاٹ میزائل شکن نظام فراہم کیا اس جدید

دفاعی نظام کے ذریعے مخالف کی طرف سے داغے جانے والے میزائل کو فضا میں ہی نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔

''اسرائیل کے نیوکلیائی میزائل جریکو I اور جریکو II شام کے کسی علاقے پورے عراق اور ایران کے کچھ حصوں بشمول تہران تک اپنے ٹارگٹ کونشانہ بنا سکتے ہیں آدھے سے زیادہ سعودی عرب مصر اور اردن مکمل طور پر اور لیبیا کے چند علاقے اس کی پہنچ میں جریکو III میزائل جو تیاری کے مراحل میں ہے تو پھر اسرائیل کے میزائل پاکستان کے دور دراز علاقوں بھارت کے علاقے چین اور وسطی ایشیاء کی ریاستوں پورے یورپ اور براعظم افریقہ کے زیادہ تر ممالک کونشانہ بنا سکتے ہیں۔'' (41)

Sr No	Missile	Range	Playload	Deployed
1	Lance	130 Km	450 Kg	1975ء
2	Jericho-1	500 Km	500 Kg	1970ء
3	Jericho-2	1500 Km	1000 Kg	1990ء
4	Jericho-3	4500-4800Km	1000 Kg	2002ء

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبہ میں یہودیوں نے انتہائی ترقی کی ہے اور اپنی تمام تر توانائیاں سائنسی علوم کے حصول کیلئے صرف کردی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج اسرائیل کے پاس جدید سے جدید ترین اسلحہ ہے وہ ایک مسلمہ ایٹمی قوت ہے۔ اس کی آرمی، ایئر فورس، اور نیوی ہمہ وقت جدید اسلحہ سے لیس کسی بھی متوقع

جارحیت کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار بیٹھی ہے۔ وہ وقت دور نہیں کہ جب جنگیں میدان جنگ کی بجائے ایک کمرہ میں سکرین کے سامنے بیٹھے بٹن دبا کر لڑی جائیں گی یہی وجہ ہے کہ اسرائیل نے اپنے میزائل سسٹم کو جدید خطوط پر استوار کر رکھا ہے اس کے میزائل دنیا کے بیشتر ممالک تک اپنے ٹارگٹ کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔

Jericho Missile Ranges
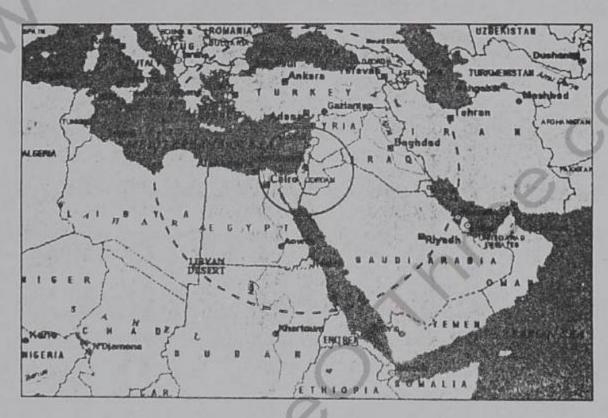
Jericho-1 ________ 500 km
Jericho-2 - - - - - - - - 1500 km

6۔ دنیا پر حکمرانی کے صیہونی عزائم

حضرت داوٴدؑ کے زمانے میں بنی اسرائیل کو بے پناہ فتح حاصل ہوئی اس عرصہ میں بنی اسرائیل تمام فلسطین پر قابض ہو جاتے ہیں۔ حضرت داوٴدؑ نے ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد رکھی 33 سالہ دورِ حکومت میں حضرت داوٴدؑ نے بنی اسرائیل جو قبائلی عصبیت کا شکار تھے ان کو ایک قوم بنایا اس عرصہ میں انہوں نے شام عراق فلسطنین اور مشرقی اردن کے تمام علاقوں پر ان کا حکم نافذ تھا۔ ایلہ سے فرات تک کے تمام علاقوں اور دمشق کے تمام علاقے ان کے زیرِ نگیں تھے۔

حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد سلطنت بنی اسرائیل تقسیم ہوگئی سلطنتِ داوٴدؑ کو بنی اسرائیل کے 12 سبطوں نے آپس میں بانٹ لیا اس کے بعد اس انتشار اور ان یہود کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے 721 ق م میں اسیریا والوں نے ان پر حملہ کر دیا جب ایل کلدانیہ میں بخت نصر کا اقبال چمکا تو وہ ایک عظیم لشکر کے ہمراہ بیت المقدس پر حملہ آور ہوا اور بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اسرائیلیوں نے ایک لمبا عرصہ جلا وطنی میں گزارا 331 ق م میں مقدونیہ کا 20 سالہ نوجوان سکندرِ اعظم دنیا کو فتح کرنے کا خواب لے کر اٹھا بیت المقدس کو فتح کرنے کے بعد ایک لاکھ اسرائیلیوں کو سکندریہ لے گیا۔

اس کے بعد 168 ق م میں شاہِ انطیوکس نے یروشلم پر حملہ کیا۔ یہودیوں کو بے دریغ قتل کیا گیا اور بیت المقدس سے یہودی جلاوطن کر دیئے گئے۔

اس کے بعد رومی لشکر اٹھا فلسطین کو فتح کرنے کے بعد رومی ایک لمبے عرصہ تک حکومت کرتے رہے اور فلسطین کو انہوں نے نیم سیاسی خود مختاری دے رکھی تھی۔

اپنی سازشوں بداعمالیوں اور مکاریوں کی بدولت یہودی بارہا اقوام عالم کے حملوں کا نشانہ بنے بارہا جلا وطن کیے گئے دنیا کے کونے کونے میں جا کر آباد ہوئے وہ دنیا میں جدھر بھی گئے اور جس حال میں بھی رہے اور اپنے عقائد اور تہذیب کے ساتھ شدت سے چمٹے رہے ان کے ذہنوں کے اندر ایک ہی خیال آتا رہا کہ وہ خدا کے

برگزیدہ و چیندہ لوگ ہیں وہ خدا کی محبوب قوم ہیں جنہیں اللہ نے دنیا پر حکمرانی کیلئے بھیجا ہے کیونکہ ''بنی اسرائیل'' کو یہوا نے تمام اقوام عالم سے برگزیدہ ٹھہرایا ہے''۔

عظمت کے اس احساس کو لیے انہوں اہل بابل بخت نصر اور اسیریا والوں کے عذابوں کے دریا کو پھاندا۔ یہود نے جو ہولناک مصائب دیکھے ان کی بدولت ان کے فکر و نظر میں بڑی تبدیلیاں آئیں اب وہ کنوئیں کے مینڈک نہ رہے غلامی در غلامی کی صعوبتوں نے انہیں سوچنے پر مجبور کر دیا۔

یہودی اکابرین ایک بند کمرے میں سر جوڑے بیٹھ گئے کہ وہ کس طرح سے اپنی جلا وطنی کی زندگی کو ختم کر کے سلطنت داؤدؑ کو بحال کر سکتے ہیں وہ کس طرح سے اقوام عالم سے اپنی زیادتیوں کا بدلہ لینے کے قابل ہوسکیں گے چنانچہ ان اکابرین کے ذہین اور مکار ذہنوں نے خفیہ دستاویزات مرتب کی کہ جس میں دنیا کی معشیت معاشرت اور سیاست پر قبضہ کر سکتے ہیں صیہونی دستاویزات کے منظر عام پر آنے کے بعد ان کے گھناؤنے عزائم سامنے آئے۔

یہودی دانشور در بدر کی ٹھوکریں کھا کر زندگی کے راز کو اس زاویہ نگاہ سے سمجھنے میں کامیاب ہو گئے کہ جب قوموں کے اخلاق و کردار پست ہو جائیں تو جرات و ہمت ان سے چھن جاتی ہے ان کے افراد کے اندر مقابلہ کی ہمت نہیں رہتی انہوں نے اقوام عالم کے ہر خاص و عام کو اس کا ہدف بنایا۔ یہود دنیا کی معاشرت پر اس طرح سے اثر انداز ہوئے کہ ان کے معاشرتی اور اخلاقی اقدار کو زوال پذیر کر کے جنسی بے راہ روی اور دوسری معاشرتی برائیوں کو فروغ دیکر ان کے معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا اس مقصد کیلئے انہوں نے میڈیا کو استعمال کیا اور قابل اعتراض لٹریچر کو متعارف کرایا۔

یہودی اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ اگر وہ مجتمع نہ ہوئے تو کبھی بھی اپنے مقاصد کو حاصل نہیں کر سکیں گے چنانچہ انہوں نے دنیا کے تمام یہودیوں کو منظم کرنا چاہیے اس مقصد کیلئے انہوں نے نفسیاتی وار کیے دنیا کے اندر موجود تمام یہودیوں کو ان کی عظمت کا سبق یاد دلایا کہ (We are chosen people of God) اور یہوا نے ہمیں تمام اقوام عالم سے برگزیدہ ٹھہرایا ہے آج اغیار نے سلطنت داودؑ پر قبضہ کر رکھا ہے دنیا کی بزرگ و برتر قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ دنیا پر حکمرانی کریں یہود کو ارضِ موعود میں آنے کیلئے اپنا سب کچھ قربان کرنا ہوگا چنانچہ ارض موعود کے نعرہ پر یہودیوں کو منظم کیا گیا اور اس وقت یہود دنیا کے منظم ترین قوم ہے جس نے دنیا پر چھا جانے کیلئے دولت اور صحافت جیسے 2 زبردست ذرائع سے کام لیا مصباح الاسلام فاروقی لکھتے ہیں کہ

"My studies and probe reveal that the most organized, the most dangerous and the most potent force in the world politics today are jews" (42)

میرا مطالعہ اور میری جستجو اس نتیجہ پر پہنچی کہ آج دنیا کی سیاست میں سب سے زیادہ منظم خطرناک اور سب سے زیادہ طاقتور یہود ہیں۔

دنیا پر حکمرانی کیلئے صیہونی لائحہ عمل یہ رہا ہے کہ عالمی تجارت پر یہود کی مکمل اجارہ داری ہو چنانچہ اس کیلئے انہوں نے سب سے پہلے امریکہ اور برطانیہ کی معیشت کو اپنے ہاتھ میں لیا اس سلسلہ میں راتھس چائلڈ نے اہم کردار ادا کیا اس کی حکمت عملی کا یہ کمال تھا کہ اس دور کے 5 اہم ملکوں کے اندر اس نے اپنے بنک قائم کر لیے ان میں ہر ایک کو جو جس ملک میں قائم تھا اسے مرکزی بنک کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا وہ اس ملک کی معیشت پر مکمل حاوی ہو جاتا وہ حکومت کو آسان شرائط پر قرضے فراہم کرتا اور حتیٰ الامکان اس بات کی بھی کوشش کی جاتی کہ وہ ملک جنگ اور امن دونوں حالتوں میں ان کا غلام بنا رہے راتھس چائلڈ ان بنکوں کی وجہ سے پوری دنیا کی معیشت پر اثر انداز ہوا۔

خدا کی مغضوب قوم یہود نے تسخیر عالم کے خواب کی جو منصوبہ بندی کی تھی اس میں معاشی اجارہ داری کو اہم نکتہ شمار کیا گیا تھا کیونکہ یہودی اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ معیشت ملک کی خوشحالی اور مضبوط دفاع میں اہم کردار ادا کرتی ہے چنانچہ معیشت کو اپنے کنٹرول میں کیا جائے تا کہ کوئی ملک نہ تو ترقی کر سکے اور نہ ہی مضبوط دفاع حاصل کر سکے اور وہ ملک معاشی غلامی کے اندر رہتے ہوئے ان کے جائز اور ناجائز مطالبات کو پورا کرتا رہے۔

یہود کی اس منصوبہ بندی کی وجہ سے آج امریکہ برطانیہ اور فرانس ان کے ہاتھوں کی کٹھ پتلیاں بنے ہوئے ہیں۔

دنیا کی معاشی زنجیروں میں جکڑنے کیلئے یہود نے IMF اور ورلڈ بنک کو وجود میں لایا IMF کا ہیڈ کوارٹر واشنگٹن میں ہے تو اس کے بالمقابل دوسری طرف ورلڈ بنک کا دفتر ہے دونوں بنکوں کے پیچھے سرمایہ دار یہود بیٹھے ہوئے ہیں ایک بنک قرض فراہم کرتا ہے تو دوسرا قرض کا سود ادا کرنے کی خاطر سود پر قرض فراہم کرتا ہے۔ پوری دنیا کا اقتصادی نظام ورلڈ بنک اور IMF کے چند بنکروں کے ہاتھ میں ہے۔

دنیا کی سیاست پر قابو پانے کیلئے یہود نے ایک طویل المعیاد منصوبہ بندی کی کہ مختلف ممالک خصوصاً مسلم ممالک میں اپنی خفیہ تنظیم فری میسنری کو موثر بنایا دنیا کی سیاست میں اپنی مرضی کے حکمران متعین کرنے کیلئے فری میسنری کے پردوں کے پیچھے خفیہ سازشیں تیار کی گئیں۔ٹمپلوں کے پردوں کے پیچھے بیٹھے ذہین یہودی اس ملک کے سیاسی مفکرین کو اپنے دامِ فریب میں پھنسانے کیلئے مستعد بیٹھے ہوئے ہیں وہ کسی بھی حکومت کے خلاف

اندرون ملک چلنے والی مخالف تحریک کی بھرپور اعانت کرتے ہیں اور پھر حکومت کا تختہ الٹ کر اپنے ایجنٹوں کو اس پر فائز کر دیتے ہیں اور پھر ان سے اپنی مرضی کے فیصلے صادر کرواتے ہیں اس سلسلہ میں ترکی اور کئی دوسرے ممالک کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

یہود نے دنیا پر قبضہ کرنے کیلئے 3 عالمی جنگوں اور 3 عالمی انقلابات کی منصوبہ بندی کی تھی یہود نے سوچا کہ سائنس کو اتنی ترقی دی جائے کہ میدان جنگ میں جانے کی نوبت ہی نہ آئے اور ہر فریق دوسرے کو ایک کمرے میں بیٹھے بٹن دبا کر آگ و بارود کا نشانہ بنائیں اس طرح سے قوموں نے صدیوں سے محیط جو مظالم روا رکھے ان کا بنی نوع انسان سے ہی بدلہ لیا جائے۔

In order to achieve their goal of world domination, They would have to instigate a series of world wars." (43)

''تسخیر کائنات کے منصوبہ کے حصول کیلئے یہودیوں نے عالمی جنگوں کو برانگیخت کرنے کیلئے مراحل طے کیے۔''

پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں لاکھوں انسان لقمہ اجل بنے اور ان کی منصوبہ بندی کے پیچھے یہودی ذہن کارفرما تھے جن کا اصل مقصد اپنے عزائم اور مقاصد کی راہ میں آنے والی قوتوں اور طاقتوں کا ختم کرنا تھا۔

صیہونیوں نے دنیا پر تسلط حاصل کرنے کیلئے کرہ ارض کے کروڑوں انسانوں کو زندہ لاش بنا کر تلخ ایام گزارنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جنگ ایک خونی کھیل ہے مگر یہود اپنے مقاصد کی تکمیل میں اسے معمولی چیز سمجھتے ہیں چنانچہ گولہ و بارود کی فیکٹریاں قائم کر کے دنیا کو تباہی کی طرف دھکیل دیا گیا اور پھر دنیا کی تباہی کا خاموشی سے نظارہ کرتے رہے اور جب دنیا شکست و ریخت سے تھک کر بیٹھی تو یہ یہود تعمیر نو کا نعرہ لے کر اٹھے اور امن کے دعویدار اور انسانیت کے غم خوار بن بیٹھے۔

تیسری عالمی جنگ یہودیوں کے تسلط کا ایک اہم مرحلہ ہے جس کیلئے یہودیوں نے اپنی مکمل کوششیں صرف کی ہوئی ہیں ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی تباہی نے تیسری عالمگیر جنگ کا آغاز کر دیا ہے ورلڈ ٹریڈ سنٹر افغانستان اور عراق سے اٹھنے والے شعلے کسی بھی لمحہ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتے ہیں۔

جنوری 1952ء میں ہنگری کے دارالحکومت بڈاپسٹ میں یہودی ربی جمع ہوئے جس میں یہودی خام ایمانوئیل رابیٹو نے ایک پالیسی ساز خطاب کیا اس کا بیان انگریزی سے عربی میں منتقل ہو کر ''احجار علی رقعۃ الشطرنج'' شطرنج کے مہرے کے نام سے 1970ء میں بیروت میں چھپا یہودی ربی نے کہا
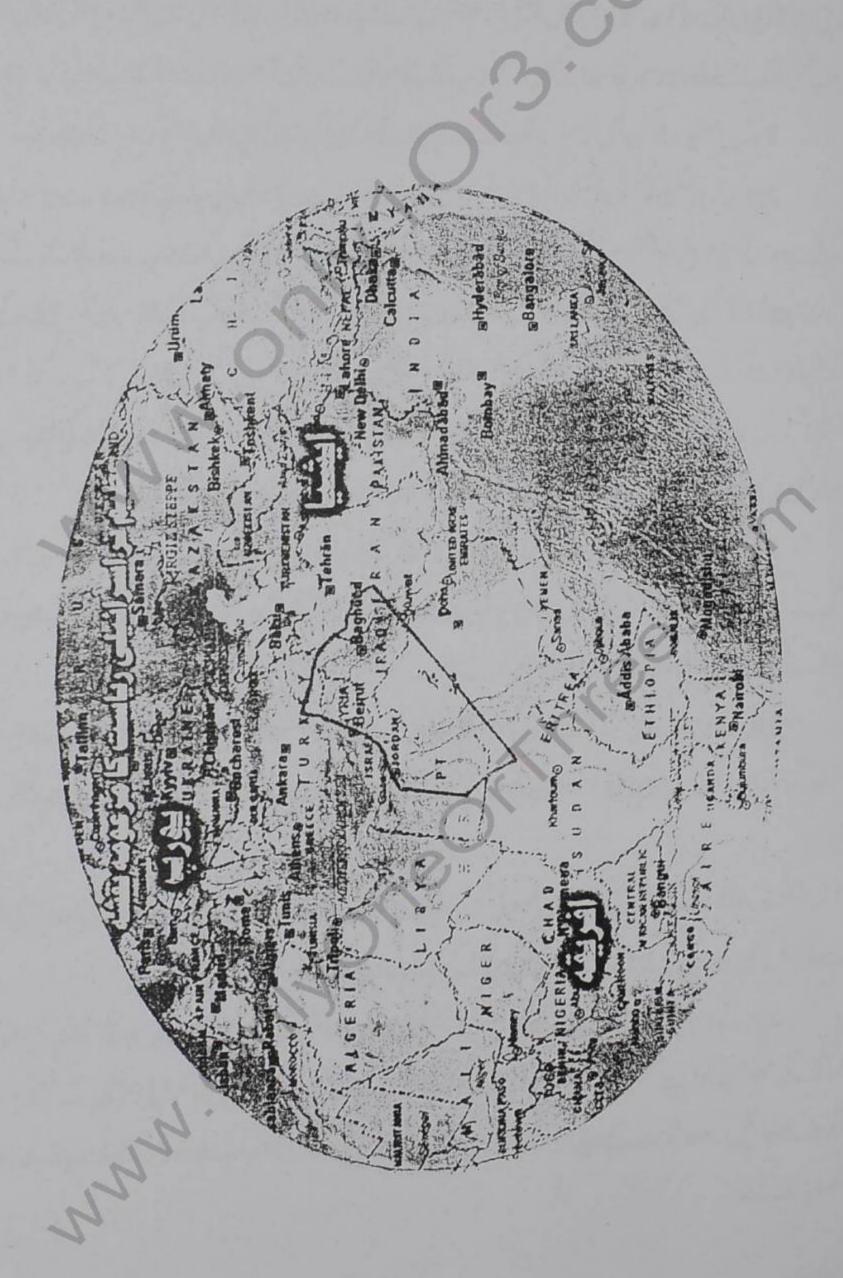
''ہم جس منصوبے کو آگے لے کر چل رہے ہیں اس میں ہمارا آخری اور اہم ترین ہدف یہ ہوگا کہ تیسری عالمگیر جنگ شروع کرانے کیلئے حالات کی رفتار تیز کر دیں ہماری کوشش اور توقع یہی ہے کہ اگر یہ جنگ چھڑ گئی تو اپنی تباہ کاریوں اور ہلاکت خیزیوں میں پچھلی تمام جنگوں سے زیادہ ہولناک ہوگی اس میں ہم اسرائیل کو اس وقت تک عملی جنگ سے دور اور غیر جانبدار رکھیں گے جب تک کامیابی کے روشن آثار ہمارے سامنے نہ ہوں''۔ (44)

مذہب وعقیدہ جو کسی بھی قوم اور ملک کے رہنے والے لوگوں کی زندگیوں میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

یہود نے ہر ممکن کوشش کی کہ اقوام عالم کو ان کے مذہب سے بیگانہ کر دیا جائے مذہب سے بیزار کرنے کیلئے یہود نے ہیومنزم، ریشنلزم، سیکولرازم اور ماڈرن ازم کی تحریکیوں کو جنم دیا لوگوں کو مذہب سے بیگانہ کرنے کیلئے ''انسانیت نواز آئین'' بنایا لوگوں کے ذہنوں کے اندر یہ بات ڈالی گئی ہم لوگ مذہب کے غلام بن کر اپنی زندگیوں کو مقید ومحدود کر رہے ہیں جبکہ ہم عقل وخرد کی خود مختاری پر یقین رکھتے ہیں ہم پیدائش پر پابندی کا حق رکھتے ہیں ہم اسقاط حمل کی عام اجازت کی تائید کرتے ہیں۔ جنسی تعلقات پر پابندیاں اٹھائی جائیں طلاق وعلیحدگی افراد کی منشا اور مرضی پر چھوڑ دینی چاہیے ان تمام اقدامات کا مقصد افراد کو عقیدہ اور مذہب سے دور کرنا تھا۔

یہودیوں نے یہ تمام کاروائیاں عالمی صیہونی تسلط کیلئے جاری رکھی ہوئی ہیں۔ جہاں وہ بلاواسطہ کاروائی کرنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہاں پر شہرت ودولت کے بھوکے لوگوں کو اپنا آلہ کار بناتے ہیں ان کو مالی لحاظ سے مکمل تعاون (Support) فراہم کرتے ہیں۔

یہود نے دنیا پر عالمی تسلط کیلئے ہر جائز اور ناجائز طریقہ کار کو استعمال کیا ہے ان کی ان تمام کاروائیوں کا مقصد عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کے ذریعے سے عالمی صیہونی تسلط کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنا تھا۔

تاکہ سلطنتِ داؤدؑ کو بحال کر کے اس میں صیہونی ریاست کی تشکیل کی جائے۔ اس ریاست کو معاشی اور دفاعی لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا جائے تاکہ کوئی دشمن ان پر حملہ کی جرات نہ کر سکے۔

یہود نے دنیا پر تسلط قائم کرنے کیلئے سیاست، معیشت اور معاشرت ان تین شعبہ حیات کا انتخاب کیا تھا کہ ممالک کی معیشت کو اپنے کنٹرول میں کیا جائے سیاست میں اپنے مرضی کے حکمران لا کر اپنی مرضی کے فیصلے صادر کروائے جائیں۔ معاشرت کے میدان میں لوگوں کو ان کی معاشرتی ومذہبی اقدار سے دور کر کے مذہب سے بیگانہ کر دیا جائے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ وہ ملک جو سیاسی زوال کا شکار ہو جس ملک کی معیشت دوسرے کے رحم وکرم پر ہو جس کے ملک کے رہنے والے اخلاق سے عاری ہو کر جانوروں کی زندگی بسر کر رہے ہوں تو کون ان کی غلامی سے انکار کر سکتا ہے۔

دنیا پر تسلط حاصل کرنے کا صیہونی منصوبہ جو آج سے صدیوں پہلے بنایا گیا تھا کامیابی کے ساتھ اپنے مراحل کو طے کر رہا ہے۔ یہود نے ارض فلسطین میں ایک صیہونی ریاست تشکیل دے دی ہے اور اس ریاست کی جغرافیائی ونظریاتی سرحدوں کو مضبوط سے مضبوط تر بنالیا ہے اسرائیل کی جانب سے دنیا بھر کا امن تباہ کرنے کی کاروائیاں ڈھکی چھپی نہیں ہیں وہ آئے روز فلسطین کی سرحدوں کو پامال کرتا ہے۔ اور علی الاعلان اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ صیہونی ریاست کے مفادات کے تحفظ کیلئے وہ اپنے راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو کسی بھی طریقہ سے دور کر سکتا ہے چاہے بنی نوع انسان کو اس کی کوئی قیمت ہی کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔

7۔ صیہونی چیلنجز اور عالمِ اسلام:۔

یہودیت نے دوسرے مذاہب کے عقائد ونظریات سے ٹکرانے کا ذمہ اٹھا رکھا ہے اور ان میں اسلام اس کا خصوصی ہدف ہے یہودیت نے اسلام کے مقابلے میں غیر جذباتی منصوبہ بندی کر کے مختلف محاذوں پر پیش رفت کی ہے اور بیک وقت مختلف تحریکوں تنظیموں اور سازشوں کے ذریعے سے ان کی معیشت معاشرت سیاست دفاع ور مذہبی اقدار وتعلیمات پر حملے کیے ہیں۔

عصرِ حاضر میں صیہونیت نے عالم اسلام کے خلاف برق رفتاری سے کام شروع کیا ہوا ہے یہودیوں نے اس جنگ میں تمام تر عسکری اقتصادی اجتماعی انفرادی اور ابلاغی وسائل کو جھونک دیا ہے امت مسلمہ کو اس کے اپنے دین سے برگشتہ کرنے کیلئے ترغیب وترھیب کے سارے انداز اپنائے جارہے ہیں۔ اسلامی غیرت وحمیت کو دہشت گردی اور انتہا پسندی کا لبادہ اوڑھا دیا گیا ہے۔ بنیاد پرستی کے طعنوں کی یلغار کے ذریعے اسے نا قابل ترمیم وتنسیخ قوانین الٰہی کی حتمیت وقطعیت سے انکار کا درس دینے کی کوشش کی جاری ہے شخص آزادی اور حقوق نسواں کے نام پر اسلام کے عائلی نظام اور مسلم معاشروں کی یکجہتی کو تہہ وبالا کیا جارہا ہے جنسی آزادی کے تصور کو راسخ کرتے ہوئے اباحیت کو مسلم معاشروں میں راسخ کرنے کی کوشش جاری وساری ہے مسلم معاشروں میں بہبود آبادی کی آڑ میں نظامِ عزت وعصمت کو تار تار کیا جارہا ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیاں اسلامی معاشرے میں سرمایہ کو لوٹنے کے ساتھ ساتھ تشہیر کے ذریعے فحاشی وعریانی کو فروغ دے رہی ہیں NGOs فلاحی کاموں کی آڑ میں معاشرے کو سیکولر بنانے پر تلی ہوئی ہیں اور سب سے اہم مسئلہ جس کا آج مسلم ممالک کو سامنا ہے کہ دہشت گردی کی آڑ میں ان کو جارحیت کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ یہود نے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو علمی افلاس، ذہنی غلامی اور ثقافتی محکومی میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ اب سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ان کے محتاج ہیں۔

اس وقت دنیا میں تقریباً 56 آزاد اسلامی ممالک ہیں کہ جو کہ مراکش سے انڈونیشیا تک پھیلے ہوئے ہیں ان کی آبادی 1 ارب اور 60 کروڑ کے لگ بھگ ہے یہ مسلم ممالک معدنیات تیل گیس کے ذخائر اور افرادی قوت

سے مالا مال ہیں عسکری اعتبار سے اعلیٰ صلاحیت کے مالک ہیں دنیا کے اہم بری اور بحری تجارتی گزرگاہوں پر ان کا قبضہ ہے مگر باوجود ان وسائل کے نہ تو معیشت کے میدان میں ان کی مشترکہ تجارتی منڈیاں ہیں اور نہ ہی کاروبار اور لین دین کیلئے مشترکہ بنک اور نہ ہی اپنے دفاع کیلئے ان کے پاس مشترکہ فوج ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مسائل کو حل کرنے کیلئے یہود و نصاریٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ آج عالم اسلام کی سب سے بڑی کمی اتحاد کا فقدان ہے وہ دنیا کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں وہ UNO میں ایک تہائی کی تعداد سے بیٹھے ہوئے مگر ان کی اقوامِ عالم میں کوئی سیاسی حیثیت نہیں ہے ان کی جمعیت کا شیرازہ بکھر چکا ہے وہ تسبیح کے دانوں کی طرح سے بکھر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ بغیر کسی مشکل کے یہود و نصاریٰ کی جارحیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔

شاہ فیصل اور ذوالفقار علی بھٹو وہ مسلم حکمران تھے جنہوں نے مسلم اتحاد کو شدت سے محسوس کیا کہ وہ عالمِ اسلام کیلئے کتنا ضروری ہے بنیادی طور پر شاہ فیصل کا یہ منصوبہ تھا کہ یورپی ممالک کی طرح سے مسلم ممالک کا بھی ایک بلاک ہونا چاہیے پوری مسلم دنیا اس کا حصہ ہو جس کا ایک سیکرٹریٹ ہو۔ پوری مسلم دنیا کے مسلمانوں کے وسائل کا جائزہ لے یہ سیکرٹریٹ عالمِ اسلام کے وسائل کا جائزہ لے اور انکا بھرپور استعمال کرے باہمی تجارت اور دفاع کو فروغ دیا جائے۔

آج اگر امتِ مسلمہ متحد ہوتی تو امریکہ کسی صورت میں بھی کسی ملک پر جارحیت کا ارتکاب نہ کرتا۔ وقت کی سب سے اہم ضرورت مسلم ممالک کا اتحاد ہے وگرنہ وہ ایک ایک کر کے یہود و نصاریٰ کی جارحیت کا شکار بنے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ۔

واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا (103:3)

ترجمہ: ''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ میں مت پڑو''

دشمنانِ اسلام نے روزِ اول سے ہی اس چیز کو بھانپ لیا تھا کہ اگر مسلم ممالک باہم متحد رہے تو وہ اپنے مقصد کو کبھی بھی حاصل نہ کرسکیں گے چنانچہ عالم اسلام کی جمعیت کا شیرازہ بکھیرنے کی سازشیں اسی وقت شروع کردی گئی تھیں کہ جب بنو امیہ اور بنو ہاشم میں نفاق کا بیج بویا گیا تھا جب مسلمانوں میں جنگِ جمل اور جنگِ صفین کے معرکے برپا کرائے گئے تھے

اور عصرِ حاضر میں ان مسلمانوں میں چھوٹے چھوٹے مسائل کو (Issues) بنا کر آمنے سامنے لا کھڑا کردیا گیا ہے ایران و عراق اور عراق و کویت اور ایران و پاکستان میں فرقہ واریت کو فروغ دے کر عالمِ اسلام کے

اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے کی کوشش کی گئی ہیں اور اب مسلمانوں کو ان معاملات کی تہہ تک جا کر دیکھنا ہوگا کہ کیا ان کے پیچھے یہودی سازشیں تو کار فرما نہیں ہیں جو محمد عربی ﷺ کے دین کے خلاف برسرپیکار ہیں۔

صیہونی سازشوں کو بے نقاب کرنے کیلئے تمام مسلم ممالک کو اپنے مسائل حل کر کے اتحاد و باہمی ارتباط کیلئے کوششیں کرنی چاہیں۔ اتحاد و باہمی تجارت و معیشت، غیر سودی بنیادوں پر اسلامی بنک اور مسلم خبر رساں ایجنسیوں کا قیام عمل میں لایا جانا چاہیے اور مسلم اتحاد کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینا چاہیے۔

پاکستان عالم اسلام کا وہ واحد ملک ہے کہ جس کی خفیہ انٹیلی جنس تنظیم دنیا کی چند تنظیموں میں سے ایک ہے جبکہ دوسرے مسلم ممالک میں کسی ملک میں انٹیلی جنس تنظیم اتنی مؤثر نہیں ہیں کہ جو دشمن کی خفیہ تنظیموں کی کاروائیوں میں ان کا مقابلہ (Encounter) کر سکے یہی وجہ ہے کہ ان کی پالیسیاں اور ان کی حکمت عملیاں معاش و دفاعی صورتحال یہودیوں پر مکمل افشاء ہو جاتی ہیں اور وہ اس کے مطابق اپنی حکمت عملی طے کرتی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر مسلم ممالک نے اپنی انٹیلی جنس کی تنظیموں کو جدید خطوط پر استوار نہ کیا تو موساد کے ایجنٹ ایٹمی عراقی سائنسدان حلیم سے دوستی کر کے راز چراتے رہیں گے وہ یاسر عرفات کے ذاتی محافظ قاسم سے PLO کے ہیڈ کوارٹر کے راز لیتے رہیں گے وہ مصر اور لیبیا کو عالمی سیاست میں تنہا کرنے کی مکمل کوشش کرتے رہیں گے۔

مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ اندرونی اور بیرونی سطح پر اپنے نظام جاسوسی کو بہتر سے بہتر بنائیں اور اپنے رازوں کو کسی بھی صورت میں یہودیوں تک نہ پہنچنے دیں کیونکہ یہ خدائی فیصلہ ہے کہ اگر ہم نے اپنے کسی قسم کے راز ان کو دیے تو ان سے نقصان ہی اٹھائیں گے قرآن مجید میں ہے۔

یاایها الذین اٰمنوا لاتتخذوا بطانة من دونکم لایالونکم خبالا۔ ودوا ماعنتم ،قدبدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر۔ قد بینا لکم الایٰت ان کنتم تعقلون (118:3)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم اپنے راز ان تک مت پہنچاؤ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے وہ اس چیز کو ناپسند کرتے ہیں جو تمہیں ضرر پہنچائے ان کی زبانوں سے ان کا بغض ظاہر ہو چکا ہے اور ان کے سینوں میں اس سے بھی زیادہ ہے۔ اللہ نے تمہارے لیے صاف صاف بیان کر دیا ہے اگر تم سمجھو تو“

اسی لئے ضروری ہے کہ مسلم حکمران اور عوام اللہ تعالٰی کے احکامات پر عمل پیرا ہوں اور اپنے رازوں کو

دشمنوں تک نہ پہنچنے دیں اسی میں ان کی عافیت و بھلائی ہے۔

یہود و نصاریٰ اپنے دفاع کیلئے Centoc Ceato اور Nato جیسے معاہدات کیے تا کہ کسی قسم کی بھی جارحیت سے نمٹنے کیلئے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا جاسکے مگر افسوس جو دنیا میں 1/3 ہیں اپنے دفاع کی طرف توجہ نہ دے سکے۔ 36 مسلم ممالک اپنے سالانہ بجٹ کا بہت کم حصہ دفاع کے اوپر خرچ کرتے ہیں حقیقت تو یہ ہے آج عالم اسلام میں پاکستان کے علاوہ کسی ملک کے پاس اتنا مضبوط دفاع نہیں ہے کہ دشمن اس کی طرف میلی آنکھ اٹھانے سے پہلے سو بار سوچنے پر مجبور ہو جائے سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں وہ کتنے پسماندہ ہیں کہ انہیں اپنے دفاع کے لیے مغربی ممالک کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ وقت کی ضرورت ہے کہ مسلم ممالک کالج و یونیورسٹیاں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم پر زور دیں اور زیادہ سے زیادہ ہنر مند اور سائنسدان پیدا کریں تا کہ مسلم ممالک کو دفاع کے معاملے میں خود کفیل کیا جاسکے قرآن مجید میں حکم خداوندی ہے۔

واعدوالهم مااستطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم۔۔۔
۔۔ (60:8)

ترجمہ:۔ ”اور جہاں تک ہو سکے اپنی طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑوں کو تیار رکھو تا کہ تم اس سے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر رعب رکھ سکو“

زمانہ کے بدلے ہوئے تقاضوں کے ساتھ دفاعی اسلحہ کی صنعت مسلم ممالک کیلئے نہایت ضروری ہے یہ صنعت اس معیار کی ہونی چاہیے جو متوقع دشمن کے متوقع حملہ کی مؤثر سرکوبی کر سکے۔

تقریباً 56 مسلم ممالک ہر سال اپنے دفاع پر 76 ارب اور 950 کروڑ روپے صرف کرتے ہیں ان ممالک کے پاس کم و بیش 66 لاکھ 76 ہزار سپاہی ہیں اگر یہ تمام ممالک اپنے بجٹ کا صرف ایک چوتھائی صرف کر کے عالمِ اسلام کی مشترکہ فوج کو دیں تو وہ اسلامی فوج دنیا کی بہترین فوج ثابت ہو سکتی ہے سیاست کے میدان میں تمام مسلمانوں کو اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرنا ہو گی اور اپنی خارجہ پالیسی کو وقت بدلتے ہوئے حالات کے مطابق از سر نو ترتیب دینا ہو گی۔

آج بیشتر مسلم ممالک نے یہودی و نصاریٰ کو اپنا دوست سمجھ کر ان سے تجارتی و دفاعی معاہدات کر رکھے ہیں اسی لئے وہ ان کی کسی بھی مسلم ملک کے خلاف ہونے والی جارحیت میں لازمی طور پر ان کے شریک ہوتے ہیں یا پھر خاموشی اختیار کرنا پڑتی ہے حالانکہ قرآن مجید کا واضح حکم ہے کہ یہود و نصاریٰ تمہارے دوست نہیں ہو سکتے اللہ

تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ان کی دوستی سے منع فرمایا ہے۔

یا ایھا الذھن اٰمنوا لا تتخذوا الکٰفرین اولیاء من دون المؤمنین أتریدون ان تجعلوالله علیکم سلطٰناً مبینا۔ (144:4)

ترجمہ:۔ ''اے ایمان والوتم مومنین کے سوا کسی کو بھی اپنا دوست نہ بناؤ کیا تم چاہتے ہو کہ بنادو اللہ تعالیٰ کیلئے اپنے خلاف واضح دلیل''

چنانچہ حکم نہایت واضح ہے کہ مسلمان امور خارجہ کو حل کرتے وقت دوسری مسلمان ریاستوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کریں وگرنہ خدشہ ہوتا ہے کہ مسلم ممالک ایک دوسرے کے مدّ مقابل آجائیں دوسرا اہم کام اپنے اپنے ملک میں ہونے والی غیر ملکی سرگرمیوں پر مکمل نظر رکھنی چاہیے تا کہ غیر ملکی عناصر ملکی سیاست میں دخل اندازی نہ کرسکیں۔

آج مسلمانوں کے زوال کا ایک اور اہم سبب یہ ہے کہ ان کے ہاں وہ نظام تعلیم نہیں ہے جو قرآن وسنت کی بنیادوں پر استوار ہے اس کے بالمقابل جو نظام تعلیم ہمیں غیروں نے دیا ہے ہم نے اس کو اپنا لیا ہے ایک مسلم معاشرہ ہونے کے ناطے ضروری ہے کہ اس کا نظامِ تعلیم بھی مسلم فکر ونظریات سے ہم آہنگ ہو یہودآج مسلمانوں کے نظامِ تعلیم کو مکمل طور پر سیکولر بنانے پر تلے ہوئے ہیں ایسے تعلیمی نظریات کو فروغ دیا جارہا ہے جو مسلم نوجوان کو اس کو مذہب اور عقائد سے دور لے جارہے ہیں۔

مسلم ممالک کیلئے ضروری ہے کہ وہ مسلم نظریات پر مشتمل نظامِ تعلیم کو متعارف کرائیں اور زیادہ سے زیادہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں ترقی حاصل کریں ایسا نظامِ تعلیم ہو کہ جس میں اسلامی نظریات اور عقائد کی واضح جھلک ملتی ہے۔

معیشت افراد اور اقوام کے زندہ رہنے کا ذریعہ ہے ملک میں مضبوط معیشت بالکل اسی طرح کا رول ادا کرتی ہے جو انسانی جسم میں ریڑھ کی ہڈی کا کردار سرانجام دیتی وہ ملک کی ترقی اور خوشحالی میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

عالمِ اسلام اس وقت دنیا کے بہترین قدرتی اور معدنی وسائل سے مالا مال ہیں ان کے پاس تیل کی دولت ہے مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ تمام کسی نہ کسی صورت میں IMF اور ورلڈ بنکوں کی معاشی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اگر مسلم ممالک مشترکہ تجارتی منڈی کا قیام عمل میں لائیں اور باہمی تجارت کو فروغ دیں اور اپنے

وسائل کو اپنی ضروریات کی تکمیل پر صرف کریں تو وہ نہ صرف ملٹی نیشنل کمپنیوں کے چنگل سے آزاد ہو جائیں گے بلکہ IMF اور ورالڈ کی غلامی کا طوق بھی اتار پھینکیں گے۔

ذرائع ابلاغ اور میڈیا یا ملکی معاشرت کو سنوارنے یا بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں یہودیوں نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسلم ممالک میں ان ذرائع ابلاغ کی مدد سے فحاشی عریانی آزاد خیالی اور جنسی بے راہ روی کو فروغ دیا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم نوجوان اپنے عقائد ونظریات سے دور ہوتا جارہا ہے۔ سینما، ٹی وی، ڈِش، وی سی آر کی مدد سے فحاشی کو فروغ دینے کی صیہونی سازش زور وشور سے جاری وساری ہے مسلم ثقافت کو ختم کر کے مغربی ثقافت کو فروغ دیا جارہا ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے مسلم دنیا کے مفکر بھی اس ابلاغی دور کی اہمیت کا ادراک کریں اور ابلاغی اداروں کو اپنا تابع بنائیں ایسے ابلاغی ادارے جو صحیح معنی میں اسلام ومعاشرتی اقدار اور اسلامی ثقافت کی بھرپور ترجمانی کریں معاشروں سے لغو اور قابلِ اعتراض لٹریچر ختم کردیں اور اخبارات ورسائل اور جرائد میں عورتوں کی نیم عریاں تصاویر پر پابندی لگادیں۔ اسلام کا نظریہ ابلاغ ایک عالمگیر نظریہ ابلاغ ہے جس میں معاشرہ کی اصلاح وتربیت اچھے کاموں پر تحسین اور غلط کاموں پر احتساب وگرفت کی ضمانت دی گئی ہو۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرة۔ (النور 19:24)

ترجمہ:۔ "بے شک وہ لوگ چاہتے ہیں کہ مومنین میں برائی پھیلے تو ان کیلئے دنیا اور آخرت کا دردناک عذاب ہے"

اسی لئے ضروری ہے کہ تمام مسلم ممالک اپنے ذرائع ابلاغ اور نشریاتی اداروں سے عقیدہ توحید، فکرِ آخرت، سیرت النبی ﷺ، صحابہ کرامؓ، بزرگان دینؒ اور مجاہدین اسلام کے حالات زندگی کے بارے میں معلومات فراہم کریں اور معاشرہ کو خالصتاً اسلامی معاشرہ بناتے ہوئے شیطان کی پرفریب چالوں اور جمالیاتی مکروفریب سے آگاہ کریں۔

عصرِ حاضر میں دنیا کے یہودیوں نے یورپی ممالک کی شہ پر گریٹر اسرائیل کے قیام کیلئے کوششیں تیز کردی ہیں اسرائیل مسلمانوں کی طرف سے کسی بھی رواداری، کسی بھی مصلحت، کسی بھی چشم پوشی یا نرم رویہ کا مستحق نہیں ہے بلکہ اس بارے میں ہمیں رسول اکرم ﷺ کے زندگی کے قول اور عمل پر پابند ہونا چاہیے کہ آپ ﷺ نے ابھی ہتھیار

رکھے بھی نہیں تھے کہ جبرائیل امین کی اطلاع پر یہودیوں کا پوری طرح سے قلع قمع کرنے کیلئے دوبارہ مستعد ہو گئے اور وصال مبارک کے وقت بھی یہی آخری وصیت تھی کہ جزیرۃ العرب سے یہود ونصاریٰ کو نکال دو کہیں انہیں قدم جمانے کا موقع نہ ملے ارشاد خداوندی ہے۔

وقاتلوهم حتىٰ لاتكون فتنةٌ (39:8) (الانفال)

ترجمہ:۔ ''اوران سے اس وقت تک جہاد کرو کہ جب تک فتنہ ختم ہو جائے''

رسول اکرم ﷺ کی یہودیوں کے بارے میں خارجہ پالیسی ہمارے لیے بہترین مشعلِ راہ ہے۔ آپؐ نے ان یہود کے اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے ان سے دوستانہ پالیسی کو اپنایا مگر جب اسلام اور پہلی اسلامی ریاست مدینۃ النبیؐ کے خلاف ان کی فتنہ پردازیوں اور ریشہ دوانیوں میں فرق نہ آیا تو آپؐ کے سامنے دو راستے تھے جن میں سے آپؐ نے ایک راستے کا انتخاب کیا تھا۔

پہلا تو یہ کہ آپؐ ہر اس چیز کی تباہی بربادی کے منتظر ہو جاتے جس پر آپؐ اور صحابہ کرامؓ نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا یا دوسرا راستہ کی اسلامی ریاست کے تحفظ وبقا کی خاطر ان اسلام کے دشمنوں کو اسلام کی سرزمین سے باہر نکال کر دیا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث (Conslusion)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی دعا قبول فرمائی اور ان کے دونوں بیٹوں کی نسل کو برکت عطا فرمائی حضرت یعقوبؑ کی آولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ سے قبل کسی قوم پر اتنی فضیلت نہیں اتاری کہ جتنی بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ان کو فضیلت دی ۔دنیا کی کوئی قوم اس عظمت وحدت یکجہتی اور پامردی کو دعویٰ نہ کرسکی جو بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے ان احسانات اور انعامات پر شکر بجالاتے اس کے ماننے سے انکار کردیا انبیاءؑ کا ناحق خون کیا اور صرف اسی بات کے اوپر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ خدا کے نظامِ کائنات کے دشمن بن کر اس کی مخلوق کو تباہی و بربادی اور انسانیت کی تذلیل میں بھی پیش پیش رہے۔

بنی اسرائیل مصر کی غلامی میں تھے اللہ ربّ العزت نے موسیٰ کو ان کی نجات کیلئے بھیجا۔ حضرت موسیٰؑ ان کو فرعون کے مظالم سے نجات دلوا کر ارضِ مقدس کی طرف لانا چاہتے تھے اور ان کو اس شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا بجائے اس کے کہ وہ اس غلامی سے آزادی پر اللہ تعالیٰ کے انعامات پر بجالاتے انہوں نے بارگاہ الوہیت میں گستاخی کی اور حضرت موسیٰ کے حکم کو ماننے سے انکار کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے تپتے صحراؤں میں بنی اسرائیل کو من وسلویٰ عطا فرمایا ان کے اوپر بادلوں کا سایہ کیا اور صحرا میں ان کیلئے 12 چشمے نکال دیے مگر نافرمان بنی اسرائیل کہ نافرمانی اور حکم عدولی جن کی سرشت میں پڑی ہوئی تھی انہوں نے خدا کو ماننے سے انکار کردیا جب کوہِ طور کو ان پر مسلط کیا گیا تو کہنے لگے امنا امنا (ہم ایمان لے آئے ہم ایمان لے آئے) اور جب کوہ طور اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا تو کہنے لگے وعصینا وعصینا (ہم نافرمان ہوئے، ہم نافرمان ہوئے) انہوں نے موسیٰؑ سے بے وفائی کی اور اپنے یہوا سے غداری کی۔ وہ اپنے انبیاءؑ کو قتل کردیتے ان کا ناحق خون کرتے اور خداءِ واحد کی دعوت کو بھول کر وہ بتوں اور مظاہرِ فطرت کی پوجا پر لگ جاتے۔ جب وہ خدائی مشن کو چھوڑ کر شیطان کے مشن کی تکمیل پر لگ جاتے تو اللہ ربّ العزت ان کی طرف ایک عذاب کو بھیجتا۔ کیونکہ ربّ العزت نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ جب تم خداءِ واحد کی عبادت کرنا چھوڑ کر شرک میں مبتلا ہوجاؤ گے تو وہ ان کی طرف عذاب نازل کرے گا۔

بنی اسرائیل جب معاشرتی برائیوں میں مکمل طور پر گھرے ہوئے تھے اور اپنی نافرمانی میں حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بابل ونینوا کے عذابوں کو نازل کر دیا۔ اپنی بداعمالیوں اور نافرمانیوں کی وجہ سے قتل کیے گئے وہ جلاوطن کر دیئے گئے وہ دنیا کے مختلف کونوں میں پھیلے اللہ تعالیٰ نے ان کے اوپر پھر اس طرح سے رحم کیا کہ شاہِ ایران خورس روم (سائرس) کی صورت میں ان کو ایک نجات دہندہ بھیجا جس نے ان کے بکھرے ہوئے یہودیوں کو دوبارہ منظم کیا مگر اس نافرمان قوم نے ہیکل سلیمانی کو سکندرِ اعظم پر کھول دیا اور وہ عبادت خانہ کہ جس کو حضرت سلیمانؑ نے خداءِ واحد کی عبادت کیلئے تعمیر کیا تھا انہوں نے یونانیوں کے بتوں کو اس میں رکھوا دیا اللہ ربّ العزت نے ان پر رومیوں کو مسلط کر دیا رومیوں نے لاکھوں کی تعداد میں یہودیوں کو قتل کر دیا اور لاکھوں کو جلاوطن کر دیا اس عرصہ میں یہود مختلف علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے۔

اپنی نافرمانیوں کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھنے والے بنی اسرائیل کسی مسیحاؑ کے منتظر تھے جو انہیں رومیوں کی غلامی سے نجات دلاتا جو یہود کو مقہور مظلومیت کی زندگی سے نجات دلا کر ان کو ان کی عظمت کی بلندیوں پر فائز کر دیا ۔

بنی اسرائیل جب تک بیت المقدس کو اپنی تجارت گاہ بنائے بیٹھے تھے وہ مسیحاؑ بیت المقدس میں داخل ہو کر ان کی میزوں کو الٹ پلٹ کر خداءِ واحد کی جانب دعوت دیتا ہے جس نے اخلاق کی تعلیم دی وہ کہنے لگے یہ کیسا مسیحاؑ ہے جو محبت والفت اور اخلاق کا درس دیتا ہے ہم تو اس مسیحاؑ کے منتظر ہیں کہ جو آئے حکومت پر چھا جائے ہم اس کے زیر سایہ اہل بابل ونینوا اور رومیوں کا خون پی جائیں ان سے اپنے مظالم کا بدلہ لیں گے اور ان کے مرد ہمارے غلام اور ان کی عورتیں ہماری لونڈیاں ہونگی ہم دنیا کا خون پی جائیں گے مگر پوچھنے والا نہ ہوگا یقیناً یہ ہمارا مسیحاؑ نہیں ہے خدا کی نافرمان قوم اس مسیحاؑ کی جان درپے ہو گئے اور ان کی الوہی وقدسی تعلیمات کو نظر انداز کر کے اس بات کو ترجیح دی کہ رومی دیوتا ان کے کنیساؤں میں پڑے رہیں۔

وہ پھر کسی مسیحاؑ کے منتظر تھے جو ان کے دکھوں کا مداوا کرتا جو ان زخموں کے پر مرہم رکھتا وہی اسی انتظار اور پیش گوئیوں میں سرزمین عرب میں بھی آ کر آباد ہوئے پھر وہ وقت آیا کہ جب ظلمت وتاریکی کے بادل چھٹ گئے جب سرزمین عرب میں وہ ہستی نمودار ہوئی جس کی سنہری اور ابدی تعلیمات نے لوگوں کے اذہان وقلوب کو منور کر دیا بجائے اس کے کہ بنی اسرائیل اس پر ایمان لا کر اپنے لیے رشد وہدایت کو چن لیتے مگر افسوس کہ اس قوم نے شیطانی مشن کی تکمیل کے منصوبے پر عمل پیرا ہونے فیصلہ کر لیا۔

اللہ ربّ العزت نے بار بار ان کو جو ہدایت کی طرف بلایا مگر جب یہ قوم بنی اسرائیل حضرت محمد ﷺ کے سب سے بڑے مخالف بن کر اٹھے تو ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان سے منصب رسالت کو چھین لیا اور آپ ﷺ کو تحویل کعبہ کا حکم دے دیا اس کے ساتھ ہی بنی اسرائیل کو معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ بنی اسماعیل کو مسندِ خلافت کیلئے نامزد کیا گیا۔

ان کے دلوں کی بھڑکتی حسد کی آگ نے انہیں سکون سے نہ بیٹھنے دیا انہوں نے ان قوموں کو جنہیں وہ اپنی معزولی کا سبب گردانتے تھے اخلاقی معاشرتی مذہبی ومعاشی لحاظ سے خراب کر دینا چاہا اس سلسلہ میں امتِ محمدیہ ان کا اہم ہدف بن گئی انہوں نے دوسرے تمام مذاہب سے ٹکرانا اور ان کے عقائد کو تباہ کرنا ان کا اولین مقصد ٹھہرا۔

اس کے بعد یہود دنیا کے مختلف کونوں میں پھیل گئے وہ جدھر بھی گئے اور جس حال میں بھی رہے اپنی عظمت کے ڈھنڈورے ڈھونڈتے پیٹتے رہے کہ خدا کے برگزیدہ وچنیدہ (Chosen People of God) بندے ہیں اور یہوا نے ان کو تمام دنیا پر حکمرانی کیلئے بھیجا ہے یہودیوں کو ان کی عظمت کے زعم نے دوسری اقوام میں گڈمڈ نہ ہونے دیا انہوں نے دنیا کے ہر کونے میں رہتے ہوئے اپنے آپ کو متحد کرنے کی کوشش کرتے اور اس کیلئے حیلہ بازی، چال بازی اور عیاری یہاں تک بے غیرتی اور بے حیائی کو بھی استعمال کرتے وہ کسی بھی ملک یا کسی قوم میں رہتے ہوئے اندرونِ خانہ سازشوں کے جال بننے لگ جاتے۔

اور جب اقوام عالم کو ان کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ پردازیوں کا پتہ چلتا وہ وہاں سے جلاوطن کر دیئے جاتے تو وہ جس ملک میں جا کر آباد ہوتے اس کی معاشرت میں بری طرح سے اثر انداز ہوتے اس ملک کی معیشت اور سیاست پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے۔ یہود کی یہ نفسیات رہی ہے کہ انہوں نے اپنے محسنوں کے خلاف بھی سازشوں کے جال بنے جرمنی نے جب ان کو وطنیت کا حق دیا تو اس کی معیشت اور دفاع کو تباہ وبرباد کر دیا روم نے انہیں پناہ دی تو یہ اس عظیم سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں پیش پیش رہے سپین میں مسلمانوں کے زیرِ سایہ ان لوگوں نے کافی ترقی حاصل کر لی۔ یہودیت کی تاریخ میں سپین کا دور حکومت ان کیلئے سنہری دور تھا انہوں نے سپین سے اسلام کو برطرف کر کے عیسائیت کی چھاپ لگا دی۔ امریکہ اور یورپ کے ممالک بھی ان کی ہوس کی بھینٹ چڑھے۔

مسلسل پریشانی اور در بدری نے یہودی اکابرین کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ وہ بطور یہودی کہیں بھی پنپ

نہیں سکتے ہیں اس کیلئے انہیں مختلف تحریکوں کو جنم دینا ہوگا۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں انہیں ترقی کرنا ہوگی اور دنیا کی معیشت کو اپنے ہاتھ میں لینا ہوگا۔ تاکہ وہ ہر ایک کی ضرورت بن جائیں۔ چنانچہ صیہونی اکابرین ایک بند کمرے میں بیٹھ کر اس چیز کی منصوبہ بندی کرنے لگے کہ وہ کس طرح سے دنیا پر اپنا تسلط قائم کر کے سلطنتِ داؤدؑ کو قائم کر سکتے ہیں وہ کس طرح سے دنیا کو اپنا معاشی غلام بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ صیہونی اکابرین نے 1897ء میں چند دستاویزات تحریر کیں۔

جس میں دنیا پر صیہونی تسلط کے منصوبے درج تھے اور ان کا عملی لائحہ عمل بیان کیا گیا تھا۔ ان کا سب سے بڑا مقصد ارض مقدس میں ایک خالصتاً یہودی ریاست کا قیام تھا جس کے قیام کیلئے انہیں دنیا کے مقتدر ممالک کی حمایت حاصل کرنا تھی۔ چنانچہ سب سے قبل انہوں نے روس امریکہ اور برطانیہ کی حکومتوں میں اثر ورسوخ پیدا کیا اس کی معیشت پر اپنا قبضہ (Hold) جمایا اور ساتھ ہی پروپیگنڈہ کی ایک مہم شروع کر دی جس کا مقصد صیہونی ریاست کی راہ کی رکاوٹوں کو ہموار کرنا تھا ساتھ ہی انہوں نے دو اہم خفیہ تحریکیں چلائیں۔

صیہونیت (Zionism) اور فری میسنری (Free Masonry) دنیا کے یہودیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے اور ان کی ارض موعود میں واپسی کو یقینی بنانے کیلئے ان دونوں تحریکوں میں روحانیت کو فروغ دیا گیا ان کو بتایا گیا کہ ارض مقدس وہ زمین ہے جس میں ان کے آباؤ اجداد آباد تھے وہ ایک عظیم سلطنت تھی جس پر آج غیر یہود کا قبضہ ہے دوسرا حضرت سلیمانؑ نے اس شہر یعنی بیت المقدس میں ایک عظیم معبد خانہ تعمیر کیا تھا جس کو منہدم کر کے آج اس کی جگہ مسجد اقصیٰ کھڑی ہے اور یہود نے دوبارہ اس جگہ پر ہیکل سلیمانی تعمیر کرنا ہے۔

جب ان تحریکوں میں روحانیت کو فروغ دیا گیا تو یورپ کے یہودی اپنی پر تعیش زندگی کو چھوڑ کر فلسطین میں آباد ہونے کیلئے تیار ہو گئے۔ ساتھ ہی یہودی اکابرین نے جرمنی میں ہٹلر کے جذبات کو ابھارا اور خود یہودیوں کا قتل عام کروایا تاکہ یہودی یورپ میں عدم تحفظ کے احساس سے ان ممالک کو چھوڑ کر فلسطین کا رخ کریں فلسطین میں یہودی آبادی کاری شروع ہو چکی تھی۔

پہلی اور دوسری جنگ عظیم جو یہودی پروٹوکولز کا ایک جز تھیں یہود نے لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اپنے ہوس کی بھینٹ چڑھا دیا امریکہ اور برطانیہ کی سرپرستی میں یہودی آباد کاری جاری رہی اور بالآخر 1948ء کو ایک آزاد صیہونی ریاست (اسرائیل) کے قیام کا اعلان کر دیا گیا امریکہ اور برطانیہ نے اسرائیل کو اتنا اسلحہ دے دیا تھا کہ وہ عربوں کے درمیان اپنے وجود کو قائم رکھ سکے تھے۔ یروشلم میں ہیکل سلیمانی کی تعمیر کے بعد اسے دنیا کا

دارالحکومت بنانا یہودیوں کا خواب تھا۔ چنانچہ عظیم تر اسرائیل (Greater Israel) کے قیام کیلئے صیہونیوں نے اپنی کوششیں تیز کردیں اس کے لیے انہوں نے مختلف تحریکوں اور تنظیموں میں پناہ لی۔

اسرائیل نے اپنی خفیہ ایجنسی موساد کے ذریعے دنیا میں اور خصوصاً مسلم ممالک میں دہشت گردی کا فروغ دیا صیہونی دستاویزات کے مطابق اہم شخصیات کا قتل کیا گیا اور مسلم ممالک میں فرقہ واریت کو فروغ دیا گیا مسلم ممالک کو آمنے سامنے لاکھڑا کردیا گیا اور ان کو دفاعی اور معاشی لحاظ سے مفلوک الحال کردیا گیا۔ عصر حاضر میں موساد مسلم ممالک میں کافی سرگرم ہے۔ جو مسلم ممالک کے دفاع معیشت کے بارے میں خفیہ رپورٹیں تیار کرتی ہے اور ان رپورٹوں کی روشنی میں اپنی حکمت عملی طے کرتی ہیں۔

UNO اور فری میسنری کے ذریعے سے مسلم ممالک کو عالمی سطح کی سیاست سے خارج کرکے بالکل تنہا کر دیا گیا ہے فری میسنری مسلم ممالک میں دولت وشہرت کے بھوکے لوگوں کو اپنا آلہ کار بنا کر سیاست میں لاتے ہیں اور ان سے مرضی کے فیصلے کرائے جاتے ہیں۔ تو دوسری طرف ملٹی نیشنل کمپنیاں اسلامی ممالک میں تمام سرمایہ کو چٹ کررہی ہیں۔ اور ان تمام مسلم ممالک کی معیشت پر ان صیہونی ملٹی نیشنل کمپنیوں نے اپنا قبضہ جمایا ہوا ہے۔

NGOs اور صیہونی میڈیا مسلم معاشرہ سے اسلامی اور اخلاقی اقدار کو ختم کرکے اس کو سیکولر بنانے کے منصوبوں پر عمل پیرا ہیں یہ دونوں رفاہی کاموں کی آڑ اور حقوقِ انسانی کے نعروں کے پس پردہ معاشرہ میں آزاد خیالی، جنسی بے راہ روی اور مغربی تہذیب وکلچر کو فروغ دے رہے ہیں۔

عظیم تر اسرائیل کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ عالم اسلام ہے چنانچہ صیہونیوں کی کوشش رہی ہے کہ وہ اس خطہ کے عرب ممالک کو دفاع اور معیشت میں تقویت حاصل نہ کرنے دیں۔ تاکہ کوئی اسلامی ملک اسرائیل کی جغرافیائی ونظریاتی سرحدوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے عالمی سطح پر مسلم ممالک کے خلاف صیہونیت نے پروپیگنڈہ کیا ہے اور امریکہ کی مدد سے مسلم ممالک پر جارحیت کا ایک سلسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ دراصل گریٹر اسرائیل کے منصوبوں کی طرف ایک پیش قدمی ہے۔

حوالہ جات

1- Harry Rimmer, Palestine the coming storm center, P-33

2- ایڈورڈ صاعد، مسئلہ فلسطین، ص 48

3- ڈاکٹر مصطفےٰ چمران، لبنان، ص 52

4- ایڈورڈ صاعد، مسئلہ فلسطین، ص 46

5- Shiem Weizmen, Trial and Error, P-36

6- یوسف ظفر، یہودیت، ص 397

7- مولانا سمیع الحق، اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، ص 527

8- پال فنڈلے، اسرائیل کی دیدہ ودانستہ فریب کاریاں، ص 163

9- محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، ص 83

10- ڈاکٹر مفکر احمد، فلسطین ماضی حال و مستقبل، ص 165

11- خلیل احمد حامدی، اسرائیل کی تعمیر میں اشتراکی ممالک کا کردار، ص 20

12- Strategic Studies, Spring 2004, P - 144

13- لفٹیننٹ کمانڈر محمود شیت خطاب، عرب ممالک میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم، ص 6

14- مناخم بیگن، انقلاب، ص 335

15- لفٹیننٹ کمانڈر محمود شیت خطاب، عرب ممالک میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم، ص: 42

16- روزنامہ اوصاف، ملتان، 25 ستمبر 2004ء

17- لفٹیننٹ کمانڈر محمود شیت خطاب، عرب ممالک میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم، ص 21

18- محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، ص 108

19- لفٹیننٹ کمانڈر محمود شیت خطاب، عرب ممالک میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزاء، ص 43

20- روزنامہ نوائے وقت، ملتان، 26 مئی 2004ء

21- Protocoles of the meeting of the elders of zions E. Marsde, P - 69

22- Zeev Schiff, A Histroy of Israeli Army, P- 3

23- P - 4

24- Wocld Book Encyclopedica, 2000, Vol. 10, P - 480

25- شائم ھرزگ، جنگِ کفارہ، ص 2

26- لفٹیننٹ کمانڈر محمود شیت خطاب، عرب ممالک میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم، ص 90

27- Collier Encyclopedia, 1993, Vol. 13, P-332

28- طارق اسماعیل ساگر، اپریشن ڈیزٹ سٹارم، ص 08

29- Barbara H. Pope, Would Defense force, P - 60

30- Edward Luttwak, Israeli Army, P - 324

31- Barbara H.Pope, World defense force, P -58

32- Barbara H. Pope, World defense force, P - 59

33- محمد اسلم ڈوگر، مغربی میڈیا کا اسلامی بم، ص 388

34- Edward Luttwak, Israeli Army, P - 299

35- محمد اسلم ڈوگر، مغربی میڈیا کا اسلامی بم، ص 388

36- پال فنڈلے، اسرائیل کی دیدہ ودانستہ فریب کاریاں، ص 187

37- Semour M. Herish, The samson option, P -III

38- محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، ص

39- Seymour M. Herish , The samson option, P - 271

40- Seymour M. Herish , The samson option, P - 311

41- Strategic Studies, Spring 2004, P - 114

42- Misbah-ul-Islam Faruqi, Jewish Conspiray and Muslim Ummah,

P-29

43- Robert Driscoll, The new world order and the throne of antichrist, P -14

44- محمد عبدالمجید صدیقی، دنیا جنگوں کے دھانے پر، ص 65

کتابیاتی جائزہ (BIBLOGRAPHY)

نمبر شمار	نام مصنف	نام تصنیف	مطبع و تاریخ
1	ابن اثیر، ابو الحسن علی بن ابی الکرم ایشاتی المعروف ابن اثیر	الکامل فی التاریخ	دارالاحیاء التراث العربی بیروت لبنان 1989ء
2	ابن جریر، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری	تاریخ الامم والملوک	مکتبہ الاستقامۃ بالقاہرہ 1939ء
3	ابن جوزی، امام عبدالرحمٰن ابن جوزی	الوفا باحوال المصطفٰے	جنزل پرنٹرز لاہور، سن ندارد
4	ابنِ خلدون، عبدالرحمٰن ابن خلدون	تاریخ ابنِ خلدون	جاوید پریس کراچی، جون 1966ء
5	ابن قیم، شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن ابی بکر دمشقی	زادالمعاد فی ھدی خیر العباد	موسسۃ الرسالۃ مکتبہ المنار الاسلامیہ بیروت، لبنان، سن ندارد
6	ابن کثیر، علامہ حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر	السیرۃ النبویہ	دار المعرفۃ النشیر والتوزیع ھاتف بیروت، لبنان، 1971ء
7	ایضاً	قصص الانبیاء	دار یقین للنشر والتوزیع مصر، طبع ثانیہ 1971ء
8	ایضاً	البدایہ والنھایہ	احمد برادر پرنٹرز ناظم آباد کراچی، جون 1987ء

9	ابن منظور، ابی الفضل جمال الدین محمد بن مکرم الافریقی المصری	لسان العرب	دار صادر بیروت، سن ندارد
10	ابنِ ہشام	السیرۃ النبویہ	هارة حریک شارع عبدالنور هاتف دار لفکر بیروت، لبنان، 1992ء
11	ابوالحسن علی ندوی، سید	نبی رحمتؐ	مجلس نشریات اسلام کراچی نمبر 18 طبع سوم 1982ء
12	احسان الحق	یہودیت و مسیحت	مسلم اکیڈمی کراچی، سن ندارد
13	احمد ارشاد ترمذی، بریگیڈیئر (ر)	حساس ادارے	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور، 1998ء
14	احمد سلیم	نیا عالمی نظام اور پاکستان	فکشن ہاؤس منزنگ روڈ لاہور سن ندارد
15	احمد غفور عطاؤ	یہودیت وصیہونیت	ادارہ اشاعت النبویہ فیصل آباد سن ندارد
16	اختر عالم، سید	کیا یروشلم اسلام کا قبلہ اول ہے؟	الجحت پرنٹنگ پریس لاہور، سن ندارد
17	اسد سلیم شیخ	رسول کی خارجہ پالیسی	سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور سن ندارد
18	افضل الرحمٰن	محمد ﷺ حیثیت عسکری قائد	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور، اکتوبر 1995ء
19	انعام اللہ جان نقشبندی، پروفیسر	یہودی سازش و فتنہ انکارِ حدیث	تاج پرنٹنگ پریس پشاور 1993ء
20	اسد خان کھرل	ٹاپ سیکرٹ	ساگر پبلشرز لاہور، سن ندارد

21	اسرار عالم	عالم اسلام کی اخلاقی صورتحال	بھارت آفسیٹ دہلی، مئی 1996ء
22	ایضاً	عالم اسلام کی روحانی صورتحال	TIPS انٹر پرائزر دہلی 1995ء
23	ایڈورڈ صاعد	مسئلہ فلسطین (ترجمہ شاہد حمید)	ایلفا براوو بک سیلرز لاہور، 1991ء
24	ای مارسڈن	یہودی پروٹوکولز (ترجمہ محمد یحییٰ خان)	نگارشات میاں چیمبرز ٹمپل روڈ لاہور 2002ء
25	بدر الحسن	صیہونی تحریک کا پس منظر	نصرت پریس منصوری منزل لاہور 1982ء
26	بشیر احمد	فری میسنری	اسلامک سٹڈی فورم راولپنڈی جنوری 2001ء
27	پال فنڈلے	اسرائیل کی دیدہ و دانستہ فریب کاریاں (ترجمہ سعید رومی)	صفہ پبلشرز لاہور، 2001ء
28	حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا	قصص القرآن	مکتبہ مدینہ اردو بازار لاہور، سن ندارد
29	حق حقی	سورۃ بنی اسرائیل گواہی دے	شفیق پبلی کیشنز لاہور، اگست 2002ء
30	خالد سہیل	ایک باپ کی اولاد یہودی عرب	گورا پبلشرز لوئر مال روڈ لاہور 1994ء

31	خلیل احمد حامدی	اسرائیل کی تعمیر میں اشتراکی ممالک کا کردار	اسلامک پبلی کیشنز لاہور، طبع سوم 1970ء
32	رونالڈ پائن	موساد (ترجمہ محمد یحییٰ خان)	خان نگارشات مزنگ روڈ لاہور 2003ء
33	سعید رومی	شکنجہ یہود	صفہ پبلشرز لاہور، فروری 1999ء
34	سمیع الحق، مولانا	اسلام اور عصرِ حاضر	عالمین پرنٹرز لاہور، سن ندارد
35	سید عظیم	ملٹی نیشنل کمپنیاں	سعادت آرٹ پریس لاہور، جنوری 2002ء
36	شاہدہ لطیف	امریکہ اسلام اور عالمی امن	حیدر پبلی کیشنز لاہور، اکتوبر 2001ء
37	شاہم ہرزگ	جنگِ کفارہ (ترجمہ میجر ڈاکٹر عبدالواحد خٹک)	پیپ بورڈ پرنٹرز راولپنڈی، سن ندارد
38	طارق اسماعیل ساگر	اپریشن ڈیزٹ سٹارم	ساگر پبلشرز لاہور، اپریل 2001ء
39	ایضاً	جاسوس کیسے بنتا ہے	ساگر پبلشرز لاہور، اپریل 2000ء
40	عبدالرحمٰن خان منشی	عالمگیر سازشی منصوبہ	عالمی ادارہ اشاعتِ اسلامیہ لاہور سن ندارد

41	عبدالرشید ارشد	آخری صلیبی جنگ	جوہر پرنٹنگ پریس جوہر آباد، سن ندار
42	ایضاً	لحہ لحہ پھسلتے قدم	جوہر پرنٹنگ پریس جوہر آباد، سن ندار
43	ایضاً	فتنہ حقوق آزادی نسواں اور NGOsمافیا	جوہر پرنٹنگ پریس جوہر آباد، سن ندار
44	ایضاً	وثائق یہودیت	جوہر پرنٹنگ پریس جوہر آباد، سن ندار
45	ایضاً	فری میسنری کی اپنی مذہبی رسوم	جوہر پرنٹنگ پریس جوہر آباد، سن ندار
46	عبدالکریم پاریکھ	قوم یہودا اور ہم قرآن کی روشنی میں	مجلس نشریات اسلام کراچی نمبر 18 سن ندارد
47	عبدالحلیم شرر، مولانا	تاریخ یہود	سراج الحق پرنٹرز دلگداز پریس لکھنؤ 1916ء
48	عبدالماجد دریا آبادی	تفسیر ماجدی	تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، سن ندار
49	علی الکورانی	عصر ظہور	شفاق پرنٹرز لاہور، 14 جولائی 1991ء
50	فہمی قطب الدین الدین الشیخ	مسلم گھرانے پر ذرائع ابلاغ کے اثرات	ادارہ معارف اسلامیہ لاہور، 1992ء

51	فیروز آبادی، محمد بن یعقوب	القاموس المحیط	شرکۃ، ومکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البانی طبع ثانیہ 1952ء
52	فیروزالدین، الحاج	فیروز اللغات اردو	فیروز سنز لمیٹڈ لاہور 1977ء
53	کوتلیہ چانکیہ	ارتھ شاستر	ٹیکساس پرنٹرز یونیورسٹی کراچی، فروری 1991ء
54	کیرن آرمسٹرانگ	خدا کیلئے جنگ	نگارشات پریس لاہور، 2003ء
56	گلزار احمد، بریگیڈیئر (ر)	تسخیر کائنات کا یہودی منصوبہ	مکتبہ المختار گلستان کالونی راولپنڈی مئی 1992ء
57	لی او برائن	امریکہ میں یہودی تنظیمیں	ادارہ معارف اسلامیہ لاہور پاکستان، جنوری 1994ء
58	مبشر حسین لاہوری	جہاد اور دہشت گردی	آصف پرنٹرز لاہور مئی 2003ء
59	محمد اسلم ڈوگر	مغربی میڈیا کا اسلامی بم	اللہ والا پرنٹرز لاہور دسمبر 1997ء
60	محمد اشرف ظفر	جنگ خلیج کی تباہ کاریاں و عالم اسلام کا مستقبل	النور پرنٹنگ پریس لاہور اپریل 1992ء
61	محمد انیس الرحمٰن	مدینہ سے وائٹ ہاؤس تک	آفتاب پبلی کیشنز لاہور مارچ 2003ء
62	محمد تقی عثمانی، مولانا	عیسائیت کیا ہے؟	شجاع سنز اسلام آباد طبع دوم 1998ء
63	محمد حسین ہیکل	حیات محمدؐ	اظہار سنز پرنٹرز لاہور طبع پنجم 1990ء

64	محمد حمید اللہ، ڈاکٹر،	رسول اللہ کی سیاسی زندگی	دارالاشاعت ایم اے جناح روڈ کراچی سن ندارد
65	محمد شفیع، مفتی	معارف القرآن	ادارہ معارف کراچی نمبر 14، جون 94ء
66	محمود شیت خطاب، لفٹیننٹ کمانڈر	''عرب ممالک میں اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم''	رابطہ عالم اسلامی مکۃ المکرّمہ سعودی عرب سن ندارد
67	محمد عبدالمجید صدیقی	دنیا جنگوں کے دھانے پر	فیروز سنز لمیٹیڈ لاہور، 1999
68	محمد عبدالمعبود	تاریخ مدینۃ المنورہ	المکتبہ الحبیب راولپنڈی 1984ء
69	محمد علی چراغ	پروپیگنڈہ	سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور 1987ء
70	مسعود مفتی	ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اسلامی دشمنی	رحمانیہ پرنٹرز لاہور سن 2003ء
71	محمد وسیم اکبر شیخ،	ذرائع ابلاغ اور اسلام	مکہ پبلی کیشنز اردو بازار لاہور، فروری 2003
72	مصطفےٰ چمران، ڈاکٹر	لبنان	زاہد بشیر پرنٹرز لاہور سن ندارد
73	مزمل یٰسین	فلسطین ایک المیہ	نیشنل بک فاؤنڈیشن لاہور سن ندارد
74	مفکر احمد، ڈاکٹر	فلسطین ماضی حال مستقبل	دائرہ منشوراتِ اسلامی لاہور 1993
75	ممتاز لیاقت	تاریخ بیت المقدس	سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور، سن ندارد

76	موسیٰ خان جلال زئی	این جی اوز اور قومی سلامتی کے تقاضے	فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، 2000ء
77	مودودی، سید ابوالاعلیٰ	سیرت سرورِ عالم	ایچ فاروق ایسوسی ایٹ لمٹیڈ لاہور طبع چہارم 1983ء
78	ایضاً	عصر حاضر میں امت مسلمہ کے مسائل اور ان کا حل	میٹرو پرنٹرز لاہور طبع سوم 1991ء
79	نذر احمد، حافظ	ارض مقدس	راحت پبلی کیشنز لمٹیڈ لاہور 1989ء
80	نصیر احمد، ڈاکٹر	اسلامی ثقافت	فیروز سنز لمٹیڈ لاہور، سن ندارد
81	یوسف صالحی، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی	سبل الھدیٰ فی سیرۃ خیر العباد	دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، 1993ء
82	یوسف ظفر	یہودیت	نفیس پرنٹرز لاہور، مئی 1982ء
83	ـــــــــــ	سیرۃ خیر الانام	شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جامعہ پنجاب لاہور، جون 1999ء
84	ـــــــــــ	الموسوعۃ المیسرہ فی الادیان و المذاہب المعاصرہ	الندوۃ العالمیہ للشباب الا سلامی الریاض سعودی عرب، 1989ء
85	ـــــــــــ	کتاب مقدس	بائیبل سوسائٹی انارکلی لاہور

ENGLISH BOOKS

1- Allen Unterman, " Jews their Religion, belief and practice," Routledge and Kegan paul USA, 1981

2- Brabara, H. Pope, " World Defence Forces",Clio press Ltd thomas street oxford England, 1981-

3- Bensasson. H.H., " A History of jewish people," Harverd Universty press cambridge massachustehs, 1969.

4.David Hirst,The Gun and the Olive Branch,Latimer Trend and Company Ltd. Plymouth 1977.

5- Edward Luttwak, "The Israel Army" Cox & Wymen Ltd London Great Britian 1975 .

6- Elizabeth Dilling, "The jewish Religion, Its infullence today" The moontide press, 1983.

7- Ellison. H.E. " The mystery of Israel" The peternoster press Ltd Melbourne victoria 1972.

8- Ghulam Farid Bhatti, " Zionism and international secuirty, islamic publication Ltd Lahore, 1984.

9- Guillaume, " The life of Muhammad," Oxford univerty press London, 1955.

10- Harry Rimmer, " Palestine the coming storm centre." WM.B Eerdmans publishers Michigan USA- 1940.

11- Golda Mier, “My life” weidenfeld and Nicolson John Hill London ،1975.

12- Henry Ford, “ The International Jews” USA

13- Ismail Raji Al Farooqi, “ Islam and the problem of Israel” Redwood Burn Limited Trowbridge and Esher London ،1980.

14- Itimarch Novieins, “ Israel in the middle east.” Oxford Universty press ،1984.

15- Ivor Benson, “ This World wide conspiracy.” New time limited Melbourne ،1972.

16- JAY-Y-Gonen, “ A psychological History of Zionism.” New American Library USA ،1970.

17- Jc Hurewitz, “ The Struggle for palestine” Schocken Book America ،1976.

18- Jean Patric, “The Communism Unmasked” Kenkyusha Printing co Ltd Tokyo ،1975.

19- Mausa Khan Jalalzai “ NGos Conpiracy in Pakistan.” Lyala Printers Lahore, Oct ،1998.

20- Maxime Rodison, “ Israel and the arabs” Hunt Barnard Printing Ltd Britian, ND

21- Misbah-Ul-Islam Faruqi “ Freemasonary a critical study” Nawai Waqt Printers Nazim Abad Karachi, June ،1968.

22- Misbah-Ul-Islam Faruqi “ Jewish Conspiracy against muslim ummah, educational press Karachi, second edition ،1967.

23- Mordecai's Chertoff, “ Zionism a basic Reader” Herzal press NewYork, ،1975.

24- Muhammad Bashir-Ud-Din Mahmood, “ The first and the

Last" Holy Quran Search Foundation Islamabad August ،1995.

25- Muhammad Hamid-Ullah (Dr.) " Muhammad (S.A.W) Idara Islamiyat Lahore, ND

26- Muhammad Suleman, Syed " The Zionist Israel" Sadaat Printing press Lahore, Oct ،1973.

27- Robert o, Driscoll, " The New World order and the throne of Antichrist." University of Toon to Dec.،1993.

28- Seymour M. Herish, " The Samson options" Random House USA ،1991.

29- Shiem Weizmen, " Trial and Error." Harper Andrew NewYork ،1991.

30- Stephen Knight, " The Brotherhood (Secret hands of free masonry) Granda publishing limited London ND.

31- Victor Ostrovsky, " By the way of Deception" Martin Press NewYork 1990 " On the other Side of Deception." Harper Collins Publishing NewYork ،1994.

32- Victor. E. Marsden. " Protocoles of the elders of the meeting of the Zions."

33- Zeev Schiff, " A History of Israeli Army" Butler and Tanner Limited London ،1985.

(ENCYCLOPEDIAS)

1.“ Encyclopedia of Searah”, Afzal-Ur-Rehman seerch Founadtion London, May 1987.

2.“ Encyclopedia of Islam” Netherland 1986.

3.“ The World book Encyclopedia, 233 North Mochigan Chicago, 2000.

4.“ Encyclopedia of Americana, USA,1998.

5.“ Collier's Encyclopedia, PF. Collier NewYork Toronto sydney 1993.

6.The New encyclopedia of Britanica, USA 1st Edition 1997.

7.Encyclopedia of Religion, Macmillan Publishing Company NewYork 1987.

8.Encyclopedia of Philosphy,Macmillan Publishing Company NewYork 1967.

9.اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، یونیورسٹی آف پنجاب لاہور طبع اول 1978ء

10. سید قاسم محمود، شاہکار اسلامی انسائیکلوپیڈیا، شاہکار فاؤنڈیشن کراچی۔ س ن

اخبارات رسائل میگزین

ہفت روزہ ''تکبیر'' 9اپریل 2003ء (ڈاکٹر اسرار احمد، امت مسلمہ پر عالم کفر کی یلغار)

ہفت روزہ ''تکبیر'' 30اپریل 2003ء (محمد یوسف القرضاوی کا انٹرویو)

ہفت روزہ ''تکبیر'' 23اپریل 2004ء (اسٹیفن جے سنی گوسکی، جنگ کا منصوبہ اسرائیل میں تیار ہوا)

روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان سنڈے میگزین 2 مئی 2004ء (اسرائیل کی ایٹمی تیاریاں، ایم ایچ مسعود)

روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان سنڈے میگزین 9 مئی 2004ء (اسرائیل کی ایٹمی تیاریاں، ایم ایچ مسعود)

روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان سنڈے میگزین 16 مئی 2004ء (اسرائیل کی ایٹمی تیاریاں، ایم ایچ مسعود)

روزنامہ ''نوائے وقت'' ملتان 6 ستمبر 2004ء (پینٹا گون میں اسرائیلی جاسوسی، جاوید قریشی) روزنامہ ''اوصاف'' ملتان 25 ستمبر 2004ء (کرنل غلام سرور، عراق میں اسرائیلی باشندے بسانے کی سازش)

" Strategic Studies" Spring 2004 Vol xxiv,

institute of strategic studies Islamabad

(Israel VS Arab Nuclear Programme)

" Current affair" Lahore, March,2003

Amos Elon, " Israel and Palertime: What went wrong?"

" Islamic Studies" Volume 40Autumn 2001 Special Number on Jerusalem.

اہم یہودی خفیہ تنظیمیں

اور

عالم اسلام پر ان کے اثرات

(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اسلامیات)

رہنمائے تحقیق
پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت
ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

مقالہ نگار
کامل نواز
رول نمبر 9
ایم فل اسلامیات

سیشن 2003 - 2005

شعبہ علوم اسلامیہ
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

اہم یہودی خفیہ تنظیمیں اور عالمِ اسلام پر ان کے اثرات

(تحقیقی مقالہ برائے ایم فل اسلامیات)

مقالہ نگار

کامل نواز

رول نمبر ۹

ایم فل اسلامیات

رہنمائے تحقیق

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت

ڈین فیکلٹی آف اسلامک لرننگ

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

سیشن 2003-2005

شعبہ علومِ اسلامیہ

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

انتساب

اپنے عظیم والدین کے نام جن کی شفقت ومحبت پُر خلوص تعاون اور دعاؤں نے میرے خواب کوشرمندہ تعبیر کیا۔انہی عظیم ہستیوں کے نام جنہوں نے فضاؤں کو گردِراہ بنانا،افلاک کوزیرِ کمند لانا اور ستاروں کونقشِ پا بنانا سکھایا۔

اللہ کرے رحمت کے یہ سائباں ہمارے سروں پرتا حیات قائم ودائم رہیں (آمین)